(رجسٹری شدہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باغ کلام اکبر

یعنی

مدائح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مصنفہ

محمد اکبر خان وارثی

حسب فرمائش ملک دین محمد تاجر کتب

لاہور کشمیری بازار

باہتمام میر امیر بخش مینیجر کریمی پریس لاہور میں چھپا

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طرح انداز بن کون و مکان تو ہی تو تھا — خوش نوائے حرف ساز کن فکاں تو ہی تو تھا
زمزمہ سنج نوائے فادخلوہا خالدین — رنگ آمیز چمن زار جناں تو ہی تو تھا
ہر گل و برگ و ثمر میں رنگ و بو بن کر بسا — تو ہی تھا تو ہی بہار گلستاں تو ہی تو تھا
طوق قمری تو ہی تو ہی سرو گلشن کی بہار — رنگ گل تو ہی تھا بلبل کی فغاں تو ہی تو تھا
سرمہ دیکر طور آنکھوں کا بڑھانا تھا تجھے — طور پر صوت کش برق طپاں تو ہی تو تھا
لیلی و شیریں ہیں گلمیں شمع میں رکھا تھا کیا — حسن بنکر دلفریب عاشقاں تو ہی تو تھا
نوح کا جودی پہ اور یونس کا بطن حوت میں — چاہ میں یوسف کا یار و مہرباں تو ہی تو تھا
قم باذنی اور انا الحق کہتے انکی کیا مجال — شمس او منصور کے منہ میں زباں تو ہی تو تھا

کیوں نہ ہو یہ مدح گر تیرا کریم کارساز
نطق بخش اکبر شیریں زباں تو ہی تو تھا

قندیل میں اک نور ترا جلوہ فشاں تھا — آدم تھا نہ حوا تھی زمیں تھی نہ زماں تھا
شاخوں میں لچک تھی تری غنچوں میں مہک تھی — تو ہمیں عیاں تھا کہیں پھولوں میں نہاں تھا
رب ارنی کہہ تو دیا اٹھتے ہی پردہ — تھے ہوش فراموش وہاں ہوش کہاں تھا
ہیں ارض و سماوات ترے حکم سے قائم — تو زیب دہ انجمن کون و مکاں تھا

لیلیٰ میں چمک کسکی تھی کسکی تھی تجلّے — مجنوں کو جنوں کسکا تھا کسکا خفقاں تھا
گر صورتِ یوسف میں نہ تھی تیری تجلّی — کیوں دل میں زلیخا کے محبت کا نشاں تھا

دیکھا جو یہ گلزارِ جہاں غور سے اکبر
ہر پھول سے ہر پھل سے وُہی رنگ عیاں تھا

جب سے تیرا عشق دلمیں کارگر ہونے لگا — تو ہی تو ہر رنگ میں مدِّ نظر ہونے لگا
ہر گھڑی ہر دم ترا رہنے لگا دلمیں خیال — قصّۂ دردِ جدائی مختصر ہونے لگا
تھی ہر اک جانب صدائے کفر اب کافور ہو — رونق افروزِ جہاں خیر البشر ہونے لگا
بزمِ امکاں صورتِ فانوس روشن ہو گئی — شمع ساں جب نور ریز و جلوہ گر ہونے لگا
جان کو دل کو ترے روضے پہ کر دونگا نثار — جا کے گر ہندوستاں کا پھر سفر ہونے لگا
آتشِ فرقت سے تیری یا حبیبِ ذوالجلال — دردِ دل سودائے سر سوزِ جگر ہونے لگا
راہنمائے منزلِ جاناں کہاں ہے بے خبر — ہائے ایسے بیخبر سے بیخبر ہونے لگا

اکبرِ غافل اُٹھو یہ خوابِ غفلت تا کجا
عمر کی شب ہو چکی وقتِ سحر ہونے لگا

اللہ رے حسنِ احمدِ عالی وقار کا — اُترا ہے نور عرش سے پروردگار کا
لکھ لکھ کے خطِ طغرا میں نام رسولِ پاک — گوشہ ہر اک سجا دو ہمارے مزار کا
اے منکر و نکیر سوال و جواب کیا — بردہ نبیؐ کا بندہ ہوں پروردگار کا
کیا خاک باغِ خلد کی ہو آرزو ہمیں — خاکا ہے تیرے روضے کے نقش و نگار کا
غزوہ میں کم غذا تھی مگر تیرے خوان پر — پُر تھا شکم طعام سے ستّر ہزار کا
اللہ رے محبت راہِ حبیبِ حق — منہ چومتے ہیں آبلے ہر نوکِ خار کا
نبیوں میں اسکی شان ہے کالبدر فی النجوم — ختم الرسل خطاب ہے اُس نامدار کا
لب پر علی علی ہے زباں پر ولی ولی — دل دل ہے عاشق اُس شہِ دُلدل سوار کا

مذہب ہے صلح کل نہیں اکبر کسی سے رنج
قائل ہوں پنجتن کا مقر چار یار کا

سفر درپیش ہے ہر دم لگا ہے موت کا کھٹکا
کہ جب کے سر پہ آ کھیلی اجل کھاتا نہیں ٹھپکا

ہے وقت صبح کرلو یاد حق سونا ہے تربت میں
اٹھو اب چھوڑ دو آرام پھولونکے چھپر کھٹکا

فریب دین ہے دنیا کے حق آنکھیں نہ دکھلائے
یہ وہ دلہن ہے تم کھلنا ہی غضب ہے اسکے گھونگٹ کا

سر پر شور کا عالم نہ پوچھو ہجر احمدؐ میں
کبھی چوکھٹ پہ دے مارا کبھی پتھر پہ دے پٹکا

فرشتوں میں نہ حوروں میں نہ پریوں میں نہ نبیوں میں
تری صورت کا تیرے حسن کا تیری سجاوٹ کا

لٹوں کو دیکھکر رخسار پر دل لوٹ جاتا ہے
ہری لٹ لٹ ہیں تمہاری لف کی تسخیر کا لٹکا

بشر کی شکل میں آیا تکلف کی ضرورت تھی
احد سے ہو گیا احمدؐ جو باندھا میم کا پٹکا

مرے مولا مرے آقا کہاں جاؤں کسے ڈھونڈوں
گدا ہوں تیرے در کا مبتلا ہوں تری چوکھٹ کا

دکھا دو چاند سی صورت بہت بیتاب ہے اکبر
کہ فرقت سے تمہاری اب تو دم آنکھوں میں آ اٹکا

مجھے بھی حبیب خدا بخشوانا
نہ تم سا ملا کوئی دیکھا زمانہ

اندھیرے سے مرقد کے گھبرا نہ جاؤں
مجھے چاند سی اپنی صورت دکھانا

سوا نیزے پر جب ہو خورشید محشر
مرے سر پہ رحمت کا ہو شامیانہ

بھڑکتا ہے دوزخ نکلتے ہیں شعلے
جلائیں جلائیں بچانا بچانا

کوئی راہ اے خضر ایسی بتادو
مدینے میں ہو رات دن آنا جانا

پڑا رہتے دے گرد اپنے مکاں کے
کہاں ہے ترے عاشقوں کا ٹھکانا

کبھی اسود پاک پر بوسہ دینا
کبھی زمزمہ آب زمزم کا گانا

میں ہوں آرزومند پابوس شہ کا
مرا اُن کے قدموں میں مدفن بنانا

چلا میں جو محفل سے بولے یہ حضرت
وہ جاتا ہے اکبر بلانا بلانا

جس دل میں عشقِ زلفِ پیمبر نہیں رہا
تاریک ہوگیا وہ منور نہیں رہا

دیوانہ ہی رہا وہ سخنور نہیں رہا
جو خاتمِ رسل کا ثناگر نہیں رہا

رویا جو یادِ شہ میں تو رحمت نے دی ندا
سب بہ گیا گناہ کا دفتر نہیں رہا

پونچا کے حد پہ طائرِ سدرہ نے یوں کہا
شاہا اب اختیار میں شہپر نہیں رہا

اللہ رے پیا جب ہوا محبوب کا وصال
تب کوئی پردہ پردے کے اندر نہیں رہا

جس سمت آپ لیگئے تشریف کون تھا
خوشبو سے دیر تک جو معطر نہیں رہا

اے ساکنانِ ہند مدینے نہیں گئے
کیا تم کو عشق کاکلِ سرور نہیں رہا

اے شمر بند کر دیا آلِ نبیؐ پہ آب
کمبخت پاس ساقیِ کوثر نہیں رہا

اکبر اُسے گناہ سے کیونکر نجات ہو
جس دل میں عشق شافعِ محشر نہیں رہا

بخشوانے تاکہیں لامکاں لیجائیگا
کون لیجاتا شفیعِ عاصیاں لیجائیگا

داغِ عشقِ خاتمِ پیغمبراں لے جائیگا
بے نشاں دل تھا مگر اچھا نشاں لیجائیگا

میں تو جاتا تھا مدینے کی طرف اب تو بتا
کسطرف اے توسنِ عمرِ رواں لے جائیگا

کربلا میں شمر سے کہتے تھی لٹ کر اہلبیت
چھوڑدے ظالم اسیروں کو کہاں لیجائیگا

تیری گردش کو دعا دینگے تجھے رکھیں گے یاد
گر مدینہ کی طرف اے آسماں لیجائیگا

باندھ رکھی ہے کمر اے رہبرِ راہِ خدا
ہم بھی تیرے ساتھ ہیں لیچل جہاں لیجائیگا

کیا کسی کی اسمیں پیری خدا کے فضل سے
ہم کو جنت میں مدینے کا جواں لیجائیگا

زاہد و صلِ علیٰ صلِ علیٰ پڑھتے رہو
وردِ اُسکا سوئے گلزارِ جناں لیجائیگا

شاعرو میں روزِ محشر پڑھ کے نعتِ مصطفےٰ
سب سے بازی اکبرِ شیریں زباں لیجائیگا

بطور ترجمہ غزل فارسی

ہے جسمِ محمدؐ سراجاً منیراً — کہ ہے شان میں جس کی ذکراً کثیراً
جو منظورِ خالق ہوئی راہ نمائی — محمدؐ کو بھیجا بشیراً نذیراً
کہا اُسکے دشمن کے حق میں خدا نے — فَسَوْفَ یَدْعُوا ثُبُوراً وَّ یَصْلٰی سَعِیْراً
خدا دانا بینا ہے ہر نیک و بد کا — کہ ہے ذات اُسکی سَمِیْعاً بَصِیْراً
منافق مخالف کے حق میں خدا نے — کہا ہے جہنّم وَسَاءَتْ مَصِیْراً
خدا نے محمدؐ کی اُمّت کو بخشی — وہ جنت صفت جس کی مُلکاً کبیراً
مکاں موتیوں کے حسیں حور و غلماں — ہوا ٹھیک شَمْساً وَّلَا زَمْهَرِیْراً
دعا ہے الٰہی طفیلِ محمدؐ — ہو گلزارِ طیبہ میں میرا خطیرا

محمدؐ کہ محبوبِ سبحاں ہے اکبر
فصلّوا علیہ کثیراً کثیراً

غم نہ تھا عصیاں کا کیسا ہی یمِ ذخّار تھا — احمدِ مرسل مری کشتی کا کھیون ہار تھا
میری آنکھیں ہوتی آغوشِ حلیمہؓ یا نبیؐ — میرا دل ہوتا جو تیری سیر کا گلزار تھا
بیطلب اللہ نے کیا کیا دیا معراج میں — طالعِ بیدار خوابِ احمدؐ مختار تھا
تھا وہ محبوبِ خدا اور سب تھے عاشق اسلئے — سب رسولوں میں محمدؐ مصطفٰے سردار تھا
آ کے ٹکرایا ہے عصیاں کے جزیرہ میں جہاز — میرے مولا تیری اک ٹھوکر میں بیڑا پار تھا

اکبرِ شیدا اُسے جنت ملی بخشا گیا
جو ثنا خوانِ حبیبِ ایزدِ غفّار تھا

خادم ہوں خادمانِ رسولِ کریم کا — سر جن کے زیرِ پا ہوا عرشِ عظیم کا
مطلق نہیں ہے ڈر اُسے نارِ جحیم کا — عاشق ہے جو حبیبِ غفور الرحیم کا
کھِلتے ہی پھول پڑھنے لگیں بلبلیں درود — نافہ چمن میں کھُل گیا کس کی شمیم کا
دل باغ باغ ہو گیا گلزارِ طیبہ سے — آیا علی الصباح جو جھونکا نسیم کا

ہر نہر خلد امت تشنہ کے واسطے
چشمہ ہے تیرے قلزم فیض عمیم کا

امت میں بھیجا ایسے رسول کریم کی
کس سے ادا ہو شکر غفور الرحیم کا

قرآں میں وصف کرتا ہے خلاق دو جہاں
اللہ رے مرتبہ ترے خلق عظیم کا

اے جلوہ ریز ناز تو لاکھوں نقاب ڈال
حسن احد میں رنگ چمکتا ہے میم کا

اکبر کے عیب ڈھانک لے یا ساتر العیوب
دامن ہے وسیع ہے ترے لطف عمیم کا

اللہ غنی ایک مدینے میں جواں تھا
اللہ بھی اسکے رخ روشن سے عیاں تھا

صورت کو تری دیکھ کے کچھ منہ سے نہ نکلا
اک صل علیٰ صل علیٰ ورد زباں تھا

حیران فرشتے تھے پریشان تھیں حوریں
کس شان کا جلوہ تری صورت سے عیاں تھا

العظمۃ للہ براق شہ والا
وہ برق سبک خیز یہاں تھا کہ وہاں تھا

کس شوق سے معراج کی شب کہتا تھا اللہ
آ جلد تو اب تک مرے محبوب کہاں تھا

کہتے ہیں جسے اہل جہاں مہر نبوت
وہ مہر نہ تھی مہر الٰہی کا نشاں تھا

بھیجا تھا اسے حق نے ہدایت کو جہاں کی
گو فرش پہ تھا عرش معلی پہ مکاں تھا

اس دشت کو بخشا سر انگشت سے پانی
سب لشکر اسلام جہاں تشنہ وہاں تھا

گر اس کو نہ پڑھتا کوئی جنت میں نہ جاتا
تیرا کلمہ فاتح ابواب جناں تھا

کس رنگ سے احمد میں چھپی شان احد تھی
اک میم کا پردہ تھا سو پردہ ہی کہاں تھا

پہنچا جو میں محفل میں تو بولے مرے مولا
مدت سے تو اے اکبر مشتاق کہاں تھا

دیکھ لوں گا گر مدینہ سید ابرار کا
کھینچ لونگا دل میں نقشہ ہر در و دیوار کا

طالب جنت ہوں نہ خواہشمند ہوں گلزار کا
میں ہوں اور سایہ ہو یا مولا تری دیوار کا

ساقی کوثر ادھر بھی چشم الطاف و کرم
ایک مدت سے ہوں تشنہ شربت دیدار کا

بار کوہِ رنجِ صد عصیاں اُٹھا کر پھینکدے / حق سے یا اب امتی کہنا ترا اک بار کا

غم ہے کیا جب دستگیر و حامی و شافع ہے تو / مجھ سے عاجز مجھ سے بیکس مجھ سے عصیاں کار کا

تیرے کاشانے کا یہ فرشِ زمیں اک صحن ہے / سائباں ہے گنبدِ گرداں ترے دربار کا

اللہ اللہ کیا عجب ہے خوبیٔ حسن و جمال / ہو گیا مائل خدا بھی احمدِ مختار کا

نعت خوانیٔ نبی کو آ گیا ہوں ورنہ میں / بلبلِ شیریں سخن تھا خلد کے اشجار کا

اکبرِ شیدا غزل پڑھتا یہ چل کر عرش پر / ہو صلائے مغفرت حق سے ترے اشعار کا

حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری کی شان میں

مری آنکھوں میں جلوہ ہے علاؤ الدین صابر کا / میں دیوانہ ہوں مولانا علاؤ الدین صابر کا

گدا اس آستانے کے نہ چاہیں تاج سلطانی / عجب دربار ہے مولا علاؤ الدین صابر کا

چلو اے تشنگانِ جامِ وحدت دشتِ کلیر میں / ہے امنڈا فیض کا دریا علاؤ الدین صابر کا

یہ نوبت آ گئی جاتا ہے اک عالم زیارت کو / بجا ہے ہند میں ڈنکا علاؤ الدین صابر کا

جسے منظور ہو شانِ الٰہی دیکھنی ظاہر / وہ آ کر دیکھ لے جلوہ علاؤ الدین صابر کا

نہ کھایا آپ نے کھانا زمانے کو کھلاتے تھے / لقب اس صبر میں پایا علاؤ الدین صابر کا

تمنا گلشنِ فردوس کی دنیا میں ہو جس کو / وہ آ کر دیکھ لے روضہ علاؤ الدین صابر کا

ہوئی مسجد شہید اور دب گئے جو تھے وہاں حاضر / خدا کا قہر ہے جذبہ علاؤ الدین صابر کا

کوئی پوچھے کہ اکبر کس کا بردہ ہے تو کہدونگا / علاؤ الدین صابر کا علاؤ الدین صابر کا

خوفِ عصیاں سے خدا کے پاس روتا جاؤنگا / اشک سے داغِ گنہ دامن کے دھوتا جاؤنگا

ہائے اس دارِ فنا میں کیا اسی صورت سے میں / عمر کھوتا جاؤنگا برباد ہوتا جاؤنگا

اے زلیخا میرا یوسف آئیگا ہمراہ خواب / جاگتی جائیگی قسمت اور میں سوتا جاؤنگا
کیوں ستاتا ہے فلک تڑپائیگا تو میں اگر / سیّدِ کونین کی تربت پہ روتا جاؤنگا
بعدِ مُردن مدح خوانی کا رہیگا سلسلہ / خلد میں بھی نعت کے موتی پروتا جاؤنگا
امتِ احمد ہوں لے لیکر مجھے آغوش میں / لوریاں گائینگی حُوریں اور میں سوتا جاؤنگا

لے چلو اے قافلہ والو مدینہ کی طرف
میں وہ اکبر ہوں تمہارے پاؤں دھوتا جاؤنگا

قدموں میں مصطفےٰ کے میرا مزار ہوتا / وہ خاک پاک ہوتی یہ خاکسار ہوتا
قدموں میں تیرے گرتا گلیوں میں تیری پھرتا / گاہ جاں نثار کرتا گاہ اشکبار ہوتا
مولا مرے مجھے تم روضے پہ گر بلاتے / کیوں زار زار روتا کیوں بیقرار ہوتا
غفار بخشدیتا گر تم اشارہ کرتے / میرا جہاز عصیاں طوفاں سے پار ہوتا
مولا مری خبر لو گمراہ ہو چلا ہوں / کچھ اپنی زندگی کا نہیں اعتبار ہوتا
یہ بھلا ہوا کہ تمنے مجھے بخشوایا ورنہ / میری برائیوں کا کیونکر شمار ہوتا

ہے جاں بلب یہ اکبر ترے در سے دور ہوکر
تیرا مزار ہوتا یہ جاں نثار ہوتا

نہ ہو کیوں عرش اعظم پر مکاں محبوب سبحاں کا / لقب روح الامیں ہے آپکے ایوانکے درباں کا
ترے کلمہ سے ہر پتا پتہ دیتا ہے ایماں کا / مسلماں ہے ہر اک برگ شجر گلزار رضواں کا
گدا بن کر درِ مولا پہ ہر اک شاہ آتا ہے / یمن کا روم کا بربر کا ایراں کا خراساں کا
خدا راضی ہے اے سرور ریاضِ ذاتِ حق تجھ سے / لقب پایا ہے تیرے باغ کے مالی نے رضواں کا
خدا را لے خبر اے ناخدائے کشتیٔ اُمت / گناہوں تک جہاز آیا ہے بھر کر میرے عصیاں کا
تمہیں افسر کیا ہے حق تعالےٰ نے شہِ عالم / فرشتوں کا زمیں کا آسماں کا جن کا انساں کا
خدا چاہے یہی حوریں کہینگی خلد میں اکبر / کہ ہے یہ قصر مروارید حضرت کے ثناخواں کا

مرحبا صلّ علےٰ عزّت و شانِ محبوب — بن گیا عرشِ معلّے پہ مکانِ محبوب
کہیں طٰہٰ کہیں یٰسیں کہیں مزّمّل — خوب قرآن میں لکھے نام و نشانِ محبوب
پاس بلواکے دو عالم کا بنایا مختار — ذاتِ سبحاں ہے فقط مرتبہ دانِ محبوب
آئیگی قبر سے بھی ہائے محمدؐ کی صدا — لیچلے قبر میں ہم دردِ نہانِ محبوب
اسلئے ملتی ہے دربارِ خدا میں کُرسی — کہ بڑی عرشِ معلّیٰ سے ہے شانِ محبوب
شغل اللہ میں تھی رغبت اصحاب کبار — دلکشِ عشق تھے اعجاز بیانِ محبوب

نہ رہی دہشت تاریکئ مدفن اکبر
ہوگا روشن یہ مرا داغِ نہانِ محبوب

ہجر شہ کوثریں پروتا تھا گہر رات — بارانِ مسلسل تھے مرے دیدۂ تر رات
اس رات کے دن سینکڑوں کر دیتا تصدق — آتے جو مری خواب میں وہ خیر بشر رات
دن یادِ رخ غیرت خورشید میں گذرا — کی گیسوئے شبرنگ کے سودے میں بسر رات
حیراں شب اسرے کی تجلی سے ملک تھے — تھی رشک قمر رات کو خورشید سحر رات
یہ کالی بلا سر سے اُتر جائیگی میرے — پھنس جائے تری زلف کے پھندے میں اگر رات
مولا مجھے تاریکئ عصیاں سے خطر ہے — ایسا نہو ہو جائے قیامت کی سحر رات

اس اکبرِ بیتاب کو فرقت میں نبیؐ کی
دن رات سبھی بد تر ہے تو ہے دن سے بتر رات

کیوں نہ معراج میں ہو دھوم بڑی آج کی رات — بنکے رو رحمتِ حق ٹوٹ پڑی آجکی رات
آپکے پائے مبارک نے وہ زینت بخشی — کہکشاں بنگئی موتی کی لڑی آجکی رات
بھیجتے ہیں گل رخسارِ محمدؐ پہ سلام — پتیاں ٹہنیاں پھل بوٹی جڑی آجکی رات
حق نے فرمایا کہ آ عرش پہ اے ختمِ رسل — کہ زیارت کی تمنّا ہے بڑی آجکی رات
دوش پہ بردِ یمن سر پہ عمامہ عربی — ہاتھ میں لیجئے پھولوں کی چھڑی آجکی رات
حوریں جنت میں ہیں مشتاق تری اے محبوب — سیر کر خلد کی دو چار گھڑی آج کی رات

بولے حضرت یہ روا کب ہے کہ میں سیر کروں
مجھکو امت کی ہی تشویش بڑی آج کی رات

پھر ندا آئی کہ بخشا تری امت کو حبیب
آج خوش ہو کے کہ ہی نیک گھڑی آج کی رات

ہائے اکبر ہے گنہگاروں کا کتنا افسوس
عیش میں بھی نہیں امت کی پڑی آج کی رات

زائران شہ دیں ہند کو آتے ہو عبث
عالم نور سے ظلمت کو بڑھاتے ہو عبث

عاشق سید کونین ابھی سویا ہے
پوچھنا کیا ہی نکیرین جگاتے ہو عبث

ہاں بلالو در گلزار مدینہ پہ حضور
در بدر خاک بسر مجھکو پھراتے ہو عبث

بہر حسنین مدینہ پہ بلالو مولا
اپنے بیمار محبت کو رلاتے ہو عبث

جلوہ گر دل ہی میں اکبر ہے جمال معبود
کعبہ و دیر میں تم خاک اڑاتے ہو عبث

محبوب چلا عرش کو جس دم شب معراج
تھے نور علیٰ نور دو عالم شب معراج

خورشید درخشاں تھا ہر اک ذرہ کمتر
گوہر تھا ہر اک قطرۂ شبنم شب معراج

زیور سے تھا آراستہ کیا مرکب مولا
چلتا تھا عجب ناز سے چھم چھم شب معراج

اللہ رے رفتار براق شہ کونین
طے کر گیا اک دم میں دو عالم شب معراج

ملتے چلے جاتے تھے علے قدر مراتب
یوسف کہیں یونس کہیں آدم شب معراج

پہنچا جو سر عرش تو یہ حق سے ندا تھی
آ اے مرے حبیب مرے ہمدم شب معراج

اس بزم مقدس میں بجز طالب و مطلوب
تھا کوئی انیس اور نہ محرم شب معراج

ہر ایک محل پر تھا سر بخشش امت
اس عیش میں بھی یاد رہے ہم شب معراج

کیا حال عروج شہ والا لکھوں اکبر
تھی دھوم سر عرش معظم شب معراج

ہزار عشق محمد ملانے باغباں کی طرح
کھلائے داغ مرے دل میں گلستاں کی طرح

ہیں سربلند وہی شہ کے آستاں کیطرح
جو بوسے دیتے ہیں جھک جھک کے آسماں کیطرح

شفیع حشر رسول کریم ختم رسل
نہ تھا نہ ہے کوئی ہوشہ زماں کیطرح

براق آپ کا اک آن میں شب معراج
گیا دعا کی روش آ گیا کماں کی طرح

تھے طرحدار سبھی انبیا خدا کو مگر
پسند آئی شہنشاہ انس و جاں کی طرح

خدا نے دیکھنے کو اپنے خود بنائی ہیں
یہ بانکی بانکی ادائیں بانکی بانکی طرح

ترے عذار میں ہے نور قدس کا انداز
ترے مزار میں ہے گلشن جناں کی طرح

ہوئے ہیں جب سے یہ صورت پذیر کون و مکاں
ہوا ہے کون شہنشاہ کن فکاں کی طرح

پلا دے شربت دیدار ساقی کوثر
تڑپ رہا ہوں تپ غم میں نیم جاں کی طرح

ہے سوز عشق نبی سے یہ طبع اکبر گرم
کہ پھول جھڑتے ہیں خامے سے گلفشاں کی طرح

خلق سی تیرے نہیں میں ہی اکیلا گستاخ
سب ہیں شیدا ترے کیا ذی ادب اور کیا گستاخ

ظلم میں شمر لعیں سا بھی نہ ہو گا گستاخ
رتبۂ آل پیمبر کو نہ سمجھا گستاخ

کیسی تہذیب ادب کیا ہی جب اے ختم رسل
ہے مرا فخر ترے عشق میں ہونا گستاخ

مرحبا عشق نبی تیری بدولت کیسا
ہوں ہر اک کوچہ و بازار میں رسوا گستاخ

کیا تری مدح لکھوں خضر سبل ختم رسل
طبع مجہول زباں ناقص و خامہ گستاخ

اک نظر سے تری ہو جاتے ہیں صوفی مدہوش
اک ادا سے ترے بن جاتے ہیں ملا گستاخ

کیوں مدینہ میں بلاتے نہیں اکبر کو حضور
کیا نہیں قابل خدمت یہ تمہارا گستاخ

بچمن کرد مرا آں گل رعنا گستاخ
بلبل شوخ مزاجم بہ تمنا گستاخ

چہ جمال ست کہ بر نرگس شوخش گشتند
بے ادب اہل ہنر صاحب تقوی گستاخ

شہ خوباں بجا مسکن پاکت سازم
دل شرارتکدہ و دیدہ بینا گستاخ

عجب نیست گر از نرگس شوخش گردد
شیخ در کعبہ و ترسا بکلیسا گستاخ

موجۂ گریۂ قیسم بہ روانی اکبر
ہوس دید کلیمے بہ تقاضا گستاخ

عطر بوئے مصطفےٰ ہر گل سے مہکا شاخ شاخ
پڑھ رہی ہیں بلبلیں مولا کا کلمہ شاخ شاخ

پھوٹتی کلیاں ہیں پڑھ کر قل ہو اللہ احد
بج رہا ہے باغ میں وحدت کا ڈنکا شاخ شاخ

بس گئی بوئے محمدؐ چار سو گلزار میں
نور احمد غنچہ و گل بنکے پھوٹا شاخ شاخ

بیٹھے ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علیؓ سجر ہمہ
چشمے جاری دین احمد کا ہے دریا شاخ شاخ

چشم حق بیں ہے تو دیکھو بنگئی ہے باغ میں
نور ذکر پنجتن سے پنج شاخا شاخ شاخ

کیا نبی جی بھیجو اور حق سرہٗ کا شور ہے
لیتی ہیں طوطی و قمری نام تیرا شاخ شاخ

جابجا شمشاد اٹھے ہیں سرو قد تعظیم کو
ذکر میلاد نبی کرتی ہے گویا شاخ شاخ

فیض انوار محمدی چمن میں ہے نہال
خوشہ خوشہ غنچہ غنچہ پتا پتا شاخ شاخ

کیوں نہ ہو شادی سے ہر اک نخل گلشن باغ باغ
لیگیا ہر گل میں طیبہ کا رنگیلا شاخ شاخ

تیرا قائل بوٹا بوٹا تجھپہ مائل پھول پھول
تیرا عاشق پتا پتا تیری شیدا شاخ شاخ

تو بھی پڑھ اکبر کہ ہے چاروں طرف اس باغ میں
عل لک الحمد کثیراً طیباً کا شاخ شاخ

پاک بیہمتا ہے تیری ذات اللہ الصمد
آبرو میری ہے تیرے ہات اللہ الصمد

پیارے پیارے نام ہیں قربان ان ناموں کے ہوں
ذوالجلال و قاضی الحاجات اللہ الصمد

ہے گلستان جہاں میں تیری صنعت کی گواہ
تیری نگارنگ مخلوقات اللہ الصمد

ذکر الا اللہ الا اللہ ہے وردِ زبان
دل میں اللہ ہو کے ہیں حالات اللہ الصمد

سینکڑوں پتلے بنائے اور ملائے خاک میں
کیا ہی بے پرواہ ہے تیری ذات اللہ الصمد

لکھ کے لایا ہے تری درگاہ میں حمد و ثنا
ہو قبول اکبر کی تصنیفات اللہ الصمد

قل ہو اللہ احد کے سات اللہ الصمد
آشکارا ہے تری توحید سر انگشت سے
لذت گویائی بخشی ہے زباں کو اس لئے
بیل بوٹا پھول پھل جن و بشر وحش و طیور

پڑھ رہی ہی ساری مخلوقات اللہ الصمد
مظہر وحدت ہیں پاؤں ہات اللہ الصمد
تا ہو محو شکر انعامات اللہ الصمد
سب ہیں ہیں صنعت کی تصویرات اللہ الصمد

آرزو ہے جبکہ ہو اکبر کا وقت جاں کنی
لب پہ ہو یا قاضی الحاجات اللہ الصمد

ہجر شہ میں رو تا ہوں دن رات اللہ الصمد
اے مدینے جانیوالو التجا حق سے کرو
پڑھتے ہیں جن ملک حضرت کے روح پاک پر
عاصیوں کے بخشوانے کیلئے پیدا کیا
نام نامی آپ کا اسم گرامی آپ کا
ہی تصور روبرو اور رو رہا ہوں زار زار
دل میں ہو الفت نبی کی آنکھ میں شوق جمال

رہتی ہے ہر فصل میں سات اللہ الصمد
طیبہ پہنچا دے تمہارے سات اللہ الصمد
باری باری افضل الصلوات اللہ الصمد
ختم مرسل سید السادات اللہ الصمد
سرور دیں شاہ عالیذات اللہ الصمد
آگئی برسات دلبر سات اللہ الصمد
یاد میں انکی رہوں دن رات اللہ الصمد

بخشوائیں جب گنہگاروں کو مولا حشر میں
اکبر عاصی ہو ان کے سات اللہ الصمد

نہیں دو جہاں میں مثال محمدؐ
گئے آپ تو عرش پر حق سے ملنے
خوشی میں یہ گاتی تھیں حوریں ترانے
تو غفار ہے بخشدے میری امت
محمدؐ پہ لطف و کرم ہے خدا کا
کہیں مہر بن کر کہیں ماہ بن کر

قبول خدا ہے جمال محمدؐ
رہا سوئے امت خیال محمدؐ
کہ ہے آج حق سے وصال محمدؐ
یہی تھا خدا سے سوال محمدؐ
ہے امت پہ جود و نوال محمدؐ
ہے روشن چراغ جمال محمدؐ

دکھانا تھا کیا کیا ادائیں خدا کو
وہ کمّل میں رنگِ جمالِ محمدؐ
قُمِ الّیلَ اِلّا قلیلًا ندا تھی
گوارا نہیں تھا ملالِ محمدؐ

درود و سلام اکبرِ بے نوا کا
بروحِ محمدؐ و آلِ محمدؐ

اللہ غنی رتبہ والا ئے محمدؐ
ہیں شمس و قمر نقشِ کفِ پائے محمدؐ
ہے صلِ علیٰ صلِ علیٰ نغمہ سوسن
فردوس میں سنبل کو ہے سودائے محمدؐ
زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم
اک دم میں سرِ عرش گئے آئے محمدؐ
آنکھوں میں تصوّر دلِ شیدا میں محبت
لب پر ہے فغاں سر میں ہی سودائے محمدؐ
تھا کور یہودی مگر آنکھیں ہوئیں بینا
جس وقت لگی خاک کفِ پائے محمدؐ
تھی خواب میں اس غیرتِ یوسف کی تجلی
جب آنکھ کھلی چیخ اٹھا ہائے محمدؐ
دامن میں چھپا لے مجھے دامن میں چھپا لے
پردہ مرے عیبوں کا نہ کھل جائے محمدؐ
ہے جوش پہ دریائے گنہ ڈوب نہ جاؤں
کشتی کو مری پار لگا جائے محمدؐ

حسرت ہے کہ جب قبر میں احباب اتاریں
اکبر کی ہو رگ رگ میں صدا ہائے محمدؐ

لولاک لما ہے قدِ زیبائے محمدؐ
کونین کی زینت ہے تجلّائے محمدؐ
بالیں پہ یہ فرماتے ہوئے آئے محمدؐ
اٹھ دیکھ لے اب صورتِ زیبائے محمدؐ
دیکھی جو ادائے قدِ زیبائے محمدؐ
بے ساختہ حوروں نے کہا ہائے محمدؐ
حوروں نے کہا مرحبا امت بھی ہے ہمراہ
فردوس میں دولھا کی طرح آئے محمدؐ
آتی ہے نظر صورتِ انوارِ الٰہی
آئینہ سجاں ہے سیمائے محمدؐ
تھی نور کے قالب میں ڈھلی رحمت سبحاں
اچھی ہو کیوں صورتِ زیبائے محمدؐ
کھو یا گیا حق سے جو مخالف ہوا اس کا
مل جائے خدا اس سے جسے ملجائے محمدؐ

لے آئی اُنہیں عرش سے امت کی محبت
بخشاتے ہی جلدی سے چلے آئے محمدؐ

جنگل میں مجھے چھوڑ چلے قافلے والو
رہ جائے نہ پردیس میں شیدائے محمدؐ

اکبرؔ کو اگر جلوہ دکھا دو دمِ آخر
حسرت کی طرح جان نکل جائے محمدؐ

مشتاقِ جمالِ رخِ زیبائے محمدؐ
کہتے ہیں کہ آنکھوں میں سما جائے محمدؐ

پڑھتے ہیں فرشتے مرے مدفن پہ دعائیں
کہتے ہیں یہاں دفن ہے شیدائے محمدؐ

بخشیگا اُنہیں حق ہوئی جن جن کی شفاعت
ہے رائے الٰہی سے ملی رائے محمدؐ

کیوں تاج نہ واللہ جمیلٌ کا ہو سر پر
ہے نورِ خدا انجمن آرائے محمدؐ

ہنستی ہوئی جنت کو چلی حشر سے امت
پھولوں میں تلا کرتے ہیں شیدائے محمدؐ

آراستہ ہے کعبۂ دل ذکرِ خدا سے
اللہ کا یہ گھر ہے یہاں آئے محمدؐ

اکبرؔ یہ مرا دل ہے کہ اللہ کا گھر ہے
یا کنگرۂ عرش ہے یا جائے محمدؐ

دل میں مری آنکھوں میں سما جائے محمد
ہر سمت نظر آئے تجلائے محمدؐ

ارمان نکل جائیں مرے حجرۂ دل سے
یہ گھر ہے محمد کا یہاں آئے محمدؐ

آنکھوں میں لگالوں اسے پتلی میں بٹھالوں
ہے خاکِ شفا خاکِ کفِ پائے محمدؐ

مرجاؤں میں سن سن کے ترا ذکرِ مبارک
افسانے سے تیرے مجھے نیند آئے محمدؐ

وہ دل ہے کہ جس دل میں محبت ہو نبی کی
وہ سر ہے کہ جس سر میں ہو سودائے محمدؐ

دیکھیں ہیں وہ امت کو خدا دیکھے ہے اُن کو
یہ حق کا تماشا وہ تماشائے محمد

گر پوچھا نکیرین نے امت میں ہے کس کی
اُٹھ بیٹھونگا پڑھتا ہوا اسمائے محمدؐ

انوارِ خدا کا بھی کہیں ہوتا ہے سایہ
ہے نور علیٰ نور سراپائے محمد

تھوڑی سی زمین طیبہ میں اکبرؔ کو دے اللہ
قدموں میں محمد کے ہو شیدائے محمدؐ

گیسوئے رخ روشن سے سرک جائے محمدؐ — کھل جائے گھٹا چاند نکل آئے محمدؐ

خوشبو کیطرح سایہ کو۔ دیکھا نہ کسی نے — پھولوں کی فضا ہے قدِ رعنائے محمدؐ

کرسی پہ بٹھایا اُنہیں محبوب بنایا — سب نبیوں میں خالق کو پسند آئے محمدؐ

کس پیار سے منہ چومتے ہیں اُسکا فرشتے — جو ورد کیا کرتا ہے اسمائے محمدؐ

جبریل یہ کہتے تھے ابھی چھوڑ کے سدرہ — آجاؤں مدینے میں جو فرمائے محمدؐ

میں رویا دمِ نزع تو یوں بولا تصوّر — چپ چپکے قدم چوم لے وہ آئے محمدؐ

اُٹھیگا جو اس عاشقِ پُر درد کا لاشہ — ہر گام پہ آئے گی صدا ہائے محمدؐ

تم عطر کی جا اپنے پسینے سے بسالو — مدفن مرا خوشبو سے مہک جائے محمدؐ

آغوش میں حوروں کی ہے گہوارہ اکبر
یہ عاشق سجاں ہے کہ شیدائے محمدؐ

ہے نورِ مجسّم قدِ زیبائے محمدؐ — آنکھوں میں بٹھالوں جو نظر آئے محمدؐ

جھولے میں جھُلاتی تھی محبت سے فرشتے — اے صلِّ علےٰ رتبہ والائے محمدؐ

سجدہ میں گرے کنگرے کسرےٰ کے محل کے — کس شان سے تشریف یہاں لائے محمدؐ

بُت ٹوٹ گئے تخت شیاطین ہوئے اوندھے — وہ ڈنکا بجا دین کا جب آئے محمدؐ

کفار بھی پروانے سے جل جل کے ہوئے خاک — روشن جو ہوئی شمع تجلائے محمدؐ

سب نبیوں کے سر پہ تو ہوا عرش کا پایا — اور عرش کی چوٹی پہ کفِ پائے محمدؐ

فردوس کے گلدستے لئے پھرتی ہیں حوریں — کہتی ہیں کہاں دفن ہیں شیدائے محمدؐ

چونک اُٹھتا ہوں نہیں ڈر ڈر کے گناہوں سے عزیز — لکھدو مجھے تعویذ میں اسمائے محمدؐ

اکبر تو نہیں دفن ہے اس راہ گذر میں
کس سمت سے آتی صدا ہائے محمدؐ

شافعِ حشر کے ناموں کا ہے باندھا تعویذ — مرے اعمال بُرے تھے مِلا اچھا تعویذ

نامِ حضرت سے ہوا کرتی ہے مجھکو صحت
غم سے آفت سے بلا سے اُسے ملتی ہے پناہ
جابجا نقش ہیں اسمائے رسولِ عربی
جس میں اللہ و محمدؐ ہو بخطِ گلزار
یہ تو پوچھے نہیں ہے عشق کا صدمہ پوچھا

یوں تو لکھدیتے ہیں اکثر مجھے مُلّا تعویذ
جس نے اللہ و محمد کا ہے باندھا تعویذ
شاہدِ عشق ہوا سنگِ لحد کا تعویذ
نقش ایسا کوئی لکھدو کوئی ایسا تعویذ
پہونچے ربانہ دو یا پہونچے ہوئے کا تعویذ

حبِّ اللہ و محمد کا ہے وہ نقش اکبر
بن گیا فضلِ خدا سے میرا سینہ تعویذ

دنگ ہیں قدسی تری محفل کا ساماں دیکھکر
فرش پر یاربّ ہے سب لی امّتی کہتے ہیں وہ
رہ گئی حیران سوسن لیتے ہی وہ نام پاک
پوچھا اک بلبل سے اے ناشاد کیوں روتی ہے تو
بحر و بر جن و بشر حور و ملک ارض و فلک
تیری بے پروائی تیری بے نیازی کھل گئی
سنگ ہیں شاہد رسالت کے تری یا شاہِ دیں

تنگ ہیں غنچے ترا حسنِ فراواں دیکھکر
عرش سے لاتقنطوا کہتا ہے رحماں دیکھکر
کھلکھلیں نرگس کی آنکھیں حسنِ جاناں دیکھکر
بولی وہ انجام گلہائے گلستاں دیکھکر
روتے ہیں بیحد مئے خونِ شہیداں دیکھکر
گل کو خنداں دیکھکر بلبل کو نالاں دیکھکر
دنگ ہیں لب کو ترے لعلِ بدخشاں دیکھکر

وصفِ گل کرتی ہیں وہ یہ وصفِ احمدؐ اس لئے
بلبلیں ہیں دنگ اکبر کو غزل خواں دیکھکر

ہو الباقی ہو السبحان ہو الاوّل ہو الآخر
ہو السبحان ہو الرحمان ہو الاوّل ہو الآخر
ازل سے تا ابد ہر رنگ میں نیرنگیاں اسکی
وہی تھا اور وہی ہے اور وہی ہوگا ہر اک شے میں
عیاں سب میں نہاں سب میں ہو الظاہر ہو الباطن

فکل من علیہا فان ہو الاوّل ہو الآخر
فقل یا ایہا الانسان ہو الاوّل ہو الآخر
کہیں پیدا کہیں پنہاں ہو الاوّل ہو الآخر
اسی کے ہیں یہ سب ساماں ہو الاوّل ہو الآخر
وہ لاثانی وہ بے پایاں ہو الاوّل ہو الآخر

زمین و آسماں میں گونجتا ہے شور اللہ ہو
ہے اسکی ذات بے پایاں ہُوَ الاوّل ہُوَ الآخر

وہی تھا ابتدا میں انتہا میں بھی وُہی ہو گا
ہے اکبر کا یہی ایماں ہُوَ الاوّل ہُوَ الآخر

ہے بہارِ باغِ دنیا چند روز
دیکھ لو اس کا تماشا چند روز

اے مسافر کوچ کا ساماں کر
اس سرا میں ہے بسیرا چند روز

دفن کر کے قبر میں بولی قضا
اب یہاں تم سوتے رہنا چند روز

غافلو یادِ الٰہی چاہیے
ہے بکھیڑا زندگی کا چند روز

پُوچھا لقماں سے جیا تو کتنے دن
دستِ حسرت مل کے بولا چند روز

کیوں ستاتے ہو کِسی بے جرم کو
ظالموں ہے یہ زمانہ چند روز

کَے رہا کچھ روز یاں جم کوئی دن
کچھ دنوں شداد و کسریٰ چند روز

پھر کہاں اکبر کہاں تم دوستو
ساتھ ہے اسکا تمہارا چند روز

کس طرح ہو گا گذارا چشم تر اب کے برس
ابرِ غم سر پہ ہے چھایا سر بسر اب کے برس

لاکھ شکر انکے ادا جا کر کرینگے اے خدا
ہم پہنچ جائیں مدینے میں اگر اب کے برس

گھر کے آئیں ہیں گھٹائیں غم کی دلپر تو بھی آ
چاند سی چہرہ پہ زلفیں کھولکر ابکے برس

وہ گدا ہوں تخت شاہی کی نہ ہو پروا مجھے
آپکے کوچے میں بستر ہو اگر اب کے برس

ایکدن ملجائیگی تو خاک میں اے عندلیب
بیٹھی ہے کیا شاخ گل پر پھولکر ابکے برس

حاجیونکے قافلے لوٹے پہنچے وہاں
ہم رہے روتے مثال ابر تر اب کے برس

ہو گا اکبر لب پہ الا اللہ کا نعرہ بلند
جانب بطحا چلیں گے ہم اگر اب کے برس

یا الٰہی ہو مدینے کا سفر اب کے برس
ابر کی صورت ہیں گریاں چشم تر اب کے برس

ہجر شہ میں موتیوں کے ہم نے دامن بھر لئے
آنسوؤں کے جا برستے ہیں گہر اب کے برس

ساون آیا ہے چمن میں نعت احمد کے ملار
باری باری گاتے ہیں سب جانور اب کے برس

اشک کے طوفان میں ڈوبینگے گر سونکے جہاز
روئیں آنکھیں غم سے گر آٹھوں پہر اب کے برس

درد اُٹھا آہ بجلی سے چمک کر رہ گئے
پھر تری باری ہی ہاں اے چشم تر اب کے برس

گھر کے آیا ابر غم لے چل بہا کر چشم نم
سنگ اسود کا ہے سودا سر بسر اب کے برس

شکل حسرت طیبہ جانے سے رہا تھا پار سال
بنکے ارمان خود نکلجاؤں مگر اب کے برس

یادِ زلف شہ میں اکبر رو رہا ہے زار زار
تو بھی اے کالی گھٹا دل کھولکر اب کے برس

چھوڑ کر دنیا کو چل اللہ بس باقی ہوس
سر پہ کھنچی ہے اجل اللہ بس باقی ہوس

خاک میں ملجائیگا اک روز جسمِ نازنیں
استخواں جائینگے گل اللہ بس باقی ہوس

قالبِ انساں میں جبتک جان ہے انسان ہے
جان جائیگی نکل اللہ بس باقی ہوس

کُل کو فانی جان کر واللہ باقی کا سبق
پڑھ رہے ہیں ہم آجکل اللہ بس باقی ہوس

تھے جو نامی شہسوار اُنکے سمند موت سے
سر گئے دم میں نکل اللہ بس باقی ہوس

ہائے کیا کیا دیکھتے ہی دیکھتے کمہلا گئے
اس چمن کے پھول پھل اللہ بس باقی ہوس

جنگلوں میں خفتگانِ خاک سے پوچھے کوئی
اب کہاں رنگیں محل اللہ بس باقی ہوس

ہو گئیں مٹی میں مٹی ہائے کیا کیا صورتیں
اے جناب ہاتھ مل اللہ بس باقی ہوس

بارگاہ حق سے ہو اکبر تجھے جنت نصیب
کیا ہی لکھی ہے غزل اللہ بس باقی ہوس

دل پُر غم میں لگی ہے شب ہجراں آتش
حیف ہے گھر میں ترے آکے ہو مہماں آتش

جلگیا طور گرے غش میں جنابِ موسیٰ
ہے تجلی تری یا خالق سبحاں آتش

سوزِ عشق شہ کوثر سے ہے دل انگارہ
مرے سینے کی انگیٹھی میں ہے پنہاں آتش

یوں سنا ہے کہ تو محشر میں دکھائیگا جمال — او جو جل جاؤں ہے جلوہ ترا جاناں آتش
دشمن دین محمد کو جلا دیتی ہے — جلتی ہے ہندو سی بیشک ہے مسلماں آتش
ہاں کوئی ساقی تسنیم کرم کا چھینٹا — جس سے ہو جائے سقر کی چمنستاں آتش
اے ترے لمعۂ برداً و سلاماً کے نثار — کردے تو امت احمد پہ گلستاں آتش

خوب اکبر کو ملی جنت و دوزخ کی نظیر
گلشن مہر ہے وہ قہر کی ہے واں آتش

لئے پھرتی ہے مجھکو جا بجا حرص — ہوئی ہے کس بلا کی اے خدا حرص
بنایا ہے تمہیں محبوب حق نے — کریں گے کیا تمہاری انبیا حرص
صلوٰۃ و صوم کے پابند ہو جائیں — الٰہی سب کو کر ایسی عطا حرص
سیہ کرتی ہیں دل یہ پانچ چیزیں — دغا بازی حسد کینہ ریا حرص

بھلے کاموں کی اکبر چاہیئے ہوڑ
برے فعلوں کی ہے بس نا سزا حرص

کس شوق سے کرتا ہوں باد صبا سے عرض — کیجے مرا سلام حبیب خدا سے عرض
ہم ہیں گناہگار ہمیں بخشوائیے — جا کر کریں گے شافع روز جزا سے عرض
ہیں خواہشیں دراز مطالب بہت طویل — کر دینا مختصر کوئی خیر الوریٰ سے عرض
بخشے کرم سے وہ تو شفاعت سے بخشوا — یہ حق سے التجا ہے تو وہ مصطفی سے عرض

اکبر کو بھی بلا لو یہ کیجے تو اے صبا
خدمت میں دست بستہ بہت التجا سے عرض

امت کے غمگسار ہے دشوار پل صراط — کیونکر اتر کے جائیں گنہگار پل صراط
تاریک چشم کور سے باریک بال سے — دیگا ہزار طرح کے آزار پل صراط
جلکر موئے جو آتش عشق نبی میں خاک — انکے لئے ہی گوشۂ گلزار پل صراط

قربانیاں جو کرتے ہیں عید الضحیٰ کے روز
اک پل ہونگے حشر میں وہ پار پُل صراط

کٹ کٹ گرینگے دوزخی دوزخ کی آگ میں
دوزخ پہ ہے کھچی ہوئی تلوار پُل صراط

طے کی ہیں سخت منزلیں آئے ہیں دُور سے
آساں ہو ہم غریبوں پہ غفار پُل صراط

گر تیرا لطف ہو تو مرا بیڑا پار ہے
یہ تیرا قہر ہے مرے قہار پُل صراط

کیا کیا سزائیں رکھی ہیں پروردگار نے
دوزخ میں آگ تیغ کی ہے دھار پُل صراط

پروردگار اکبرِ عاصی ہے ناتواں
تیرے کرم سے اسپہ ہو گلزار پُل صراط

کیوں نہ ہو عشاق کو اُس شاہِ خوباں کا لحاظ
چشمِ بلبل میں ہی گلہائے گلستاں کا لحاظ

کی محمدؐ نے شفاعت ہوگیا خالق کا حکم
جاتے ہیں جنت کو ہم کیا ہمکو رضواں کا لحاظ

سایۂ امن میں جو آکے چھپے بخشے گئے
آگیا خالق کو بھی حضرت کے داماں کا لحاظ

قدرِ گوہر اے احد ہیں جانتے گوہر شناس
دیدۂ رحمت میں ہے حضرت کے دنداں کا لحاظ

کربلا میں ذبح کی اولاد لوٹا گھر کا گھر
شمر ظالم تھا یہی محبوبِ سبحاں کا لحاظ

اب معاصی بخشش کہ ہے محبوب کا خالق کو پاس
اور ہے محبوب کو امت کے عصیاں کا لحاظ

جاؤگے یاں سے وہاں واں چاہیئے کچھ یاں کا پاس
آئے ہو واں سے یہاں یاں چاہیئے واں کا لحاظ

کیا دکھاؤں منہ تمہارے روبرو آنے بھی دیں
جرم کا کھٹا خطا کی شرمِ عصیاں کا لحاظ

وہ بڑا غفار ہے بیٹھے ہو کیوں اکبر اُداس
آ ہی جائیگا تمہاری چشمِ گریاں کا لحاظ

روزِ جزا میں ہونگے شفیع الوریٰ شفیع
ہم عاصیوں کا کون تھا اُنکے سوا شفیع

کیا کیا لقب ہیں آپکے سردارِ دو جہاں
امت کے غمگسار حبیبِ خدا شفیع

لاکھوں کو بخشوائیں گے محبوبِ کبریا
اپنے بھی ہو سکیں گے نہ اور انبیاء شفیع

آنکھوں میں جو لگائیں گے وہ نور پائیں گے
خاکِ قدم ہے آپکی خاکِ شفا شفیع

اکبر خدا کے فضل سی کچھ ڈر نہیں ہمیں۔
محشر میں ہونگے شافعِ روزِ جزا شفیع

نورِ احمد سے ہے مہرِ اوجِ ایمان کو فروغ
جسطرح خورشید سی ہے ماہِ تاباں کو فروغ

شاخ میں نشو و نما غنچو مئیں نکہت گل میں رنگ
جلوۂ احمد نے بخشا ہے گلستاں کو فروغ

زلفِ مشکیں سے تری لبہائے رنگیں سے ترے
نافۂ آہو کو تو لعلِ بدخشاں کو فروغ

انبیا میں انبیا محبوب تو محبوب ہے
انبیا پر کیوں نہو محبوبِ سبحاں کو فروغ

عرشِ اعظم پر بلایا تھے فرشتے ہمرکاب
کسقدر بخشا ہی حق نے اپنی مہماں کو فروغ

ہوگئیں بے نور سب توریت و انجیل و زبور
جب سے حسنِ وصفِ احمد سی ہی قرآں کو فروغ

ہوگئے چودہ طبق روشن ضیائے نور سے
اُس چراغِ عرش سی ہے بزمِ امکاں کو فروغ

تیرے جلوے سی ترے پرتو سے تیرے نور سے
آنکھ کو انوارِ دل کو روشنی جاں کو فروغ

یہ دعا اکبر کی ہے یارب اسے کیجے قبول
نورِ ایماں سے ملے ہر ایک انساں کو فروغ

تک رہے ہیں حشر میں سب منہ مولا کیطرف
ہوں براتی دیکھتے جسطرح دولھا کی طرف

لیچلو اے ہمدمو اے ہمصفیرو لے چلو
باغِ طیبہ کی طرف گلزارِ بطحا کی طرف

دل کو سودا ہو گیا عشقِ رسول اللہ میں
تھامتا ہوں دل یہ جاتا ہے تہامہ کی طرف

قطعہ

کسقدر اللہ کو تھا شوقِ دیدارِ حبیب
دیکھتا تھا دیدۂ رحمت سے بطحا کی طرف

اور کہتا تھا محبت سی کہ اے میرے حبیب
دیر کیوں کرتا ہے آجا اپنے شیدا کی طرف

صرصرِ جذبِ محبت تھا براقِ برق پا
اُڑ گیا لیکر سریرِ عرشِ اعلےٰ کی طرف

عشق ہی انکو خدا سے اور خدا کو اُن سی عشق
حق تو ہے انکی طرف وہ حقتعالی کی طرف

شمع کو پروانہ گل کو بلبلیں لیلےٰ کو قیس
دیکھتے ہیں ہم تمہارے روئے زیبا کی طرف

روضۂ محبوب کو جاتا ہوں میں کس جوش سے
تشنہ لب جیسے مسافر کوئی دریا کی طرف

لیچل اے یادِ نبیؐ عشقِ نبی شوقِ نبیؐ
غرب کی جانب عرب کی سمت بطحا کی طرف

تیرا عاشق او یوں دردر پھرے خانہ خراب
دیکھ تو اس اکبرِ بدنام و رسوا کی طرف

جان لیکر جائیگا مولا ترا دردِ فراق
ریشہ ریشہ میں چمک ہے جابجا دردِ فراق

اُٹھ کھڑا ہو چل مدینہ کیطرف بیٹھا ہے کیا
راتدن کھتا ہی اُٹھ اُٹھکر تیرا دردِ فراق

آؤنگا رَوضے پہ تیرے آئیگا دل کو قرار
جاؤنگا دنیا سے جب میں جائیگا دردِ فراق

جسطرح ہی مجھکو تجھسے اُنس اُن کو مجھسے ہی
حشر میں بھی ساتھ اُٹھیگا تیرا دردِ فراق

پھر ترا آیا تصوّر پھر گیا میں آپ سے
پھر میں بیٹھا تھام کر دل پھر اُٹھا دردِ فراق

ہائے ہیں کیا کیا ستم عشقِ رسول اللہ میں
صدمۂ اندوہ ایذائے بلا دردِ فراق

اے گلِ وحدت دکھادے باغِ طیبہ کی بہار
دِل میں کانٹا سا کھٹکتا ہی سدا دردِ فراق

عشقِ احمد میں لہو ہیں ہو جائینگی دونوں تمام
ہیں غذائے درد ہوں میری غذا دردِ فراق

یہ مجھے تجھسے ملا کر حشر میں ہوگا جُدا
ساتھ اُٹھیگا جنازے کے ترا دردِ فراق

کردے ہر اک عضو کو عشقِ رسول اللہ میں
حرف حرف دو کی صورت جُدا دردِ فراق

گور کا لقمہ ہوا اکبر تو بولی بے کسی
اے مرے غمخوار تجھکو کھا گیا دردِ فراق

بخشوا دے ہمیں اللہ سی جا کے نزدیک
کیا یہ کچھ دور ہے محبوب خدا کے نزدیک

وہ کرم کی ہو بھرن جس سی گنہ دُھل جائیں
دور ہے کیا تری رحمت کی گھٹا کے نزدیک

فیض کے چشمے ہیں انوار کے گنجینے ہیں
سیّد ہاشمی کے پاس خدا کے نزدیک

کسقدر پاس محبت ہے کہ سبحان نے کیئے
امت عاصی کے غم دور بلا کے نزدیک

بخشدے بخشدے امت میری میرے مولا
منتیں کرتے ہیں جا جاکے خدا کے نزدیک

حشر میں نکلیں اگر ٹھوکریں کھائے مری لاش
پاؤں میں حاجیوں کے کوہ صفا کے نزدیک

نہ اُٹھے اکبر عاصی کا جنازہ نہ اُٹھے
دفن ہو روضۂ محبوب خدا کے نزدیک

خون رو کے سرخ سرخ ہوئے داغدار پھول — عشق محمدی میں ہیں سینہ فگار پھول
تیرے مقابلہ میں ہیں کیا اے نگار پھول — تو ایک دو جہاں میں چمن ہزار پھول
دیکھا ہے کیا چمن میں جمال شہ عرب — بلبل بھی بیقرار ہے اور دل فگار پھول
جسکو یقیں ہو مری آنکھوں سے دیکھ لے — اے سرو باغ قدس ہے تیرا مزار پھول

اکبر جمال سرور عالم پہ ہو نثار
سب ہیچ خوشے غنچے ثمر برگ خار پھول

ہے گل روئے محمد گلفشان فصل گل — پھول جائیں بلبلیں داستان فصل گل
عندلیبان چمن ہیں نغمہ سنجان درود — حسن احمد نے بڑھا دی عز و شان فصل گل
خلد میں جاتا ہے محبوب خدا گلگشت کو — گلشن وحدت کا گل ہے میہمان فصل گل
تو بہار گلشن حق تجھ سے رنگ باغ خلق — موسم گل تن ہے تیرا تو ہے جان فصل گل
سر کافوری عمامہ بر میں نورانی عبا — ہاں ادھر بھی اک جھلک اے گلستان فصل گل
برگ گل گوش محمد سنبل فردوس زلف — رنگ گل رخسار احمد جسم جان فصل گل
ایسی ہوتی ہے فضا ایسا چمن ایسی بہار — گلشن طیبہ میں آئیں عاشقان فصل گل
تیرے روضہ پر فدا گلزار رضواں کی بہار — تیرے کوچہ پر نچھاور عز و شان فصل گل

نعت کا گلدستہ لایا ہے اسے کیجے قبول
اکبر رنگیں سخن خوش داستان فصل گل

ہو گل روئے محمد کی ثنا خواں بلبل — چھوڑ دے الفت گلہائے گلستاں بلبل
تو ہی لا دے خبر اس گل کی مدینے سے صبا — تو ہی ہو میرے لئے مرغ سلیماں بلبل
چار دن کے ہیں یہ ان پھولوں میں رکھا کیا ہے — ہو گل گلشن لولاک پہ قرباں بلبل

ہر خزاں دیدہ ورق کوچ کا دیتا ہے سبق
یہ گلستاں ہی گلوں کا ادبستاں بلبل

گھات میں وہ امہی صیاد جہاں تاک میں ہے
اس چمن زار سے کر کوچ کا ساماں بلبل

ایسے اوصاف محمدؐ کے سنا دے اشعار
گونج اٹھے جن سے گلستاں کا گلستاں بلبل

زمزموں میں سر گلشن ہو درود اور سلام
کہ دعا دینگے تجھے نیک مسلماں بلبل

خون رویا غم احمدؐ میں چمن رنگ کہاں
جام گل میں ہے بھرا خون شہیداں بلبل

باغ فردوس میں اکبر کو جگہ دے اللہ
نعت احمدؐ کے ہے قابل یہ غزلخواں بلبل

جب سے رنگ و بوئے احمدؐ پہ ہے شیدا پھول پھول
اپنے جامے میں نہیں پھولا سماتا پھول پھول

بھر مئے توحید میں حوروں نے ہیں کوثر کے جام
یا کھلا ہی گلشن جنت کا تختا پھول پھول

بلبلیں ہیں مست الا اللہ الا اللہ میں
اللہ اللہ کہہ رہا ہے مولا مولا پھول پھول

ہوتی ہے اسواسطے بلبل سر گلشن نثار
جلوہ حسن محمدؐ ہے سمایا پھول پھول

جوش ہجر شہ میں ہر آنسو بنا ہے آبلہ
بلبلے پانی میں ہیں یا شاخ در یا پھول پھول

ہے سر گلزار شور الصلوٰۃ والسلام
عارض رنگین احمدؐ پہ ہے شیدا پھول پھول

کر دیا ہے آبروئے حسن سے تو نے نہال
گدا گدا ڈالی ڈالی پتا پتا پھول پھول

کنت کنزاً مخفیاً کا رنگ ہر گلشن میں ہے
پڑھ رہا ہے سورۂ انا فتحنا پھول پھول

مرحبا اکبر جزاک اللہ یہ رنگ سخن
کیا ہی گوندھا نعت کے مضمونکا گجرا پھول پھول

قاضی الحاجات اہدنا الصراط المستقیم
سامع الدعوات اہدنا الصراط المستقیم

تجھ میں سب طاقت ہے ہم ناچیز ہیں گمراہ ہیں
ہیں ردی حالات اہدنا الصراط المستقیم

پھر نہ ہو گمراہ گر یہ راتدن پڑھتی رہے
ساری مخلوقات اہدنا الصراط المستقیم

اللھم احشرنا فی دین النبی المصطفےٰ
واقبل الطاعات اہدنا الصراط المستقیم

یاالٰہی ہر جگہ ہر وقت شیطان لعین
ہے لگائے گہات اہدنا الصراط المستقیم
اُن کو سیدہا رستہ ملتا ہے حق کا جو بشر
پڑہتے ہیں دن رات اہدنا الصراط المستقیم

آئی ہے اکبر یہ از بہر نجات گمرہی
عرش سے سوغات اہدنا الصراط المستقیم

دو جہاں کے شاہ اہدنا الصراط المستقیم
ہیں بہت گمراہ اہدنا الصراط المستقیم
عشق محبوب خدا تو ہی ہمارا خضر ہو
فی سبیل اللہ اہدنا الصّراط المستقیم
استقامت استعانت کی ہے تجھ سے آرزو
سب کے شاہنشاہ اہدنا الصراط المستقیم
اسکو سن لے عاجزانہ کہہ رہے ہیں دیر سے
داعی درگاہ اہدنا الصراط المستقیم

بہکے جاتے ہیں یہاں اکبر کٹھن ہیں منزلیں
لے خبر اللہ اہدنا الصّراط المستقیم

ہم پہنچ جائیں مدینے ایک ہی فریاد میں
ایسے مضطر ہیں رسول ہاشمی کی یاد میں
تھے محمد مصطفےٰ جب عازم گلزار خلد
پڑہتی تھیں صل علیٰ حوریں مبارکباد میں
حوریں یہ کہنے لگیں دیکھا جو وہ بوٹا سا قد
کیا ہرا ہے خلد کے طوبیٰ میں و شمشاد میں
کیوں نکیرین آکے مرقد میں اُٹھاتے ہو مجھے
مر مٹا ہوں مصطفےٰ صل علیٰ کی یاد میں
ہے ہوائے وصل حوران جناں زاہد اگر
جسکی ہیں یہ بھی کنیزیں رہ تو اس کی یاد میں
فکر دنیا خوف عقبےٰ سینکڑوں رنج والم
ہائے کیا کیا کلفتیں ہیں اک دل ناشاد میں
آپڑا طوفان عصیاں سے تباہی میں جہاز
میرے کہیون ہار اب کیا دیر ہے امداد میں

حشر تک کرتی رہے گی اس گل تر کی تلاش
روح اکبر بن کے بلبل گلشن ایجاد میں

دم نکلے یا الٰہی یاد محمدی میں
صل علیٰ زباں پر ہو فرحت و خوشی میں
دیکھا ہے جب سے جلوہ اس نور مصطفےٰ کا
نرگس کو ہے تحیر سوسن ہے بیکلی میں

جنت دے یا کہ دوزخ کچھ غم نہیں کہ مولا
راضی تری رضا میں خوش ہیں تری خوشی میں

گلشن میں جا کے دیکھو بلبل کی یہ صدا ہے
تو ہی بسا ہوا ہے ہر گل میں ہر کلی میں

اللہ سے لو لگا لے دنیا کے چھوڑ جھگڑے
کیا کیا کریگا بندے تھوڑی سی زندگی میں

بحر گنہ میں کشتی اب ڈگمگا رہی ہے
تیرے بغیر کھیوا ہے کون بیکسی میں

درگاہِ کبریا میں ہر دم یہی دعا ہے
مدفون ہو یہ اکبر مولا تری گلی میں

قطعہ

کیا فصاحت تھی نبی کی عالمِ تقریر میں
مرحبا کا شور تھا ہر سو جوان و پیر میں

والضحیٰ وصفِ رخِ حضرت ہی کیا کافی نہ تھے
سینکڑوں مصحف بھی وصفِ حسن کی تفسیر میں

احمد مرسل کا کیا دربار عالی شان ہے
سجدہ کرتا ہے جہاں گردوں بھی ہر تدبیر میں

مرکبِ محبوبِ سبحاں کیا سریع السیر تھا
جا کے آیا عرش سے جنبش رہی زنجیر میں

ہو مبارک آپکو یہ گلشنِ اسرے کی سیر
ہے لقد صدقتک الرؤیا اسی تعبیر میں

میری آنکھوں سے ہوں دیتے یہ روضے کا غلاف
میری پیشانی ہو جائے سنگِ درِ تعمیر میں

ہر رگ و پے میں نہاں ہے پھر بھی ہے نازِ حجاب
کیا ترا جلوہ نہیں لکھا مری تقدیر میں

بند کیں آنکھیں تو میرے سامنے پھرتا رہا
کھولدیں آنکھیں تو چھپ بیٹھا دلِ دلگیر میں

صبر کیجے صبر کیجے سنتے سنتے تھک گئے
ہم نہ آخر ہوں کہیں تاخیر ہی تاخیر میں

تو مری روزی ہے اے غم اور میں تیری غذا
تو مرے حصہ میں ہے اور میں تیری تقدیر میں

دیکھ گلہائے رنگارنگ گلشن میں نہ پھول
باغباں پھرتا ہے اے بلبل تیری تدبیر میں

مجھکو ہی میزانِ محشر میں سبک ہونا پڑا
فرق تھا تیری عنایت اور مری تقصیر میں

اب ہوئی فیضِ چمن آرائے رحمت سے ندا
گلشنِ فردوس ہے اکبر تیری جاگیر میں

ہوا یہ عشق یادِ مصطفےٰ میں
کہ اڑ جاؤں مدینے کو ہوا میں

الٰہی تو ہے یا محبوب تیرا — ہمارا کون ہے روزِ جزا میں
دکھا دے ایسا دن بھی یا الٰہی — کہ دوڑوں کوہ مروہ اور صفا میں
بسیگی مثل بوئے گل مری روح — چمن زار مدینہ کی فضا میں
دم پرسش میں کہہ کر شافعِ حشر — پکاروں گا تمہیں روزِ جزا میں

وُہیں موتی بنا اکبر وہ آنسو
جو نکلا یادِ محبوبِ خدا میں

ہستیٔ رنگ گلستانِ جہاں کچھ بھی نہیں — چہچہیں ہیں بلبلیں گل کا نشاں کچھ بھی نہیں
کوسِ رحلت کی صدا ہے قافلے والو چلو — ایکدو دم ہی قیام کارواں کچھ بھی نہیں
تاج کیخسرو کہاں شداد کا گلشن کہاں — حسرت و ارمان کا اُٹھتا ہی دُھواں کچھ بھی نہیں
ہوگئے لقمۂ زمیں کے موت سے کھا کر شکست — فوج دارا لشکرِ نوشیرواں کچھ بھی نہیں
جنکے محلوں میں ہزاروں رنگ کے فانوس تھے — جھاڑ انکی قبر پر ہیں اور نشاں کچھ بھی نہیں
چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیری رات ہے — یہ ترا حسنِ شباب اے نوجواں کچھ بھی نہیں
گر پڑے برگ گلستاں اڑ گئی گلشن کی بُو — رنگ گل کچھ بھی نہیں بلبل کی جاں کچھ بھی نہیں
کُھلگیا گلبانگ کُلُّ مَنْ علیہا فان سے — غیر ذاتِ حق یہ گلزار جہاں کچھ بھی نہیں

غیر حاضر کیوں ہو دربارِ رسول اللہ سے
جلد طیبہ کو چلو اکبر یہاں کچھ بھی نہیں

ہندوالے اُنہیں مکی مدنی کہتے ہیں — خلد والے اُنہیں سروِ چمنی کہتے ہیں
دیکھکر اپنے صحیفوں میں ترا اسمِ جمیل — انبیا عجب سے اللہُ غنی کہتے ہیں
یادِ احمد میں جو خوں رویا تو اولوالابصار — مرے اشکوں کو عقیقِ یمنی کہتے ہیں
پوچھا حُوروں نے حضور آپ کا دولتخانہ — منکے لوبے ہمیں مکی مدنی کہتے ہیں
اک اشارے سے ہوا چاند کا دل دو ٹکڑے — عاشق اس آن کو برچھی کی انی کہتے ہیں

ہائے الفت کہ وہ اللہ سے ہر پہلو پر
میری امت کی ہو دل شکنی کہتے ہیں
اے نکیرین نہ بیچین کرو تم کہ مجھے
عاشق سیّد مکی مدنی کہتے ہیں
منزل غم میں تھکا بیٹھا ہوں محبوب سے دور
اس مصیبت کو غریب الوطنی کہتے ہیں
ایک تم ہو کہ ہے اللہ تمہارا مشتاق
ایک موسٰی ہیں کہ رب ارنی کہتے ہیں

مرحبا اکبر مدّاح لکھی خوب غزل
اسی انداز کو شیریں سخنی کہتے ہیں

در شان سراپا فیضان (وارث پاک) آل شہنشاہ لولاک رحمۃ اللہ علیہ

ہیں گوہر تاج سخا وارث علی شاہ زمن
محبوب محبوب خدا وارث علی شاہ زمن
انوار عرفاں سے ترے روشن ہوا ہندوستاں
اے آفتاب ہل اتی وارث علی شاہ زمن
رنگ گلستان بقا بوئے گل باغ وفا
نخل چمن زار عطا وارث علی شاہ زمن
نور چراغ بزم حق زیب سر یر معرفت
سلطاں ترے در کے گدا وارث علی شاہ زمن
اک دیوہ ہے پر حصر کا پر نور خطہ ہند کا
ہے تجھ سے ای شمع ہدے وارث علی شاہ زمن
پایا ہے کیا مرتبہ اور ہو گیا غم سے رہا
جسنے کہا غم ہیں کہ یا وارث علی شاہ زمن
حافظ ہو تم حاجی ہو تم والی ہو تم وارث ہو تم
اے درد عصیاں کی دوا وارث علی شاہ زمن
کبتک پھرو نمیں ڈھونڈتا راہ خدا دیجے دکھا
اے گمرہوں کے راہنما وارث علی شاہ زمن

ہو جائے کچھ اسکو عطا آیا ہے لے کرالتجا
اکبر فقیر بے نوا وارث علی شاہ زمن

ہے نور محمد کی جھلک رنگ چمن میں
راسیل میں بیلے میں چنبیلی میں سمن میں

گر یہی ہی آگ محبت کی بدن میں
اُڑ جاؤنگا کافور لگاتے ہی کفن میں

اس سرورِ عالم کے پسینے سی ضیا سے
بو مشکِ ختن میں ہے چمک لعلِ یمن میں

گویا تھا براق آپ کا نورِ نظرِ برق
طے ہفت سماوات کئے چشم زدن میں

بیکس ہوں میں عاجز ہوں مدینے میں بلا لو
مر جاؤں نہ گھٹ گھٹ کے کہیں رنج و محن میں

ہجرِ شہِ کوثر میں مری جان گئی ہے
اک حسرتِ واراں کی ہے تصویرِ کفن میں

فریاد ہے فریاد ہے اے داورِ محشر
زہرہ کا چمن لوٹ لیا شام کے بن میں

ہر سمت محمدؐ کی رسالت کا ہے شہرہ
تو بسا ہے بستی میں بیاباں میں چمن میں

اکبر ہے مرا نام ثنا خوانِ نبیؐ ہوں
بلبل سا چہکتا ہوں گلستانِ سخن میں

اوصافِ محمدؐ کے ترانے ہیں سخن میں
قرطاس ہے یہ خامہ ہے کہ بلبل ہے چمن میں

اوصافِ براقِ شہِ دیں ہو نہیں سکتے
اک برق تھی جو کوند گئی چرخِ کہن میں

ہے کیا عجب آنکھوں میں بٹھائیں مجھے حوریں
جل بس کے ہوا سرمہ محبت کی جلن میں

یہ عشق گھلا دیگا مجھے شمع کی صورت
پھونکا ہے جگر آگ لگا دی ہے بدن میں

اشکوں میں ٹپکتے ہیں شرر سوزشِ غم سے
لو آگ برسنے لگی بھادوں کی بھرن میں

نعلین کے موتی ہیں بنے گوہرِ انجم
زینت ترے قدموں سے ہوئی چرخِ کہن میں

ہے اُس گلِ وحدت کے پسینے سے محبت
اس عطر کا شیشہ مرے رکھ دینا کفن میں

پیشانی پہ کاکل ہیں کہ رخسار پہ زلفیں
سنبل کی شکن گل پہ ہیں یا چاند گہن میں

یہ رنگ یہ انداز یہ آواز تو اکبرؔ
طوطی ہے کہ قمری ہے کہ بلبل ہے چمن میں

عشقِ احمد کی لگی دل پہ کٹاری ان دنوں
ہو رہا ہوں زندگی سے اپنی عاری ان دنوں

حسن دنیا کیا سمائے نور بن کر بس گئی
میری آنکھوں میں وہ صورت پیاری پیاری ان دنوں

لالہ آسا داغ ہیں عشق رسول اللہ میں / میرا سینہ بن گیا پھولونکی کیاری اندلوں
چاہنے والونکے دل ہیں عاشقونکے لب پہ ہے / بیقراری آجکل فریاد و زاری اندلوں
چاشُوا اللہ اکبر کی صدا ہے پانچ وقت / دین اور اسلام کا سکہ ہے جاری اندلوں
ہیں فرشتے ہمرکاب اس شان سی فردوس میں / سرورِ عالم کی آتی ہے سواری اندلوں
وہ برستا ہی چھما چھم روتی ہیں یہ زار زار / ابر اور آنکھوں میں ضد ہے باری باری اندلوں
سرورِ عالم سے کہدینا مفصل حال زار / کیسے جانا ہو اگر بادِ بہاری اندلوں

یعنی وہ اکبر کہ جسکو ہے تری نعتوں کا شوق
اسکو تیرے ہجر سے ہے بیقراری اندلوں

شہ عالم گئے تا لامکاں آناً فاناً میں / جہاں گم آدمی کا ہو گماں آناً فاناً میں
انہیں جذب محبت نے خدا کے عرش پر کھینچا / ابھی یاں تھے ابھی پہنچے وہاں آناً فاناً میں
ہوا منظور جب اظہار نور مصطفےٰ حق کو / کہاں کن ہو گئے دونو جہاں آناً فاناً میں
نہ ہوگی جانکنی جو کلمہ طیب کو پڑھتے ہیں / نکل جائیگی آسانی سی جاں آناً فاناً میں
نہ ہو مغرور اس حسن شباب چند روزہ پر / بدل جاتا ہے رنگ آسماں آناً فاناً میں
بہت بیچین ہوں بیتاب ہوں طیبہ میں بلوالو / شہ کونین جلدی مہرباں آناً فاناً میں

براق شاہ اکبر کر گیا روشن دو عالم کو
مثال شعلۂ برق طپاں آناً فاناً میں

لوائے حمد میر لشکر انا فتحنا ہو / رسول ہاشمی مسند نشین عرش اعلےٰ ہو
عظیم الخلق ہو آرائش بزم تدلی ہو / شفیع الخلق ہو زینت وہ چتر فاوحی ہو
الٰہی ذات پر تیری توکل ہو تو ایسا ہو / کہ سایہ کا بھی ہمسایہ نہ خاطر کو گوارا ہو
کہاں یوں جمع وہ صورت میں تابال حسن معنی ہو / وہ اک نور مجسم ہے جو انساں ہو تو ایسا ہو
غم شبیر میں زخمی ہے دل کیا خاک جینا ہو / پئے کب خضر کا پانی کہ جو خنجر کا پیاسا ہو

ہوا روپوش شیطاں شرم نافرمانیٔ حق سے
خطا ہے حیف شرمندہ نہ مٹی کا پتلا ہو

جمال شہ سے ادنےٰ ہے تجلی اہل دنیا کی
عروج نیر قوسین سے کیا کوئی اعلےٰ ہو

سجل معصیت مستحسن الاعمال بن جائے
شفاعت ہادی کل کی اگر تشریف فرما ہو

وہ دیکھیں جلوہ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ کا
کہ جنکی کحل مازاغ البصر سے چشم بینا ہو

پھڑک آنکھوں میں ہو آنکھیں لگی ہوں پردۂ در میں
مدینے میں ہو تم اور میری آنکھوں میں مدینہ ہو

بہار گلشن فردوس اسکو کیا پسند آئے
کھینچا آنکھوں میں جسکے نقشہ گلزار بطحا ہو

اٹھا دو پردۂ حائل کو مشتاق تجلے سے
یہ اکبر آپکے جلوے سے غش ہمرنگ موسےٰ ہو

چڑھے ہے دریائے جود اسکا تو جودی پر سفینہ ہو
ڈبوئے کون جسکو اسکی رحمت نے ترایا ہو

بشر ہو یا ملک ہو کام کا ہو یا نکما ہو
وہ اچھا ہے وہ اچھا جو ترے نزدیک اچھا ہو

طریق سیر چشمی سے غریبوں کا گذارا ہو
زمیں اتنی نہ تنگی کر فلک اتنا نہ اونچا ہو

وہ شرما جائینگے میدان محشر میں نہ بلوائیں
کہیں رحمت نہ چھپ جائے گنہ جب آشکارا ہو

نہیں یاں طاقت دید اپھر شرم و حیا کیسی
کہ ہنکر ہوش اڑ جاوینگا خود تو جلوہ آرا ہو

تلاش یار میں ہمدم گئے ہیں جابجا سجدے
وگو نہ میرا سر اور غیر کا نقش کف پا ہو

بشر کی آنکھ پر کیوں سات پردے ڈال رکھے ہیں
خدارا صاف کہدو گر تمہیں منظور چھپنا ہو

کہاں یا وہ سر ڈھونڈوں کہاں وہ چشم دل جسمیں
ترے گیسو کا سودا ہو ترے رخ کا تمنا ہو

ہے ثابت بلبلوں کے ٹوٹکر پانی میں ملنے سے
کہ وہ مٹی میں ملجاتا ہے جو مٹی کا پتلا ہو

الٰہی آتش عشق رخ معشوق کیا شے ہے
جو بجلی ہو تو گر جائے جو شعلہ ہو تو ٹھنڈا ہو

بیاض چشم پر بھی نقش ہے توحید کا کلمہ
کہ الا ہو پڑھوں اور قافیہ میں حرف الا ہو

ترے پردے نے او پردہ نشیں کیا کیا ستم ڈھائے
خدا جانے کہ پھر کیا ہو اگر تو آشکارا ہو

عیاں ہو وہ جہاں اکبر اسے بیت الصنم سمجھوں
مرے نزدیک ہیں سب ایک کعبہ یا کلیسا ہو

تیری رفعت سے پستی آسماں کو
نہ پایا گر مکین لامکاں کو
محمدؐ کی صفت لکھے یہ طاقت
قلم کا رعب سے سر قلم ہے
محمدؐ مصطفےٰ محبوب حق ہے
اوڑالاے صبا باغ نبیؐ سے
ترے پرتو سے مہر و ماہ روشن

تیری ہستی سے ہستی انس و جاں کو
مٹا دیں گر ہم اپنے بھی نشاں کو
کہاں ہے کلک مقطوع اللساں کو
نہیں تاب سخن قطعاً زباں کو
نہ کیوں یہ نام پیارا ہو زباں کو
شمیم گیسوئے عنبر فشاں کو
ترے جلوے سے ضو کون و مکاں کو

اٹھو اکبر چلو طیبہ کی جانب
جو چاہو دیکھنا باغ جناں کو

اُس نبی کے نور میں کیوں حسن یکتائی نہو
ہائے قسمت یوں پھریں دربدر شوریدہ سر
اُسکا ایماں ہی نہیں جسکو نہیں تیری تلاش
ہم تو جب جانیں فرشتوں میں قدم رنجہ ہوں آپ
کیا مزا ہو حشر میں تم پاس ہو اللہ کے
پردۂ انساں میں آکر خود دکھانا تھا جمال

جو جمال خالق کونین کا آئینہ ہو
میرا سر ہو اور ترے در پر جبیں سائی نہ ہو
وہ مسلماں ہی نہیں جو تیرا شیدائی نہ ہو
اور سر سُو شور مولانا و مولائی نہ ہو
اور مجھے شوق زیارت سے شکیبائی نہ ہو
رکھ لیا نام محمدؐ تاکہ رسوائی نہ ہو

اس دعا پر اکبر عاصی کی سب آمیں کہیں
یاالٰہی عرصۂ محشر میں رسوائی نہ ہو

کہاں ہو نور شمع حق کدھر ہو
ترحم اے مرے مولا ترحم
مرے مولا دبا بار گنہ سے
تمنا ہے یہ عاصی روز محشر

مرے فانوس دل میں جلوہ گر ہو
نہ مشتاقوں سے اتنے بے خبر ہو
کرم کی مہر کی مجھ پر نظر ہو
بزیر دامن خیر البشر ہو

شگفتہ ہو الٰہی غنچۂ دل
چمن زارِ مدینہ کا سفر ہو
تیرا کوچہ ہو اور یہ تیرا مشتاق
تیرا عُتبہ اور بندے کا سر ہو

اس اکبر کا بھی مولا مثلِ علوی
ترے دربارِ عالی میں گذر ہو

فقیرانی ہوں کپڑے کلمۂ طیب زباں پر ہو
مدینہ کا سفر ہو جذبۂ محبوب رہبر ہو
تیرے در پر کھڑا ہوں شوق دو نو سو برابر ہو
اِدھر سے مولا مولا ہو اُدھر سے اکبر اکبر ہو
مری جانِ حزیں ہو اور سیرِ گلشنِ یثرب
مدینے کی زمیں ہو اور میرا جسم لاغر ہو
گنہ کا بار پُل باریک اِدھر دوزخ اُدھر دوزخ
نہایت ناتواں ہوں یا رسول اللہ کیونکر ہو
اُسے آساں ہی سیر چار سوئے گلشنِ جنت
جسے عشقِ ابوبکر و عمر عثمان و حیدر ہو
اُسے دوزخ سی کیا دہشت اُسے محشر سی کیا وحشت
کہ جسکے یا محمد یا محمد نقشِ دل پر ہو
تمنا ہے ترے روضے کے دروازوں میں طاقوں میں
مری آنکھوں کے پردے ہوں مری پلکوں کی جھالر ہو
مرے مولا مرے آقا یہ حسرت ہے یہ ارماں ہے
مرا دل ہو ترا گھر ہو ترا در ہو مرا سر ہو

شہیدی کی طرح ہندوستاں سے کوچ کر اکبر
درِ محبوبِ حق پر خاتمہ بالخیر چل کر ہو

شہنشاہِ دیں کا مدینہ تو دیکھو
تجلّی اس سے ہو طورِ سینا تو دیکھو
کہاں جلوہ فرما تھا نورِ محمدؐ
وہ عرشِ معلّٰے کا زینا تو دیکھو
رہے کسوتِ فقر میں شاد و خرم
شہنشاہِ دیں کا قرینا تو دیکھو
غمِ ہجرِ احمدؐ میں اشکِ حسرت
عزیزو مرا کھانا پینا تو دیکھو
ہے نقش و نگارِ محمدؐ محمدؐ
نگینہ بنا میرا سینہ تو دیکھو
خجل ہوگئی مشک و عنبر کی خوشبو
حبیبِ خدا کا پسینہ تو دیکھو
کہو حور و غلماں سے چلکر یہ اکبر
کہ جنت تو دیکھی مدینہ تو دیکھو

در پہ آیا ہوں شرمندہ ہو کر پار بیڑے کو میرے لگا دو
غرق بحر گنہ ہوں سراسر پار بیڑے کو میرے لگا دو

جو خطا ہو مری عفو کیجے مجھکو اپنی غلامی میں لیجے
شافع دین شافع روز محشر پار بیڑے کو میرے لگا دو

گہرا دریا ہے ناؤ پرانی بار غم ہے سر پہ گرانی
ناتواں ہوں شکستہ ہے لنگر پار بیڑے کو میرے لگا دو

در پہ آیا ہے خادم تمہارا چشم الفت سے دیکھو خدارا
ہو شفاعت مری روز محشر پار بیڑے کو میرے لگا دو

عمر کھوئی گناہوں میں ساری سر پہ عصیاں کا ہے بوجھ بھاری
ناخدا ناؤ ہو پار کیونکر پار بیڑے کو میرے لگا دو

جوش طوفان غم سے بچا لو ڈوبا ڈوبا سنبھالو سنبھالو
سرور پاک محبوب داور پار بیڑے کو میرے لگا دو

ڈوبتا ترتا پھرتا ہوں ہر جا ناخدا دو سہارا خدارا
ہیں معین اکبر تمہارا ثنا گر پار بیڑے کو میرے لگا دو

واہ کیا حسن ہے کیا شان ہے سبحان اللہ
مظہر جلوۂ سبحان ہے سبحان اللہ

اک زمانے کے گناہوں کو چھپا رکھا ہے
کیا بڑا آپکا دامان ہے سبحان اللہ

پڑھتے ہیں چرخ پہ سبوحیاں تسبیح درود
تیرے اوصاف میں قرآن ہے سبحان اللہ

بولے قدسی شب اسریٰ کہ رسول عربی
آج اللہ کا مہمان ہے سبحان اللہ

آ کے در پر ترے کرتے ہیں فرشتے سجدہ
اے تری شان تو انسان ہے سبحان اللہ

ہر سبوحی کش صہبائے حبیب سبحاں
مست میخانۂ عرفان ہے سبحان اللہ

آ گئے دعوت اسلام میں لاکھوں کافر
کیا شفاعت کا بڑا خوان ہے سبحان اللہ

ہے خیال آپ کا اللہ کو اللہ اللہ
آپکو عاصیوں کا دھیان ہے سبحان اللہ

جب سے دیکھا تجھے اکبر نے حبیب سبحان
لب پہ سبحان ہے سبحان ہے سبحان اللہ

اپنے وارث کی شان میں

ہو جائے ادھر چشم کرم وارث ذی جاہ
مٹ جائیں سب درد و الم وارث ذی جاہ

خاک کفِ پا آپکی آنکھوں میں لگائے
آنکھوں میں بٹھالوں تمہیں آنکھوں میں بٹھالوں
دیوہ میں بھی بلوانا ہمیں بھول نہ جانا
حسرت ہے کہ آنکھوں میں ہو تصویر تمہاری
محشر میں ہو تم ساتھ رسولِ عربی کے
اوصاف ہیں جو ذاتِ مقدس کے تمہارے

آئے ہیں بہت دور سے ہم وارثِ ذیجاہ
حسرت ہی یہ آنکھوں کی قسم وارثِ ذیجاہ
واں آکے بھی جو ہیں قدم وارثِ ذیجاہ
جسدم ہو نکلتا مرا دم وارثِ ذیجاہ
اور آپکے ہمراہ ہوں ہم وارثِ ذیجاہ
لکھ سکتا نہیں میرا قلم وارثِ ذیجاہ

کھو دیجئے سب اپنی بزرگی کے تصدق
اکبر کی پریشانی و غم وارثِ ذی جاہ

آئے اس باغِ جہاں میں خاک جینے کے لئے
خونِ دل پیتا ہوں غم سے اور زوّار نبی
نام تیرا یا محمد کلمۂ طیب کے ساتھ
خاک میں ملجائے تیری آبروئے شمر لعین
گر شب اسریٰ نہ آپ انکی لبا دیتے لباس
ڈوبتوں کو تھامتا ہے واہ کیا کہنا ترا
خادمانِ ساقیِ کوثر کو کیا کیا عیش ہیں
ہوں غذا تیری سراپا اے غمِ ہجرِ نبی

رات دن آنکھیں ترستی ہیں مدینے کے لئے
آبِ زمزم لاتے ہیں طیبہ سے پینے کیلئے
سجع موزوں ہوگیا دل کے نگینے کیلئے
ڈھونڈے پانی نبی زادوں کو پینے کے لئے
خلد سے حوریں اتر آتیں پسینے کے لئے
خوب کشتیباں ہے امت کے سفینے کیلئے
حوریں خدمت کو شرابِ پاک پینے کیلئے
چھوڑ دے آنکھیں کہ روتی ہیں مدینے کیلئے

یا محمد اپنے اکبر کو بلا لیجئے
کم سے کم یہ سال بھر میں اک مہینے کے لئے

جسکو گلزارِ مدینہ کی زیارت ہوگی
جنت و خلد و ارم خوب ہیں لیکن انمیں
ہوگا محبوبِ دو عالم کی نگاہوں میں وہ

پھر اسے کیا طلبِ گلشنِ جنت ہوگی
نہ لطافت نہ یہ فرحت نہ یہ زینت ہوگی
جسکو سلطانِ دو عالم سے محبت ہوگی

پورے کس روز الٰہی مرے ارماں ہونگے — تیرے محبوب کی کب مجھکو زیارت ہوگی
تشنۂ دید ترے ہند میں کبتک تڑپیں — غمزدوں پر تری کب چشم عنایت ہوگی
نزع سے قبر سے دوزخ سے جزا کے دن سے — تھا بہت خوف مگر تیری شفاعت ہوگی
دست بستہ صف مداح میں انشاء اللہ — ہونگا میں اور زباں پر تری مدحت ہوگی

وِرد کر صلِ علیٰ صلِ علیٰ اے اکبر
اسکے جلووں سے ہی روشن تری تربت ہوگی

ہمیں کیا خطر ہی عذاب سے کہ تو عاصیوں کا کفیل ہے — ترا نام رحمت عالمیں تو حبیب رب جلیل ہے
کوئی تجھسا شہ دوسرا نہ حسین ہے نہ شکیل ہے — ترا نور نورِ جلیل ہے ترا حسن حسنِ جمیل ہے
شجر و حجر ملک و بشر ہیں زبان حال سے نغمہ گر — کہ درود بھیجنا آپ پر رہِ مغفرت کی دلیل ہے
تو خدا کا سچا حبیب ہے تجھے حق سے وصل نصیب ہے — ترا پایا محمد مصطفٰے کوئی مثل ہے نہ عدیل ہے
در ساقی تسنیم پر بھی دھوم ہوگی بہشت میں — چلو پینے والو سبیل ہے چلو پینے والو سبیل ہے
ترے حکم کا جو مطیع ہی وہ مکین خلد رفیع ہے — تری راہ سے جو پھرا شہا وہ خراب ہے وہ ذلیل ہے

دم واپسیں مرے کبریا رہے کلمہ تیرے حبیب کا
بزبان اکبر بے نوا کہ یہ زادِ راہِ طویل ہے

دو عالم سے غنی ہے جو درِ احمد کا سائل ہے — فقیروں کو یہاں سے نعمت کونین حاصل ہے
نہو گرم اسقدر خورشید محشر راہ لے اپنی — ہمارے سر پہ داماں شہ بے سایہ کا ظل ہے
ترے بدخواہ کی تکلیف کو طبقہ دوزخ — ترے مداح کے آرام کو حوروں کی محفل ہے
لقاء حضرت مولٰے ہیں اور محبوب میں یہ ہے — جو اسکا طور مسکن ہی تو اسکی عرش منزل ہے
اکیلے بیقراران محبت کسطرح رہتے — شہیدانِ احد میں آپکا دنداں بھی شامل ہے
ہیں دلمیں حسرتیں اور حسرتوں میں شوق نظارہ — مدینہ ہی مرے دلمیں مدینے میں مرا دل ہے
بلالو اکبر شیدا کو خدمت میں شہ عالم — کہ یہ گلریز بلبل گلشن طیبہ کے قابل ہے

محمد سے جو لو لگا کر چلے ۔ وہ عصیاں کی ظلمت مٹا کر چلے

وُہی ہوں گے محبوب اللہ کے جو عشق حبیب خدا کر چلے

جہاں میں ہم اے قادرِ ذوالجلال تری حمد کے گیت گا کر چلے

رہے گی صفِ حشر تک گونجتی ۔ یہ گنبد میں ہم اک صدا کر چلے

تلینگے وہ جنت کے پھولوں میں جو ترے عشق کے داغ کھا کر چلے

عبادت نہ کی اور کئے فعل زشت ہم آئے تھے کیوں اور کیا کر چلے

تری گردِ رہ کا رسولِ کریم ہم آنکھوں میں سرمہ لگا کر چلے

ہے رہگیر طیبہ کے دل میں یہ شوق کہ ہر گام پر سر جھکا کر چلے

شفاعت ہے اکبرؔ اُنہیں کے لئے
جو عشق شفیع الوریٰ کر چلے

تیری صورت پہ ہوں قربان رسولِ عربی ہو فدا تجھ پہ مری جان رسولِ عربی

کیا ہی پیارے ترے القاب ہیں اے ختم رسل شاہِ دیں سیدِ ذیشان رسولِ عربی

انبیا میں تمہیں محبوبِ خدا کہہ کر ناز کرتے ہیں مسلمان رسولِ عربی

تھی فقط حضرت یوسف پہ زلیخا عاشق تجھ پہ مائل ہوا سبحان رسولِ عربی

اللہ اللہ جو پڑھواتے ہیں میلادِ شریف اُن کے گھر ہوتے ہیں مہمان رسولِ عربی

جائینگے وہ چمنِ خلد میں ہے حکمِ خدا لائیں گے تجھ پہ جو ایمان رسولِ عربی

دیکھکر روضۂ اقدس کو ترے نکلیں گے سب مرے حسرت و ارمان رسولِ عربی

تجھ سے اور ایزدِ غفار سے شرم آتی ہے ہوں گناہوں سے پشیمان رسولِ عربی

ہو قیامت میں ترے اور تری اولاد کے ساتھ
اکبرؔ بے سروسامان رسولِ عربی

یا نبی جو ترا روضہ ترا در دیکھیں گے بخدا وہ بشر اللہ کا گھر دیکھیں گے

کچھ دکھایا نہ دکھا اے مرے اللہ مگر
ترا منظور نظر ایک نظر دیکھیں گے

دیکھنے والو چلو گلشن طیبہ کی طرف
جسجگہ اترے تھے جبریل وہ گھر دیکھیں گے

باز پرس عمل زشت پہ یا شافع حشر
تجھکو ہم پھر کے ترے دست نگر دیکھینگے

بخشوائینگے ہمیں حشر میں وہ شافع حشر
سب ہمیں پھر کھڑے حسرت سے ادہر دیکھینگے

اے شہنشاہ رسل ہادی کل خضر سبل
کب ترے دست نگر تیرا نگر دیکھیں گے

دور ہو جائیں گے یہ درد و الم سب اکبر
گر مدینہ کی فضا شام و سحر دیکھیں گے

شان اظہار شہ ابرار دیکھو تو سہی
ہر مکاں ہے مطلع الانوار دیکھو تو سہی

دل نشیمن آپکا آنکھوں میں مسکن آپکا
مولا آؤ تو سہی سرکار دیکھو تو سہی

بولا رضواں خلد میں امت کے ہیں کیا کیا مکاں
اے شہ عالی مکاں اک بار دیکھو تو سہی

ایک تو خلق عظیم اور اسپہ وہ حسن و جمال
اور پھر اسپر خدا کا پیارا دیکھو تو سہی

کتنا امت کیلئے روئے وہاں محبوب حق
غور کرنیکی جگہ ہے غار دیکھو تو سہی

جوش پر قہر خدا امت کے عصیاں بیشمار
اور وہ بخشانیکو ہیں تیار دیکھو تو سہی

ہم گدا وہ بادشاہ ہم فرش پر وہ عرش پر
پھر بھی ہے شفقت ہمپر پیار دیکھو تو سہی

شرم عصیاں خوف مرقد ہیبت روز حساب
کھا لیا غم نے مرے غمخوار دیکھو تو سہی

بحر عصیاں جوش پر کشتی شکستہ ہیں ضعیف
ڈوبتا ہوں میرے کھیونہار دیکھو تو سہی

قافلے والو ہے اکبر بھی تمہارے ساتھ ساتھ
رہ نجائے یہ غریب زار دیکھو تو سہی

جو دنیا میں شہ کونین ختم الانبیا آئے
زمیں پر شور اٹھا ساکن عرش علا آئے

یہ کسکی شان ہے اللہ رے عظمت شب اسرا کے
فرشتوں کو بھی اپنے حسن کا کلمہ پڑھا آئے

گئے معراج میں جب سرور دیں سیر جنت کو
فلک پہ دہوم تھی بدرالدجے شمس الضحے آئے

یہ جرأت اور کسکو ہے بھلا اللہ کے آگے
گئے میزان پر اور پلہ نیکی جھکا آئے

بجائے اشک تیری یاد میں موتی برستے تھے
ترے شیدا وہ روئے ابر نیساں کو گھٹا آئے

کریگی موج تیرے امتی گلزار جنت میں
گئے اور چشمہ کوثر پہ خم کے خم چڑھا آئے

احد میں بدر میں خیبر میں خندق میں سلاسل میں
اٹھے جس سمت کو اسلام کا سکہ بٹھا آئے

تری الفت سے تیری ذکر سے تیری آیات سے
جگر میں سوز دل میں نور آنکھوں میں ضیا آئے

خدا چاہے یہی خدمت ملیگی خلد میں اکبر
گئے اور مصطفےٰ کی نعت خالق کو سنا آئے

یہ صلا دے جنت کا محبوب خدا دینگے مجھے
خود ملینگے اور خالق سے ملا دینگے مجھے

اب کہاں جاؤں کہونگا حشر میں گھبرا کے کر
میرے مولا خلد کا رستہ بتا دینگے مجھے

وہ مرے غمخوار وہ مرے انیس حال زار
بخشوا دینگے مجھے غم سے چھڑا دینگے مجھے

جب حضور ہونگا عرش کے دربار میں نعت رسول
دیکھئے اللہ اور محبوب کیا دینگے مجھے

موت کو دیدے کے دم رکھونگا میں جبتک نہ آپ
پہلے اپنی چاند سی صورت دکھا دینگے مجھے

جانیوالے جاتے ہیں طیبہ کو رہجاتا ہوں میں
خاک میں حسرت و ارماں ملا دینگے مجھے

گر یہی ہے عشق تو اکبر یہاں کے مولوی
صورت منصور سولی پر چڑھا دیں گے مجھے

روضۂ سید کونین کے جانے والے
ہیں مکاں گلشن فردوس میں پانیوالے

اسپہ مرتے ہیں کہ طیبہ میں ملے جائے مزار
بے ٹھکانے ترے ہو جائیں ٹھکانیوالے

تشنگی میں بھی رہے فیض کے چشمے جاری
تھے نہ لڑکے کے جواں آنکھ چرانیوالے

ہائے پانی نہ ملے ان کو لب نہر فرات
جنکے ماں باپ ہیں تو گھر کے لٹانیوالے

روضۂ شاہ پہ رہجائیں گے جاکر اکبر
اور ہوتے ہیں جو ہیں لوٹ کے آنے والے

عشق ہے جس کو شہِ لولاک سے
وصل ہے اسکو خدائے پاک سے
کیا صفت ہو تیری مشتِ خاک سے
خاک ہمسر ہو خدائے پاک سے
آپ کی منزل محمد مصطفےٰ
مرتفع ہے ساحتِ افلاک سے
کس سے تیرے حسن کی تشبیہ دوں
دور ہے سب فہم اور ادراک سے
میری آنکھوں کو منور کیجئے
یا نبی اپنے قدم کی خاک سے
لے اُڑا سرعت کو بھی تیرا براق
باندہ کر اک تسمۂ فتراک سے
پردۂ وحدت کا پردہ کیا کھلے
کیا ہوئیں باتیں خدائے پاک سے

در پہ اکبر کو بلا لو در بدر
پھر رہا ہے گردشِ افلاک سے

در پہ مشتاقِ زیارت ہیں ترے متوالے
نکل آحجرہ سے اے چاند سی صورت والے
ہیں ترے در کے گدا زلہ رُبا ناصیہ سا
سلطنت والے حشم والے شجاعت والے
نام لے لیکے ترا پاتے ہیں ہر دکھ سے نجات
رنج و غم والے الم والے مصیبت والے
پیارے اللہ کے یہ کہکے بلا لو مجھے
کہ ادہر آمرے دیوانے مرے متوالے
ایک نظارہ میں کہدیتے ہیں سبحان اللہ
مصحف روئے محمد کے تلاوت والے
ہاں جوانِ عربی ایک نگاہِ دلدوز
دلکو تھامے ہوئے بیٹھے ہیں محبت والے
تیرے کوچہ میں ہیں پھر بھی تپشِ دل ہے سوا
ہائے دوزخ میں چلے جاتے ہیں جنت والے
ہو سہارا انہیں یوسف کی طرح بحرِ کرم
چاہ میں ڈوب رہے ہیں تری چاہت والے

دل کے ہر ریشہ میں ہے نامِ محمد اکبر
تار اس ریشے کے تو پھر کفن کتوا لے

دل میں اک شوقِ نہانی اور ہے
قبرِ طیبہ میں بنانی اور ہے
ہو گیا ہوں زرد عشقِ شاہ میں
یہ لباسِ زعفرانی اور ہے

یوں کہوں گا اُنکا دامن تھا مگر / داستانِ غم سنائی اور ہے
ہم گنہ کرتے ہیں بخشاتے ہیں آپ / یہ کرم یہ مہربانی اور ہے
دیکھ لو مہرِ نبوت پشت پر / یہ محبت کی نشانی اور ہے
ظلمتِ عصیاں سے ڈرنا چاہیئے / یہ بلائے ناگہانی اور ہے
دیکھ کُلُّ مَنْ علیہا فان میں / کوئی دن دُنیائے فانی اور ہے
اب قیامت آئی اب محشر ہُوا / اب چلے بس موت آنی اور ہے

کہتے ہیں اکبر سے حورانِ جناں
تیرے خامہ کی روانی اور ہے

سُنتے جاؤ اک کہانی اور ہے / چار دن کی زندگانی اور ہے
طائروں نے کلمۂ طیب پڑھا / یہہ نبوّت کی نشانی اور ہے
گو کہ ہے خوش ذائقہ کوثر کا آب / چشمۂ زمزم کا پانی اور ہے
طور پر موسیٰؑ کو اٹھنا تھا پہاڑ / تیری سیرِ لامکانی اور ہے
حاضرِ خدمت تھے جبریلؑ امیں / تیرے در کی پاسبانی اور ہے
دل گیا اُس دلبرِ رعنا کے ساتھ / اک فقط اب جانِ جانی اور ہے
یہ غرور اے خاک کے پتلے تجھے / کوئی دن حسنِ جوانی اور ہے
دار پر چڑھ کر کہا منصور نے / ہائے رمزِ دارِ فانی اور ہے
فرقِ اقدس پر الم نشرح کا تاج / دوش پر بردِ یمانی اور ہے

بلبلیں ہوتی ہیں اے اکبر نثار
تیرا رنگِ گلفشانی اور ہے۔

عدم سے کسلیئے آیا ارے نادان پردیسی / بھروسا کیا ہے دنیا کا ارے نادان پردیسی
یہ کیوں ڈالے ہیں ڈیرے کسلیئے یہ مردنی چھائی / مسافر ہے تو دو دن کا ارے نادان پردیسی

کہاں سے آیا جاتا ہے کہاں اک بات سنتا جا
یہاں پھر بھی کبھی آنا ارے ناداں پردیسی

کئے ساماں کیا کیا چند روزہ زندگانی پر
یہ سب رہ جائیگا جھگڑا ارے ناداں پردیسی

نہ سو یوں خواب غفلت میں تماشا دیکھ دنیا کا
کہ یہ دو دن کا ہے میلا ارے ناداں پردیسی

یہاں مل جل کے رہتے ہیں کہ ملنا ہی غنیمت ہے
تجھے ہی خاک میں ملنا ارے ناداں پردیسی

عبادت کیلئے آیا ہے بچ بہکانیوالوں سے
نہ کھا پردیس میں دھوکا ارے ناداں پردیسی

بہت لیجاتے ہیں پھل پھول سیر باغ عالم سے
لیا تو نے بھی کچھ ثمرہ ارے ناداں پردیسی

کہاں دارا کہاں اکبر کہاں جمشید اسکندر
ہے سب کو خاک میں ملنا ارے ناداں پردیسی

ہے تری اس چاند سی صورت پہ قرباں چاندنی
مٹ رہی ہے عرب کے ماہ تاباں چاندنی

سبزۂ خط پر رخ انور سے یوں بکھرا ہے نور
جسطرح ہو فرش مخمل پر پریشاں چاندنی

اے گل خوبی ہیں تیرے رنگ و بو پر سب نثار
موتیا سوسن چمبیلی رابیل ریحاں چاندنی

وہ عرب کا چاند جب ملنے گیا اللہ سے
ہو گئی عرش معلّیٰ پر دو چنداں چاندنی

چاہ میں رہتا زلیخا کی طرح گر دیکھتا
روئے روشن کی تمہارے ماہ کنعاں چاندنی

واں خدا یاں مصطفےٰ واں ذات حق یاں نور حق
شمع ایماں روشنی واں چاند او یاں چاندنی

قبر میں جب دفن اکبر کو کریں یا ذوالجلال
تیرے نور پاک کی روشن رہے واں چاندنی

اپنی محفل میں تو خوش ہو کے بلالے ساقی
ترے قرباں ہوں اے گیسوؤں والے ساقی

نام جم جم ترا میخانۂ ہستی میں رہے
جام دے دیکے تو مستوں کی دعا لے ساقی

دیگا کس کسکو کس کسکو دکھائیگا جمال
سب کے سب ٹھہرے ترے چاہنے والے ساقی

رحمت باری کی گھنگور گھٹائیں چھائیں
تو بھی آ جھوم کے اے گیسوؤں والے ساقی

حشر کا دن ہے زباں خشک ہوئی جاتی ہے
آج اکبر کو تو کوثر پہ بلالے ساقی

رخ پر نور سے زلفوں کو ہٹا لے ساقی — چاند کو کالی گھٹاؤں سے بچا لے ساقی

آبِ زمزم تو پلایا ہے عنایت سے مجھے — دیدے کوثر کے بھی دو چار پیالے ساقی

ہوگیا نقش مرے شیشۂ دل پر ترا نام — تو بھی ہر جام پہ نام اپنا لکھا لے ساقی

کھینچ لایا مجھے کوثر پہ ترا شوقِ جمال — کرتا پھرتا تھا سرِ حشر میں نالے ساقی

کس قدر نشۂ غفلت سے ہوا ہوں مدہوش — اب گرا میں یہ چلا بہرِ خدا لے ساقی

سوئے رخ کہتی ہیں جھک جھک کے گھٹائیں کالی — یوں بلائیں تری لے گیسوؤں والے ساقی

رخ پر نور پہ کاکل کو نہ چھٹکانا تھا — پڑ گئے چودھویں کے چاند پہ ہالے ساقی

حامد و احمد و محمود و محمدؐ قاسم — پیارے پیارے ہیں ترے نام نرالے ساقی

اپنے اکبر کو بھی اک جام محبت دینا
اے نئے ساغروں کے بانٹنے والے ساقی

صفت ہو کس سے محبوبِ خدا کی — خدا نے جس کی قرآں میں ثنا کی

فلک پر کہکشاں میں آگیا نور — تجلّی سے تمہاری کفشِ پا کی

ملے جب حق سے وہ آتی تھی خوشبو — تعشق کی محبت کی وفا کی

فلک پر برق کوندی میں یہ سمجھا — جھلک ہے تیری نورانی قبا کی

گئے معراج پر جب سرورِ دیں — فلک پر دھوم تھی صلِّ علیٰ کی

مجھے آکر جگاتے ہیں نکیرین — دوہائی ہے محمدؐ مصطفیٰ کی

فدا اکبر ہو محبوبِ خدا پر
یہی ہے راہِ تسلیم و رضا کی

میں صدقے ترے نور کے تاج والے — مجھے بھی تو متوالا اپنا بنا لے

مری جان و دل تیرے اوپر تصدق — مرے دین و ایماں ہیں تیرے حوالے

تڑپتا ہے دل اور پھڑکتی ہیں آنکھیں — کہاں ہے تو اے زلف لٹکانے والے

بوقتِ شفاعت محمدؐ سے حق نے
تو یا اپنے ماں باپ یا اپنی امت
کہا میرے مولا نے رو کر خدا سے
تری رائے پر اپنے ماں باپ چھوڑے
کہا جوش میں آ کے بحرِ کرم نے

قطعہ
کہا میرے پیارے جہاں سے نرالے
بس ان دونوں سے ایک کو بخشوا لے
کئے اے عزت و عظمت و شان والے
مگر آگ سے میری امت بچا لے
کہ پیارے تو چاہے جسے بخشوا لے

خدا کہہ رہا ہے محمدؐ سے اکبر
کہ گلزارِ جنت ہے تیرے حوالے

اپنی زلفوں پہ نہ ہونے دیا قرباں تو نے
کون لیتا تھا خبر ہم سے گنہگاروں کی
رہ گئے چرخِ چہارم پہ جناب عیسےٰ
یا الٰہی شبِ معراج گئے تھے کیا کیا
لیلیٰ امت کے گناہوں کی احد نے قیمت
اپنے قدموں میں جگہ دی تو یہ سمجھونگا میں

ہند میں چھوڑ دیا کر کے مسلماں تو نے
بخشوایا ہمیں یا شافعِ عصیاں تو نے
طے کئے ہفت سماوات کے میداں تو نے
عرش پر دعوتِ محبوب کے ساماں تو نے
دیدیا جنگِ اُحد میں دُرِ دنداں تو نے
مور کو بخشدیا تختِ سلیماں تو نے

شکر کرتا ہے الٰہی ترے در پر آ کر
کہ بنایا ہے محمدؐ کا ثنا خواں تو نے

جنت میں مکاں اپنا بناتے ہیں نمازی
معبود بھی خوش ہوتا ہے محبوب بھی راضی
کوثر میں جو ہے آب جو جنت میں ہیں میوے
کیا شوق جماعت سے عبادت سے محبت
خدمت کیلئے حوریں سکونت کیلئے خلد
کہتا ہے یہ دروازہ پہ داروغۂ جنت

مسجد میں بڑے شوق سے جاتے ہیں نمازی
سجدہ کیلئے سر جو جھکاتے ہیں نمازی
پیتے ہیں نمازی کہیں کھاتے ہیں نمازی
مسجد میں اذاں سنتے ہی جاتے ہیں نمازی
پھولے نہیں جامہ میں سماتے ہیں نمازی
ہٹ جاؤ کہ فردوس میں آتے ہیں نمازی

حوریں ہیں لئے ہاتھ میں ہر رنگ کے میوے
ظہر و سحر و عصر کو مغرب کو عشاء کو
ڈرتے ہیں قضا ہونے سے سنتے ہیں اذاں پر
سجدہ کا نشاں چاند سا روشن ہے جبیں پر

پھل اپنی نمازوں کا یہ پاتے ہیں نمازی
اللہ کے دربار میں جاتے ہیں نمازی
جان اپنی نمازوں میں لڑاتے ہیں نمازی
حوران بہشتی کو بھاتے ہیں نمازی

حوران جناں کہتی ہیں اکبر سے کہ سرکار
لو تم بھی چلو خلد میں جاتے ہیں نمازی

درشان خواجۂ خواجگاں سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت سلطان نظام الدین اولیا قدس سرہٗ

نظام الدین سلطان المشائخ شان محبوبی
صف عشاق چاروں سمت مشتاق زیارت ہے
نہیں ہے اولیا میں تیرا ثانی اے محبّ حق
گل گلزار چشتی گنج فیضان فرید الدین
مریضوں کو شفا ہے باؤلی میں اور جہاں عاشق

محب مصطفےٰ محبوب حق شایان محبوبی
نکل کر سبز خیمہ سے دکھاؤ شان محبوبی
ہے ایوان ولایت سے بلند ایوان محبوبی
ادائے دلبری انداز خوبی جان محبوبی
شفاخانہ عجب تیرا عجب سامان محبوبی

خدا کی شان ہے اکبر تیرے دربار میں آیا
وگرنہ یہ کہاں عاجز کہاں سلطان محبوبی

یا محمد ہمیں وہ راہ بتاتے جاتے
تیغ فرقت کے شہیدوں کو جلاتے جاتے
یہ جو زوار مدینے کو ہیں آتے جاتے
تم کو آسان ہے یا سید عالی درجات

آپکے روضہ پہ ہر روز ہم آتے جاتے
شربت دید ندیدوں کو پلاتے جاتے
مجھ سے بیکس کو بھی ہمراہ بٹھاتے جاتے
مجھکو اندوہ دو عالم سے چھڑاتے جاتے

جانیوالے چمنستانِ مدینہ کو گئے
ہائے امسال بھی ہم رہ گئے جاتے جاتے

یاد آئیگی اگر گلشنِ طیبہ کی بہار
چیخ اُٹھینگے درِ فردوس پہ جاتے جاتے

مرے مولا مرے سرکار مرے بندہ نواز
اپنے اکبر کو گناہوں سے بچاتے جاتے

زمیں ملجائے طیبہ میں مجھے سرکار تھوڑی سی
یہی اک عرض ہے سن لو سرِ دربار تھوڑی سی

ہے وقتِ جانکنی اسوقت تو صورت دکھا دیتے
کہ باقی ہے حیاتِ عاشقِ بیمار تھوڑی سی

مری مشکلکشائی کیجیے یہ مشکلیں مولا
تمہیں آسان بہت سی ہیں مجھے دشوار تھوڑی سی

ہوا جاتا ہوں غرقِ بحرِ عصیاں ہائے کوئی ٹھوکر
کہ کشتی رہ گئی ہے ہوتے ہوتے پار تھوڑی سی

جھلک اس حسنِ دلکش کی دکھاؤ صورتِ موسےٰ
مرے مولا ذرا سی سیدِ ابرار تھوڑی سی

زلیخا کیطرح آتے خریداری کو خود یوسف
دکھاتے تم تجلی گر سرِ بازار تھوڑی سی

بس اے اکبر اسے چلکر مدینے میں بسر کیجے
بہت سی ہو چکی اب زندگی ہے یار تھوڑی سی

ہم گنہگار و نپہ تیری مہربانی چاہیئے
سب گنہ دُھل جائینگے رحمت کا پانی چاہیئے

پشت مہرِ نبوت کرکے خالق نے کہا
کچھ تو اے پیارے مری تجھپر نشانی چاہیئے

کہتے ہیں خالق سے حشر میں ترا محبوب ہوں
خلد میں سب امتِ محبوب جانی چاہیئے

دیکھکر معراج میں ساماں فرشتوں نے کہا
ایسا مہماں چاہیئے یوں میہمانی چاہیئے

ہو مرے پلکوں کی جاروب مزارِ مصطفےٰ
آنکھ کے پردونکی واں چادر چڑھانی چاہیئے

ہجرِ شہ میں بسترِ غم پر گرایا ہے مجھے
اور کیا طاقت تجھے اے ناتوانی چاہیئے

داستانِ غم کہانی درد کی جز آپ کے
کس سے کہنی چاہیئے کسکو سنانی چاہیئے

شافعِ محشر نہیں میرے گناہونکا شمار
ایسے عاصی پر تمہاری مہربانی چاہیئے

جاں بحق تسلیم ہے عشقِ رسول اللہ میں
تربتِ اکبر مدینے میں بنانی چاہیئے

دین و دنیا کی ہوئی بنیاد تیرے واسطے
صانع قدرت کی کل ایجاد تیرے واسطے

پھر رہی ہیں بلبلیں دم تیری الفت کا بھرا
کر رہی ہیں قمریاں فریاد تیرے واسطے

تو ہوا مختار خالق آسماں سے جبرئیل
دینے آئے تجھے مبارکباد تیرے واسطے

آئے کہتے ہیں کہ مولا کہ امت غم نہ کھا
ہوگئی قربان سب اولاد تیرے واسطے

مل گیا اسکو خدا اور وہ خدا سے مل گیا
اس جہاں سے جو ہوا آزاد تیرے واسطے

ایک تو دل میں بسی ہے یا خدا کا نام ہے
سب کو بھولا ہوں نبی کی یاد تیرے واسطے

تیری امت بہر بخشش حشر میں پیش خدا
دیتی ہے ہو ہو کے دل میں شاد تیرے واسطے

نعت شہ لکھنے کی اکبر بر سر لوح ازل
کاتب قدرت نے کی ہے صاد تیرے واسطے

تب ہے لطف نعت اکبر ساتھ سب احباب ہوں
خلد میں ممبر بچھے استاد تیرے واسطے

مناقب محبوب سبحانی غوث صمدانی حضرت شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی قدس سرہ

شہ کونین کے جانی محی الدین جیلانی
ضیاء عرش رحمانی محی الدین جیلانی

تمہارے نام سے اسلام کے قالب میں جان آئی
کہ ہو تم روح ایمانی محی الدین جیلانی

فرشتے اسکو کہتے تھے جب مکتب میں پڑھتے تھے
سبق میں عشق سبحانی محی الدین جیلانی

ہو تم اے غوث اعظم قبلۂ دیں کعبۂ ایماں
تمہارا کون ہے ثانی محی الدین جیلانی

ہے دوش اولیاء اللہ کی زینت قدم تیرا
ملک کرتے ہیں دربانی محی الدین جیلانی

الٰہی یا مبارک غیب سے آواز آتی تھی
کہ تجھے محبوب سبحانی محی الدین جیلانی

براتی دولہا و دولہن کی کشتی نکلی بڑھیا کی
گئی اشکوں کی طغیانی محی الدین جیلانی

مری آنکھوں میں دل میں آئیے منظور کر لیجے ۔۔۔ غریبوں کی یہ مہمانی محی الدین جیلانی
مرے آئینہ دل کو جلا دو فیض عرفاں سے ۔۔۔ ہو یہ قندیل نورانی محی الدین جیلانی

مریدوں کی جماعت کے تصدق اپنے اکبر کی
یہ کھو دیجے پریشانی محی الدین جیلانی

جو سایہ ترا اُڑ گیا کملی والے ۔۔۔ وہ حوروں کی زلفیں بنا کملی والے
ہیں بکھری سیہ کاکلیں کیوں جبیں پر ۔۔۔ قمر ابر میں آ گیا کملی والے
عرب میں ترے گیسوؤں کی ہے شہرت ۔۔۔ کہ لشکر چڑھا شام کا کملی والے
ترا سایہ تجھ سے جدا ہو کے غم میں ۔۔۔ ہے سنگِ سیہ بن گیا کملی والے
ترے چاند سے رخ پہ بکھری ہیں زلفیں ۔۔۔ کہ سورج پہ کالی گھٹا کملی والے
چمکتی ہے کالی گھٹاؤں میں بجلی ۔۔۔ کہ کملی میں جلوہ ترا کملی والے
بجز کملی پوشش بہت کملی تو نے ۔۔۔ کہ کملی ہی سے شوق تھا کملی والے

یہ اکبر کی پلکیں ترے کام آئیں
رے تو کملی ان کی بنا کملی والے

سیہ کاریاں بخشوا کملی والے ۔۔۔ محمد حبیبِ خدا کملی والے
مجھے اپنا جلوہ دکھا کملی والے ۔۔۔ کہ ہوں میں ترا مبتلا کملی والے
قلم لکھ سکا جب نہ توصیف تیری ۔۔۔ یہیں کالا منہ ہو گیا کملی والے
وہ محبوبیاں جو خدا کو خوش آئیں ۔۔۔ ہمیں وہ ادائیں دکھا کملی والے
بنے تاکہ سایہ ترا چترِ رحمت ۔۔۔ یہاں سے وہاں اڑ گیا کملی والے
ترے ساتھ سایہ نہ بھایا خدا کو ۔۔۔ دوئی کی طرح مٹ گیا کملی والے
پھنسا بال بال اپنا ہے معصیت سے ۔۔۔ رہے بول بالا چھڑا کملی والے
خبر لیجئے اکبرِ غمزدہ کی ۔۔۔ ترے ہجر میں مر مٹا کملی والے

جھکی کالی کالی گھٹا کملی والے
ہمیں عشق گیسو بڑھا کملی والے

پسند آئی خالق کو معراج کی شب
تری کاکلوں کی ادا کملی والے

عبادت میں ہر شام کو صبح کرنا
ہمارے لئے مرحبا کملی والے

تو کر سایہ زلفوں کا جھک آئی سر پر
سیہ کاریوں کی گھٹا کملی والے

گرجتے ہیں بادل چمکتی ہے بجلی
تو کملی میں اپنی چھپا کملی والے

کھلی رنگت مزمّل سے محبت
کہ کہتا تھا خود یہ خدا کملی والے

عبادت کو کم کرہیں روتے فرشتے
سحر کا اُجالا ہوا کملی والے

نہ اتنی عبادت کو ہم نے کہا تھا
کہ پاؤں پہ ورم آگیا کملی والے

پسند آئی خالق کو اللہ اکبر
عبادت تری مرحبا کملی والے

درشان خواجۂ خواجگان سُلطان الہند شیخ المشائخ حضرت حبیب اللہ خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

مری بگڑی بنا دینا معین الدین اجمیری
مرے مخدوم ہو تم یا معین الدین اجمیری

بہار باغ چشتی سر گلزار بہشتی ہیں
معین بیکساں مولا معین الدین اجمیری

زمانہ فیض پاتا ہے تمہارے آشیانہ سے
کوئی خالی نہیں جاتا معین الدین اجمیری

لباس فقر میں آئیں کیوں اولیاء در پر
کہ شاہ ہند ہو تم یا معین الدین اجمیری

تصدق فیض کے اپنے مجھے بھی کچھ عنائت ہو
میں سائل ہوں ترے در کا معین الدین اجمیری

بھری جس نے ڈلک کی مرادیں ہو گئیں پوری
دعا تیری اثر تیرا معین الدین اجمیری

جو دیکھا غور سے اکبر نے ہر شے میں نظر آیا
سراسر آپکا جلوہ معین الدین اجمیری

آئے ہیں در پر ارمان والے
جلوہ دکھا دے اے شان والے

منزل عدم کی کیونکر ہو آساں
اوسان گم ہیں احسان والے

لکھتے ہی تیرا نام مبارک
جُودی پہ پونہچے طوفان والے

کعبے میں تو نے جلوہ دکھایا
چاہت میں ڈوبے کنعان والے

حوروں نے دیکھا تو ہنس کے بولیں
آنا ادھر بھی اے آن والے

لَا تَقْنَطُوْا کا مژدہ سُنایا
گھبرا رہے تھے عصیان والے

آنکھوں میں آجا دل میں سما جا
اے حسن والے اے شان والے

پردہ سے نکلا ہے نور سبحاں
حسرت نکالیں ارمان والے

جنت کی نہریں نہروں کی لہریں
لیں گے حبیب سبحان والے

لائیں گی حوریں پھولوں کے گجرے
پہنیں گے اکبر ایمان والے

تڑپیں ہیں دردِ ہجران والے
در پر بلالے قرآن والے

پونہچے محمد عرش بریں پر
پھرتے ہیں بلکتے کنعان والے

نارِ جہنم ہو پانی پانی
روئیں جو خوفِ عصیان والے

بے انتہا ہیں میری خطائیں
دامن میں ڈھک لے دامان والے

در پر بُلالے خادم بتالے
نکلے ہیں گھر سے ارمان والے

ہو پار بیڑا طوفاں سے مولا
ڈوبے بھنور میں عصیان والے

محشر میں میری بگڑی بنانا
محبوب سبحان قرآن والے

ہے تیری رحمت میرا وسیلہ
جنت میں پونہچے سامان والے

پڑھتی ہیں حوریں اکبر کی نعتیں
ہوتے ہیں ایسے دیوان والے

امت کو تیری قرآن والے
ہیں قصر حور و غلمان والے

موسیٰ کو دشتِ ایمن میں غش ہے
کرسی پہ بیٹھے قرآن والے

سُن سُن کے تیرا ذکرِ فصاحت
سُن ہو گئے خوش الحان والے

انجیل والے چوتھے فلک پر
عرش بریں پر قرآن والے

ارض و سما میں ہے شور تیرا
سنتے ہیں کانوں سے کان والے

پھولوں کی رنگت غنچوں کی نکہت
تیری فضا ہے فیضان والے

گلشن میں دیکھو کہتی ہے نرگس
آنکھوں میں آجا اے آن والے

پڑھتے ہیں تیری جانب نمازیں
عاشق ہیں تیری امکان والے

جنت میں اکبر کو گھر ملیں گے
یاقوت والے مرجان والے

ہیں سارے جلوے سبحان والے
آنکھوں سے دیکھیں عرفان والے

عالی نسب ہیں والا حسب ہیں
رحمت لقب ہیں قرآن والے

بلبل کی آنکھوں میں قدر گل ہے
شیدا ہیں تیرے امکان والے

نورانی چہرہ رحمت کا سہرا
آ دو لھا بن کر قرآن والے

تیری تجلی دل کی تسلی
دل میں سما جا اے شان والے

دوزخ میں جائیں شہ کے مخالف
جنت میں آئیں ایمان والے

کہدو کہ بخشا جنت میں جائیں
شرما رہے ہیں عصیان والے

سنبل سے کہدو قدمو نکو چومے
آتے ہیں زلفِ پیچاں والے

ہے رنگِ اکبر سب سے نرالا
گذرے ہیں لاکھوں دیوان والے

عاصی ہوں گنہگار ہوں کر رحم الٰہی
رحمت کا طلبگار ہوں کر رحم الٰہی

ہے حسرتِ دیدارِ محمد مرے دل میں
جب دیکھتا ہوں دفترِ اعمال بد اپنے
دے عقل و خرد بخشدے سب جرم و معاصی
بیمار ہوں لاچار ہوں کر رحم الٰہی
کہتا ہی ہر بار ہوں کر رحم الٰہی
غافل ہوں سیہ کار ہوں کر رحم الٰہی

اکبرؔ ہوں بہت دنیا کو ہے مجھسے محبت
دنیا سے میں بیزار ہوں کر رحم الٰہی

خمسہ بر غزل حضرت رشک الوری و خاقانی سید الشعرا میر محمد مرتضٰے صاحب بیان یزدانی رحمہ اللہ

کملی اوڑھے ہوئے اے ناز کے پالے آجا
اے مرے عالمِ رؤیا کے اُجالے آجا
اپنے قدموں سے مری آنکھیں لگالے آجا
خواب میں زلف کو مکھڑے سے ہٹالے آجا

بینقاب آج تو اے گیسوؤں والے آجا

خاک سے اپنے مسافر کو اُٹھالے آجا
بے بسی پر مری سب کرتے ہیں نالے آجا
دور منزل ہی غریبوں کی دعالے آجا
بیکسی کر مری خوں روتے ہیں چھالے آجا

راہ میں چھوڑ گئے قافلے والے آجا

انبیا میں سے کسی نے نہ یہ رتبہ پایا
کون ہی عرش مکاں کون ہی شاہِ دوسرا
تجھپہ اللہ ہے یوسف پہ زلیخا شیدا
کون ہی ماہ عرب کون ہی محبوب خدا

اے دو عالم کے حسینوں سے نرالے آجا

اے مسیحا مرے کیا رنگ دکھا رکھا ہے
ملک الموت نے گو شور مچا رکھا ہے
مری بالین پہ طبیبوں کو بٹھا رکھا ہے
دم تری دید کو آنکھوں میں لگا رکھا ہے

لے رہے ہیں ترے بیمار سنبھالے آجا

مرے مولا مرے عصیاں مجھی شرماتے ہیں | موئے تن سے ہیں سوا گننے میں کب آتے ہیں
بال بیکا نہ ہوا اعمال کو تلواتے ہیں | ہوں سیہ کار مرے عیب کھلے جاتے ہیں

کملی والے مجھے کملی میں چھپالے آ جا

ہمسے عاصی ہیں گراں بار سبکرو محتاط | نیکیوں کی ہے کمی بار گنہ کی افراط
تھکے ماندوں میں کہاں پار اترنے کی بساط | دیکھتے ہیں تجھے پھر پھر کے ضعیفان صراط

ڈگمگاتے ہیں قدم کون سنبھالے آ جا

شب معراج میں کیا لطف تھا اللہ غنی | قطعہ خود کہا خالق اکبر نے کہ اے میرے نبی
دونوں عالم کے خزانوں کی تجھے دی کنجی | وقف ہے تیرے لئے دولت کنز مخفی

کھل گئے ہفت سماوات کے تالے آ جا

متصل عرش کے جب وہ شہ بطحا گذرا | بولے قدسی کہ وہ اللہ کا پیارا آیا
دھوم تھی چار طرف صل علیٰ صل علیٰ | پہنچا محبوب تو مشاطۂ رحمت نے کہا

خلوت راز میں اے ناز کے پالے آ جا

خلوت راز سے پھر عرش پہ آواز آئی | مرے محبوب خوش اسلوب رسول عربی
اے مرے لاڈلے اے ہاشمی اے مطلبی | ہمنے خوش ہو کے تجھے ساری خدائی بخشی

اپنے بندوں کو کیا تیرے حوالے آ جا

گل خوبی ہی تو اور گلشن وحدت ہے یہاں | جسکی صورت ہی تو اس حسن کی سیرت ہے یہاں
مایۂ ناز ہے تو آیۂ الفت ہے یہاں | رنگ وحدت ہی یہاں غنچۂ خلوت ہی یہاں

اے گل گلشن لولاک لما لے آ جا

ہمنے دیکھا تجھے تو دیکھ ہمارا جلوہ | بیتکلف یہاں اے پہنے ہوئے نعلیں آ جا
ابھی جا طالب و مطلوب میں پردہ کیسا | لامکاں اپنا مکاں عرش سمجھ فرش اپنا

تو ہمارا ترے ہم چاہنے والے آ جا

ہائے دل ایک جوانِ مدنی نے چھینا
آرزو ہے کہ مدینے میں ہو مرنا جینا
اکبرؔ آتا نہیں خوش ہند میں کھانا پینا
صورتِ لالہ ہے پرداغ بیاں کا سینا

پڑے رہتے ہیں ترے پیار کے لالے آجا

مُناجات بدرگاہِ قاضی الحاجات

الٰہی تو وہ مالک الملک ہے
ترے دستِ قدرت میں کل ملک ہے
تری ذات باقی ہے فانی نہیں
ترا کوئی عالم میں ثانی نہیں
ترا اکرم الاکرمیں نام ہے
کرم سب پہ کرنا ترا کام ہے
توئی غم رسیدوں کا غمخوار ہے
توہی بیکسوں کا مددگار ہے
گناہوں سے ہو کر پریشان حال
ترے در پہ آیا ہوں یا ذوالجلال
ہمیشہ گناہوں کی عادت ہوئی
نہ مجھ سے تری کچھ عبادت ہوئی
ترے در پہ آیا ہوں باچشم تر
تو کر چشم رحمت سے مجھپر نظر
سنا جب سے تجھ کو رحیم و غفور
یقیں ہو گیا بخشدے گا ضرور
طفیلِ جنابِ رسولِ کریم
کرم کر کرم یا غفور الرحیم
بحق حسن اور طفیلِ حسین
کرم سے مرے بخشدے والدین
بحالِ ضعیفانِ کل مومنین
تو کر رحم یا ارحم الرّاحمیں
اندھیری مری قبر میں اے غنی
تو کر نورِ ایمان کی روشنی

یہ اکبرؔ کہ از بس گنہگار ہے
تری مغفرت کا طلبگار ہے

تاریخ بطور تقریظ منظوم میر محمد مرتضیٰ صاحب رئیس میرٹھ

قطعہ

این شرزہ غضنفر است آہو برہ نیست
در ہند بزد کہ سکہ اش نا سرہ نیست

او گشتۂ ذو الجلال این گشت زحق
این اکبر ماست اکبر آگرہ نیست

قطعہ

اے سخندان و سخن سنج و سخنور اکبر
ہے ترا نعت کے میداں میں سخنور اکبر

گل مضموں ثنائے رخ سرور کا ورق
باغ فردوس کے پھولوں کی ہے چادر اکبر

ایک مصرعہ نے دیا نارِ جہنم کو بجھا
بحر رحمت نے ترے شعر کئے تر اکبر

ہوگئیں میدنِ قیامت کی فتوحات نصیب
لڑ گیا ساتھ طبیعت کے مقدر اکبر

بیٹھ کر تختۂ کاغذ پہ گیا خلد میں تو
لب کوثر ہے ترے ناؤ کا لنگر اکبر

اڑ گئے حمد حق و نعت نبی کے مضموں
عرش کے مور ہیں کعبہ کے کبوتر اکبر

کام کیا روضۂ رضواں کے کئے ہیں تونے
تجھ سے راضی ہیں اللہ و پیغمبر اکبر

حق نما ہے ترا آئینۂ نعت نبوی
تو ہے اقلیم فصاحت کا سکندر اکبر

ہوا بالا ترے معشوق سخن کا انداز
تجھکو رضواں نے دیا پھولوں کا زیور اکبر

عارض حور ہے ہر صفحہ ترے دیواں کا
سطر ابھری ہوئی اک زلف معنبر اکبر

رہ گئے سدرہ پہ جبریل ہوائے شہ میں
ترے افکار گئے عرش پہ اڑ کر اکبر

مستئ نعت میں بڑھ بڑھ کے قدم رکھتا ہے
پھر بھی کھاتا نہیں خامہ ترا ٹھوکر اکبر

جا بجا غل ہے تری زمزمہ آرائی کا
شہرۂ عام کا سہرہ ہے ترے سر اکبر

خوب تسخیر کیا ملک فصاحت تونے
بن گئی فوج معانی ترا لشکر اکبر

بسکہ ہر شعر میں ہی چاشنئ نعت رسول
کیوں نہ اس قند کو بیچائیں مکرر اکبر

روز بازار جزا ہونگے خریدار رسول
خوب دیوان بکیگا سر محشر اکبر

نقل کرتے ہیں فرشتے جو تری نعت سلیس
آفریں سنتے ہیں ہر سمت سے اکثر اکبر

تو ہے مداح شہنشاہِ رسولانِ کبار
پھر نہ کیوں مدح سرا ہوں ترے اصغر اکبر

اسکا مداح ہی تو کیوں نہ ہو رشک فصحا
اترا جس شاہ کیلئے سورۂ کوثر اکبر

شاخ طوبیٰ ہی ترا خامۂ طیب شاید
نعت شیریں کے ورق لے پھر ہیں گہر گہر اکبر

سر قلم کیوں نہ ہوا عدا کا حسد کے مارے
کہ قلم ہے ترا شمشیر دو پیکر اکبر

جو برا کہتے ہیں تجھکو وہ ہیں قوماً بورا
شہد جنت ہے ترے نعت نہ شکر اکبر

سنکے ہوتے نہیں تجھ صوفی صافی رقصاں
بلکہ حاسد کو بھی آجاتا ہے چکر اکبر

اسم اترے ہیں سما سے یہ ہے مضمون حدیث
حق بڑھائے تو گھٹائے کوئی کیونکر اکبر

یوں ہی آمیز فصاحت میں تری نظم پر آب
جسطرح شیر میں گھل جاتی ہے شکر اکبر

بزم میلاد میں دی سنگدلوں نے تجھے داد
بول اٹھے معجزۂ نعت سے پتھر اکبر

اس سے ہر طالب حق کو رہِ حق ملتی ہے
نقش پائے نبوی ہے ترا مسطر اکبر

کیوں نہ حوریں ہوں ترے حسن بیاں کے شیدا
فیض پیغ والا سے تری نعت ہے برتر اکبر

غیب سے آتی ہے آواز ہمایوں ہر دم
اکبر آباد ہے دیواں تو ہے اکبر اکبر

باغ فردوس سے تو دودھ کی نہریں لایا
تیرے تیشہ میں ہے الہام کا جوہر اکبر

فکر تاریخ میں منہ موڑ کے بدگو کا بیاں
کہا ہاتف نے زہے چشمۂ کوثر اکبر

قطعۂ تاریخ ریختۂ قلم حافظ امداد حسین صاحب ظہور

مژدہ اے مستانِ صہبائے سخن
دور جام کیف ہے صبح و مسا

سرخوشانِ شاہدِ حسن کلام
زمزمہ سنج مسرت مرحبا

ہے کلام اکبر ظرفہ نگار
شہرت آرائے متانت جابجا

دلِ پسند خاطر ہر خاص و عام
سادگی رنگ و انداز صفا

کیف شہرت روز و شب شام و سحر
داورِ میخانۂ فضل و عطا

شوخی الفاظ بے شبہ و نظیر
جلوۂ معنی پر انوار و ضیا

راحت افزا و نشاطِ اہلِ ذوق
طرزِ خوش طرزی ہر اک انداز ہیں
جلوہ آرائے ادا رنگِ جناں
ساقیٔ خمخانۂ فیضِ ازل

مدحتِ شاہنشہِ ہر دو سرا
شانِ طرفہ ہر ادا میں برملا
طرفگیٔ طرزِ خوش صلّ علےٰ
مستیٔ رحمت سے ہے نغمہ سرا

دورِ جامِ فیضِ عرفانی ہوا
ساغرِ نو حق نے اکبرؔ کو دیا

قطعہ تاریخ من تصنیف محمد شمس الدّین صاحب شمسؔ تلمیذ حضرت مصنّف

کیا خوشکلامیاں ہیں عجب گلفشانیاں
ہر سطر زلفِ حُور دوائر ہیں چشمِ حُور
وہ بینظیر ہے کہ خود اپنا نظیر ہے
ہمدرد ہے انیس ہے یاور ہے یار ہے
اے تشنگانِ شربتِ دیدارِ مصطفےٰ
کہتے ہیں شیخ و شاب اسے لیجئے شتاب
شائستہ فقرہ فقرہ ہے زیبندہ حرف حرف
ہاں عاشقانِ بزمِ محمدؐ کہاں ہو تم

دیواں جناب کا ہے کہ باغِ خلیل ہے
ہر صفحہ طلائی پرِ جبرئیل ہے
وہ بیعدیل ہے کہ خود اپنا عدیل ہے
ذکرِ حبیبِ رحمتِ حق کی دلیل ہے
ہاں تشنگی بجھاؤ کہ یہ سلسبیل ہے
یہہ مدحتِ حبیبِ خدائے جلیل ہے
برجستہ مصرع مصرع ہی خوش قال و قیل ہے
یہ سلسبیل ذکرِ نبیؐ کی سبیل ہے

بیٹھا تھا فکرِ سال میں اے شمسؔ ناگہاں
ہاتف نے دی ندا یہ چراغِ جمیل ہے

قطعۂ تاریخ ریختۂ قلم مولوی حیدر حسین صاحب خفی وکیل عدالت و رئیس میرٹھ

دن رات نعت احمد لکھتا ہے اور پڑھتا — خاصان حق سی ہے اور شغل و کام تیرا
اعمال تیرے اس پر نازاں بجا ہیں ہوگا — حامی بروز محشر خیر الانام تیرا
تو نے جو یہ لکھا ہے دیوان نعت اکبر — اسکے صلے میں ہوگا جنت مقام تیرا

تاریخ میں خفی لکھ ہاتف کا ہے یہ ایما
مرغوب دو جہاں ہے اکبر کلام تیرا

(نمونہ صفحہ حمائل شریف)

٢٠٤

ربنا افرغ علينا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا

اے رب ڈال اوپر ہمارے صبر اور ثابت رکھ قدم ہمارے اور مدد دے ہم کو

على القوم الكفرين ○ سمعنا واطعنا غفرانك

اوپر قوم کافروں کے ۔ سنا ہم نے اور مانا تیری بخشش مانگتے ہیں ہم اے ہمارے

ربنا واليك المصير ○ ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا

رب ہمارے اور طرف تیری ہے پھر جانا ۔ اے رب ہمارے نہ پکڑ ہم کو اگر بھول گئے ہم

او اخطأنا ربنا ولا تحمل علينا اصرا كما حملته

یا چوک گئے ہم ۔ اے رب ہمارے اور مت رکھ اوپر ہمارے بوجھ جیسا رکھا تو نے اسکو

على الذين من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة

اوپر ان لوگوں کے کہ پہلے ہم سے تھے اے رب ہمارے اور مت اٹھوا ہم سے جس کی نہیں طاقت

لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولنا

واسطے ہمارے ساتھ اسکے اور معاف کر ہم سے اور بخش ہمکو اور رحم کر ہمکو تو ہی ہے دستدار ہمارا

فانصرنا على القوم الكفرين ○ ربنا لا تزغ

پس مدد دے ہم کو اوپر قوم کافروں کے ۔ اے پروردگار ہمارے نہ کج کر

قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك

دلوں ہمارے کو پیچھے اسکے کہ راہ دکھائی تو نے ہمکو اور دے ڈال ہمکو اپنے پاس سے

رحمة انك انت الوهاب ○ ربنا انك جامع

رحمت تحقیق تو ہی ہے دینے والا ۔ اے رب ہمارے تحقیق تو اکٹھا کرنے والا ہے

الناس ليوم لا ريب فيه ان الله لا يخلف الميعاد

لوگوں کو اس دن کہ نہیں شک بیچ اسکے تحقیق اللہ نہیں خلاف کرتا وعدے کو

(ملاحظہ ہو)

اَللّٰهُمَّ مَا قَصُرَ عَنْهُ رَأْيِىْ وَلَمْ تَبْلُغْهُ

اے اللہ جس نیکی سے کوتاہ رہی عقل میری اور نہ پہونچی اُس کو

نِيَّتِىْ وَمَسْأَلَتِىْ مِنْ خَيْرٍ وَّعَدْتَّهٗ

نیت میری اور سوال میرا پھر وہ بھلائی کہ وعدہ کیا تو نے

اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوْ خَيْرٍ اَنْتَ

اُسکا کسی کو اپنی مخلوق میں سے یا وہ بھلائی کہ تو

مُعْطِيْهِ اَحَدًا مِّنْ عِبَادِكَ فَاِنِّىْ

دینے والا ہے اُس کا کسی کو اپنے بندوں میں سے سو میں

اَرْغَبُ اِلَيْكَ فِيْهِ اَسْأَلُهٗ بِرَحْمَتِكَ

خواہشمند ہوں تیری طرف اُسمیں اور مانگتا ہوں تجھ سے اوسکو بوسیلہ رحمت تیری کے

يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ ○ اَللّٰهُمَّ ذَا الْحَبْلِ

اے پالنے والے سب عالموں کے اے اللہ مالک دستاویز

الشَّدِيْدِ وَالْاَمْرِ الرَّشِيْدِ اَسْأَلُكَ

مضبوط کے اور مالک کاموں شائستہ کے میں مانگتا ہوں

۲۰۲

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
یا اللہ تحقیق میں مانگتا ہوں تجھ سے بوسیلے اسکے کہ تجھی کو ہیں ساری خوبیاں نہیں کوئی معبود

اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ
عبادت کے سوائے تیرے اکیلا ہے تو نہیں کوئی شریک تیرا تو مہربان ہے بہت دینے والا

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ
بنانے والا آسمانوں کا اور زمین کا اے صاحب عزت اور

الْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ○
بخشش کے اے زندہ اے سب کے تھامنے والے اے بہت رحم والے سب رحم کرنیوالوں سے

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَلِيِّ الْاَعْلَى الْوَهَّابِ اَعُوْذُ
پاک ہے پالنے والا میرا بلند برتر سب سے زیادہ بخشنے والا پناہ مانگتا ہوں

بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ
اللہ کے پورے کلموں کی اس چیز کی بدی سے جو پیدا کیا

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ
ساتھ برکت نام خدا کے وہ کہ ضرر نہیں کرتی ساتھ اس کا نام ہوتے کوئی چیز

فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○
نہ زمین میں نہ آسمان میں اور وہی ہے سننے والا جاننے والا

اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
صبح کی ہم نے اور صبح کی ملک نے خدا کے اور سب خوبی ہے اللہ کو نہیں کوئی لائق بندگی کے

اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ
سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے نہیں کوئی ساجھی اسکا اسی کا ہے سب ملک اور اسی کی ہیں

الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ رَبِّ
سب خوبیاں اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے اے رب میرے

ع ۱۲

ف عقیدہ توحید کا پیغمبروں کے حق میں فضل خدا ہونا سب لوگوں پر ہے کہ وہ ان کی نجات کا ذریعہ ہے اور لوگوں کے حق میں پیغمبروں کا آنا

منزل

ہی فضل خدا ہے کیونکہ ہدایت کر عقیدۂ توحید کی تعلیم کرتے اور نجات کے ذریعے بتلاتے ہیں ۱۲ ایضاح یہ اسی دین پر ہیں سب خلق کے حق میں موضح

۳۷ (نمونہ صفحہ حمائل شریف)

مختصر فہرست کتب

تعلیم نسواں کی پہلی ۲/	تعلیم نسواں کی دوسری ۲/	تعلیم نسواں کی تیسری ۴/	کتابیں اردو زبان		ادب نسواں ۴/ انشائے نسواں ۴/	انتظام خانہ داری ۴/	کھانا پکانا ۸/ ہنر آموزی ۴/	خوبی خالہ ۱/ خدا پرست بی بی ۱/	اصول دوستی ۱/
دکھیا دلہن ۱/	دکھیا شہزادی ۱/	محمود غزنوی ۱/	شاہجہان ۱/ نذیر کی بیگم ۱/	جہانگیر کی چہیتی بیگم ۱/	شہزادی بلقیس ۱/	اخلاقی گیت ۱/ بہشتی حوریں ۴/	چھ ماما میں ۱/	زنانہ خط و کتابت ۵/	پیغمبر کے حالات ۴/
ہندوستان کی شہزادیاں ۸/	وفادار بیٹی ۱/	اخلاقی کہانیاں ۴/	خورشید جہاں ۴/	سگھڑ سہیلی ۲/ ہدیۃ المستورات ۴/	طبیب النساء ۳/	سوانح زیب النساء مع کلام مخفی ۴/	صدیق الرسول ۳/	فاروق الاسلام ۳/	جامع القرآن ۳/
سرتاج زہرا ۳/	محبوب سبحانی ۲/	اقوال الرسول ۸/	دوست مشفق ۲/	پریوں کا بادشاہ ۱/	سرسید کے اخلاقی مضامین ۵/	مولانا شبلی کے تاریخی مضامین ۸/	مولانا حالی کے ادبی مضامین ۵/	مولوی نذیر احمد صاحب کے علمی مضامین ۸/	زبان اردو کے دلچسپ مضامین ۵/
تاریخ شاہان اسلام ۱۲/	رقعات غالب ۸/	تاریخ خلفائے عباسیہ عہ	آداب الاستاد و الوالدین ۶/	لڑکوں کے کھیل ۱/	دولتمند بننے کی چالیس ترکیبیں (۲/)	مہمان اور میزبان ۱/	انسان اور اس کی زندگی (۲/)	انشائے اردو ۴/	تہذیب و شائستگی ۱/
مسائل پردہ پوشی ۱/	بہشتی زیور کامل عہ	قصص الانبیاء اردو عہ	تذکرۃ الاولیاء اردو عہ	نماز حنفی مدلل (عہ)	کریم اللغات ۱۲/	اسلام کا اردو قاعدہ ۱/	اسلام کی پہلی ۲/ اسلام کی دوسری ۲/	اسلام کی تیسری ۴/	اسلام کی چوتھی ۵/
اسلام کی پانچویں ۶/	اسلام کی چھٹی ۷/	قاعدہ طوطا مینا مکمل ۸/	آرائش محفل معروف بہ قصہ حاتم طائی ۸/	مجموعہ خطب علمی ۴/	درود تاج ۱/	قصیدہ غوثیہ مترجم پنجابی ۶/	درود کبریت احمر مترجم اردو ۱/	سلسلہ چشتیہ مترجم ۶/	درود مستغاث مترجم ۱/
سلسلہ قادریہ ۶/	تعویذ اسم الحمد	تعویذ گنج العرش	زواجر ہندی آدم فی الحدیث ۷/	مفتاح الجنت ۵/	مالابدہ اردو ۴/	صبح کا ستارہ ۳/	قیامت نامہ ۳/ بہشت نامہ	قصہ دائی حلیمہ	قصہ ماہ رمضان
رسالہ ستر عورت ۶/	رسالہ مانع الزنا	نصیحت المسلمین ۱/	حقیقۃ الصلوۃ ۲/	مجموعہ ہزار مسئلہ ۲/	روایت بسم اللہ ۱/	قرۃ الواعظین اردو ترجمہ درۃ الناصحین عہ	تذکرۃ الواعظین اردو عہ	میزان طب اور معہ مسائل نبض قارورہ ۹/	سیپارہ اول سے ششم تک فی پارہ ۱/

ہر قسم کی کتابیں وحمائلیں و قرآن مجید ملنے کا پتہ۔ ملک دین محمد تاجر کتب لاہور کشمیری بازار

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ
حسب فرمائش جناب حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خانا صی ٹولہ نمبر (۸۵)
تجہیز و تکفین مسلمانان کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی الہ الطاہرین الطیبین وازواجہ المطہرات امہات المومنین وخلفائہ الراشدین المہدیین الہادین وسائر الصحابۃ ائمۃ الدین اجمعین بعد حمد اور صلوۃ کے بندۂ کثیر العصیان ضعیف البنیان محمد عمران غفر اللہ لہ ولوالدیہ متوطن شہر مصطفے آباد عرف رام پور کا کہتا ہے کہ ایک شخص محتاج بظاہر خوار و بے اعتبار اور حقیقت مین دیانت دار اور تقوی سے آراستہ کمال دیندار رہنے والا دار الامارۃ کلکتے کا بنگالی الاصل شب و روز قال اللہ اور قال الرسول کی طلب مین سرگرم لیکن بسبب تقدیر الٰہی کے کہ لا ینال الانسان الا ما قدر بہ علم سے بے بہرہ تھا جسکو سنتا کہ وہ عالم فاضل پرہیزگار دیندار مقبول درگاہ الٰہی کا ہے اُس سے جاکر استفادہ کرتا اور جو کچھ شک و شکوک مسائل دینی مین ہوتے تو پوچھتا اتفاقاً جناب ارشاد مآب یگانۂ فضلا سے دہر یکتائے علمائے عصر جامع علوم منقول و معقول کاشف دقائق فروع و اصول اُستاد اور مربی میرے حضرت سید مولوی محمد حیدر علی صاحب قبلہ اعلی اللہ شرفہ و ورجاتہ دافاض علی العالمین برہ و فیوض حسناتہ رام پور سے ۱۲۳۰ھ بارہ سو تیس ہجری مین دار الامارۃ کلکتے کو تشریف فرما ہوے یہ فقیر بھی اُنکی خدمت مین ہمراہ رکاب سعادت انتساب کے علم کا استفادہ کرتا وہان تک پہونچا اُنکے علم اور فضل اور کمالات کا شہرہ اطراف اور جوانب مین بنگالے کے ہوا خاص و عام سب مستفید اور بہرہ مند ہوے وہ شخص تو طالب ایسے ہی شخصون کا تھا سنتے ہی آکر حاضر ہوا الغرض ایک مدت تو یون ہی آتا رہا اور مسئلے مسائل دین کے پوچھتا رہا ایک روز بولا کہ حضرت ہم کہان تک مسائل پوچھ سکین گے علم دریا ہے مسائل کی کچھ حد و شمار نہین اور ہم لوگ جہلا عربی اور فارسی کی کتابون سے واقف نہین التماس بندہ کی یہ ہے کہ مسائل

مسلمان کی تجہیز اور تکفین کے کہ یہ نہایت ضرور ہین اور ہر مسلمان کو انکی احتیاج ہے اگر اُردو زبان
مین مذکور ہون تو نہایت فیض عام اور قریب فہم عوام ہون حضرت مولانا صاحب نے یہ سُنکر بسبب
قلت فرصت کے کہ اکثر اوقات درس و تدریس اور ہدایت مخلوقات مین مشغول رہتے تھے اس عاجز کو
ارشاد فرمایا کہ تو یہ مسائل فقہ کے معتبر کتابون سے نقل کر کے بطور ایک رسالے کے جمع کر دے تاکہ
فیض عام اور فائدہ تام ہو جاوے پس بندے نے فرمان لازم الاذعان اُس جناب کا سعادت
دارین کی سمجھکر چند معتبر کتابون سے جو مسئلے کہ متفق علیہ تھے سب لکھے اور جن مسئلون مین اختلاف
علما کا تھا اسمین سے جسکا اختلاف ذکر کرنا مناسب تھا اُسکو مع الاختلاف ذکر کیا اور باقی جگہ
جو حکم کہ مفتیٰ بہ اور مختار تھا اُسکو بیان کیا دوسرے کو چھوڑ دیا تاکہ خاطر عوام کی بہت اختلافات سے
پریشان نہو جن کتابون سے یہ رسالہ لکھا گیا ہے وہ یہ ہین ہدایہ شرح وقایہ فتاوای عالمگیری فتاوی
قاضیخان بحر الرائق در مختار فتح القدیر منیۃ المصلی شرح منیۃ المصلی خزانۃ الروایات خزانۃ المفتیین
جامع الرموز ترجمہ مشکوٰۃ شریف شیخ عبد الحق رح دہلوی کا اور اس رسالے کی بارہ فصلین مقرر کین

پھر موافق سوال اُس طالب مذکور کے اِس رسالے کا نام **تجہیز و تکفین مسلمان کی** رکھا گیا اور حسن اتفاق سے تاریخ ہجری بھی اسکی یہی ہوئی

پہلی فصل جان کندنی کے بیان مین اگر کسی مسلمان کو جان کندنی شروع ہو اور آثار موت کے اُسپر ظاہر ہون چنانچہ ٹیڑھا ہونا ناک کا اور سُست ہوجانا پاؤن کا کہ پھیل نہ سکین یا خلل اُنکے اور چیزین کہ وقت جانکندنی کے ظاہر ہوتی ہین یہہ آثار جب معلوم کیے جاوین تو مستحب ہی حاضرونکو کہ منھ اُسکا قبلے کی طرف پھیر دین اور سنت ہی کہ سیدھی کروٹ پر لٹادین جس طور سے کہ زندگی مین سونا سنت ہے اگر چت لٹادین تو پاؤن اُسکے قبلے کی طرف کر دین اور سر کے نیچے ایک یا کئی تکیہ رکھکر ذرا اوپر اُٹھا دین تاکہ منھ اُسکا قبلہ کی طرف ہوجاوے تو یہ بھی جائز ہے اگر اس طور کے لٹانے مین مرنے والے پر کچھ تکلیف زیادہ ہو تو اُسکو اُسی وضع پر چھوڑ دین جس وضع پر کہ وہ پڑا ہو واجب ہی اُسکے اقربا پر اگر اقربا نہ ہون تو اُن مسلمانون پر جو حاضر ہون تلقین کرنا شہادتین کا قبل وقت غرغرہ کے یعنی پہلے اُس سے کہ دم اُسکے گلے مین آ کر اٹکے کہ یہ حالت سننے سمجھنے کی نہین رہتی ہے بعضے علما نے کہا ہے تلقین کرنا مستحب ہے اکثر علما کے نزدیک شہادتین کی تلقین سے یہ مراد ہی اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور بعضون کے نزدیک یہ مراد ہی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لیکن اس طور سے تلقین کرین کہ آپ پڑھ پڑھ کے اُسکو سنائین کہ وہ سُنے اور سمجھے اُسکو نہ کہین کہ تو بھی کہہ اسواسطے کہ یہ وقت اُسپر کمال تکلیف کا ہی مبادا کہ اُنکا کہنا اُسکو بُرا معلوم ہو یا وہ بسبب کمال تکلیف کے انکار کر بیٹھے تو یہ اُسکے حق مین بہتر نہین پس چاہیے اُن حاضرین کو جب تک تلقین کرتے رہین کہ مرنے والا ایکبار شہادتین مرحمت یا اشارۃً کہے پھر اُسکو تلقین کرنا موقوف کرین اگر بعد اُسکے کوئی بات دنیا کی اُسکے منھ سے نکلے تو پھر اُسی طور سے تلقین کرین علی ہذا القیاس یہانتک کہ اُسکا آخر کلام لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہوجاوے اگر کسی مسلمان سے کفر کا کلمہ جانکندنی مین ظاہر ہو عیاذًا باللّٰہ تو اُسکے واسطے دعا مغفرت کی خدا سے مانگین اور اسکی تجہیز و تکفین مسلمانون کی سی کرین کہ اسوقت کے کفر و اسلام کا اعتبار نہین مرنے والے کے پاس سورۃ یٰسٓ اور سورہ رعد پڑھنا مستحب ہے اور جبکہ وہ مر چکے تو اُسکی آنکھین بند کرنا مستحب ہی اور ایک پٹی کپڑے کی اُسکی ٹھڈی کے نیچے سے ڈالکر اوپر سر کے باندھ دین تاکہ منھ اُسکا پھیلا نہ رہ جائے اور مکھی وغیرہ اُس مین نہ جائے اُسکی آنکھین بند کرنے والا بند کرتے ہوئے پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ

اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ عَلَیْہِ اَمْرَہٗ وَسَہِّلْ عَلَیْہِ مَا بَعْدَہٗ وَاَسْعِدْہُ بِلِقَائِکَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَیْہِ خَیْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْہُ بعد اُسکے میت کے پاؤن پھیلا دین کہ سمٹ نہ جائین اور ایک تلوار یا کچھ لوہا اُسکے پیٹ پر رکھدین کہ پھول نہ جاوے اور حاضر ہیجا رہین تو دیا اُسکے خوشبو یا جش عطر اور گلاب وغیرہ کے جب تک کہ میت کو غسل نہ دیا ہو قرآن پڑھنا اُسکے پاس مکروہ ہو بعضے علما کے نزدیک جائز نہین بیٹھنا میت کے پاس حیض ونفاس والی عورتون کا اور اُسکا کہ جنابت مین ہو اور بعضے علما کے نزدیک اسمین کچھ مضائقہ نہین میت کے اقربا اور ہمسایہ و اہل محلہ کو خبر کرنا اُسکی موت سے مستحب ہو میت کو چارپائی یا تخت پر رکھین زمین مین نہ ڈالدین چنانچہ رسم ہنود کی ہو اسلیے کہ اثر زمین کا اُسکے بدن کو کچھ تغیر نہ کرے اور زمین پر ڈالنے مین ہتک اور اہانت بھی مردے کی ہو حالانکہ تعظیم اور تکریم اُسکی حدیث شریف مین آئی ہے شتابی کرنا میت کی تجہیز و تکفین مین مستحب ہے **دوسری فصل** میت کے غسل مین میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے فرض کفایہ اُسکو کہتے ہین کہ جو بعضے لوگ ادا کرین تو سب چھوٹ جائین اور جو کوئی ادا نہ کرے تو سب گنہگار ہون جب میت کو غسل دینے کے لیے تخت پر ڈالین تو مستحب ہے کہ تین بار یا پانچ بار یا سات بار پہلے اُس تخت کو صندل اور اگر سے یا جو نمین سے میسر ہو دھونی دین تا بدبو ڈالین اور گرد اُسکے وہی دھونی رکھین اور پاؤن اُسکے قبلے کی طرف کرکے اس طور سے کہ منھ بھی قبلے کی طرف ہو جائے لنبا لٹا دین اگر جگہ میسر نہ ہو مکان تنگ ہو تو جس وضع سے کہ ہو سکے غسل دین غسل کے وقت میت کے بدن پر جو لباس ہو نکال ڈالین مگر بے ستری نہ کرین بلکہ ایک پاک کپڑا اُسکے ستر عورت پر ڈالدین حضرت پاک جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو جو خرقہ سمیت غسل دیا تھا تو یہ اُسی جناب پاک کے خواص سے تھا غیر کے لیے اُسپر قیاس نہ چاہیے کہ یہ مخالف افعال اور اقوال حضرت کے ہو غسل کا پانی خطمی عراقی یا بیر کی پتی یا صابون یا سجی ڈالکر گرم کرین اگر کوئی چیز ان مین سے میسر نہ ہو سکے تو فقط گرم پانی بھی کافی ہے غسل دینے والا پہلے اُسکے استنجے کی جگہ

سے کلوخ یا پتھر سے نجاست دور کرکے پھر کپڑے کی تھیلی ہاتھ میں پہن کے استنجا میت کا کرے پھر اس
تھیلی کو دور کرکے پھر ہاتھ دھوکر اپنی انگلی پر کپڑا لپیٹ کر دانت اور ہونٹ میت کے مل دے اور دونوں نتھنوں
میں پھیر دے یہی کافی ہے منھ اور ناک میں میت کے پانی نہ ڈالے اگر خوف اندر چلے جانے کا ہے کیونکہ
میت زندہ کی طرح سے منھ اور ناک سے پانی نہیں نکال سکتا پھر سب باقی وضو پورا کرا دے وضو سے
پہلے پہونچوں تک ہاتھ میت کے نہ دھوئے کہ یہ سنت زندہ کے واسطے ہے میت کے لیے ہاتھ دھونا غسل
دینے والوں کا کافی ہے پھر ڈاڑھی اور سر کے بال اگر ہوں تو خطمی عراقی سے دھوئے اگر یہ میسر نہ ہو تو صابون
وغیرہ سے دھوئے بعد اسکے میت کو بائیں کروٹ پر لٹا دے داہنی طرف تین مرتبہ پانی سر سے پاؤں
تک ڈالے کہ بائیں طرف جو تخت سے لگی ہوئی ہے وہاں تک پہونچ جائے یہ پہلا غسل ہوا پانی ڈالنے میں سر سے
شروع کرے سب بدن میت کا ہاتھ سے ملے مگر ستر کی جگہ تھیلی ہاتھ میں پہن کر کپڑا لپیٹ کر خالی ہاتھ سے ستر کی
جگہ نہ ملے کہ ہاتھ لگانا اور دیکھنا ستر کی جگہ کا مردے کی روا نہیں ہے جیسے کہ زندے کی پھر میت کو داہنی
کروٹ پر لٹا کے بائیں طرف سر سے پاؤں تک تین مرتبہ پانی بہا دے اور اسی طور سے اسکا بدن ملے
کہ سابق معلوم ہوا یہ دوسرا غسل ہوا ان دونوں مرتبہ وہ پانی ہو کہ بیری کی پتی وغیرہ ڈال کر جوش
کیا گیا ہو پھر اسوقت میت کی پشت کو غسل دینے والا اپنے گھٹنوں اور ہاتھوں یا سینے سے غرض
جسطرح سے ہو سکے تکیہ لگا کر اسکو بٹھائے اور پیٹ اسکا آہستہ آہستہ نیچے کو ملے اگر اسکے پیٹ سے کچھ
نکلے تو اسے دھو ڈالے اعادہ غسل و وضو کا نہ کرے پھر میت کو بائیں کروٹ پر لٹا کے داہنی طرف
سر سے پاؤں تک تین مرتبہ پانی بہا دے اس مرتبے کے پانی میں چاہیے کہ تھوڑا سا کافور ملا ہو
اور بیری کی پتی وغیرہ اسمیں نہو اور جوش بھی نہ کیا ہو یہ تیسرا غسل ہوا اس بیان سے یہ معلوم ہوا کہ غسل
میں تین بار پانی ڈالنا سنت ہے اگر پانی ڈالنا تین بار سے کم یا زیادہ ہو تو بھی غسل ہو جائیگا اسلیے کہ
واجب ایک ہی مرتبہ ہے پھر اسکے تمام بدن کو کپڑے سے پونچھ ڈالے اگر بعد اسکے بھی کچھ اسکے بدن سے
خارج ہو تو اسکو بھی دھو ڈالے اعادہ غسل کا نہ کرے اگر سر کے بال اور ڈاڑھی ہو تو اسپر حنوط لگائیں حنوط اس
خوشبو کو کہتے ہیں کہ چند خوشبوئیں مثل عطر اور گلاب اور صندل وغیرہ کے ایک جگہ جمع کرتے ہیں اور یہ مشہور ہے

زعفران اور ورس داخل کرنا حنوط مین مرد کے واسطے مکروہ ہو اور عورت کے لئے جائز ہو مشک ڈالنا حنوط
مین اور ورس نام ہو ایک قسم کی گھانس کا کہ سرزمین یمن مین پیدا ہوتی ہو اور بعضے محققین نے لکھا ہو
کہ ورس ٹن کو کہتے ہین کہ ہندوستان مین مشہور درخت ہو میت کی دونون ہتھیلیون اور تلوون پہ
اور ماتھے اور ناک پہ اور دونون گھٹنون پہ کہ یہ اعضا سجدے کے ہین کافور لگائین اور حنوط اسکے کفن پہ
بھی لگائین اور مردے کے منھ ناک کانون مین روئی رکھدین تو مضائقہ نہین روئی رکھنا میت کی
جاے ضرور اور پیشاب کی جگہ مکروہ ہو ختنہ کرنا میت کا اور بال اور ناخن کاٹنے اسکے جائز نہین لیکن
جو ناخن ٹوٹ گیا ہو تو اسکا کاٹنا درست ہو اگر خاوند جورو کو غسل دے تو جائز نہین اور جورو خاوند کو
غسل دے تو درست ہو بشرطیکہ اسکو کوئی طلاق نہ دی ہو یا طلاق رجعی دی ہو لیکن وہ غسل دینے کے
وقت عدت مین ہو اگر عدت اسکی قبل غسل دینے کے تمام ہوچکی یا وہ مطلقہ تھی طلاق بائن کرکے یا
خاوند کے مرنے کے بعد پہلے غسل دینے سے مرتد ہو کر مسلمان ہوگئی یا ہاتھ لگایا خاوند کے باپ یا بیٹے کو
شہوت سے یا بوسہ لیا انکا شہوت سے تو ان سب صورتون مین عورت کو غسل دینا خاوند کا درست نہین بہتر
یہ ہو کہ غسل میت کو وہ دے کہ جسکے ساتھ میت کو قرابت زیادہ ہو اگر میت کے اقربا مین کوئی غسل کے
احکام نہ جانتا ہو تو وہ شخص غسل دے کہ متقی پرہیزگارون مین ہو اور احکام غسل کے بھی جانتا ہو
نہلانے والا میت کے بدن پر اتفاقاً جو کچھ مکروہ یا بری چیز دیکھے تو اسکا اظہار نہ کرے بشرطیکہ قبل موت
کے وہ چیز اسمین ہو اور اگر مرتے وقت بعد موت کے وہ پیدا ہو جیسے کالا منھ ہوجانا یا شکل اسکے اور کچھ
عیاذاً باللہ اور وہ میت فسق و فجور مین مشہور ہو اسکے اظہار مین کچھ باک نہین ہے تاکہ اور آدمیون کو
اس سے عبرت ہو اگر میت کے چہرے پہ نور یا مسکرانا اسکے لبون سے دیکھے یا مثل اسکے اور نیکیان
سے تو انکا اظہار کرنا بہتر ہے تاکہ اور آدمیون کو نیک عمل پر رغبت ہو اگر میت پانی کا ڈوبا ہوا
ملے اور بدن اسکا گل سڑ گیا ہو تو اسکا غسل مسلمانو پر واجب ہے پس اگر غسل کی نیت سے تین
غوطے دیکر پانی سے نکال لیا جاوے تو اسکے غسل کے لیے کفایت کرتا ہے لڑکیان لڑکے اگر
مراہق ہون یعنی حد شہوت کو پہنچے ہون تو جائز ہے کہ غسل انکو خواہ مرد دین خواہ عورتین خنثی مشکل
یعنے وہ کوئی کہ جس مین مرد اور عورت کے پہچاننے کی نشانیان جمع ہون اور غلبہ کسی جانب کا معلوم
نہ ہو اگر مراہق ہوچکا ہو تو تیمم کرایا جائے والا حکم اسکا مثل چھوٹے لڑکون کے ہے اگر عورت مرجائے

مردون مین اور وہان کوئی دوسری عورت نہلانے والی اُسکی نہ ملے یا مرد مرجائے عورتون مین اور
وہان کوئی مرد دوسرا نہلانے والا اُسکا نہ ملے تو جو اُسکا محرم ہو وہ اپنے ہاتھ سے اُسکا تیمم کردے
اگر محرم کوئی نہو تو اجنبی اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر تیمم کردے پھر نماز جنازے کی پڑھے میت کے غسل مین
نیت شرط ہے لیکن واسطے ساقط ہونے فرضیت غسل کے مسلمانون سے نہ واسطے میت کی طہارت
کے چنانچہ اگر نماز جنازے کی غریق پر پڑھین بدون اعادہ غسل کے تو جائز ہے

تیسری فصل

میت کی کفنانے مین کفن دینا میت کو فرض کفایہ ہے کفن سنت مردون کے لیئے تین کپڑے ہین ازار لفافہ
قمیص کفن کفایت دو کپڑے ہین ازار لفافہ کفن ضرورت کم اس سے ہے لیکن اس قدر ہو کہ سب بدن
میت کا اُسمین چھپ جائے ازار اور لفافہ نام ہے اُن چادرون کا کہ اُن دونون کو کفنانے کے وقت
نیچے اور اوپر ڈالکر قمیص اُنپر بچھاتے ہین جس چادر کو اول بچھاتے ہین اُسکو لفافہ کہتے ہین اور
اس چادر پر جو دوسری چادر بچھاتے ہین اُسکو ازار کہتے ہین ہر ایک چادر اتنی ہو کہ مردہ تمام سر پائون
سے اُسمین چھپ جائے اور ہر ایک چوڑی اسقدر ہو کہ مردے کو جو اُسپر لٹا وین تو دونون کنارے
اُس کے داہنے بائین طرفون کے آپس مین نیچے اوپر آجائین قمیص اُس کفنی کو کہتے
ہین کہ جس مین کلیان اور آستینین وغیرہ نہون کفن سنت عورت کے لیے پانچ کپڑے
ہین درع خمار لفافہ ازار خرقہ اور کفن کفایہ تین ہین لفافہ ازار خمار کم اس سے مکروہ ہے
اور کفن ضرورت اس سے کم ہے لیکن اسقدر ہو کہ سب بدن میت کا اُس مین چھپ جائے
درع اور قمیص مین اسقدر فرق ہے کہ قمیص اُسکو کہتے ہین کہ جسکو مرد پہنتے ہین اور درع اُسکو
کہتے ہین کہ جسکو عورتین پہنتی ہین درع سینے کے اوپر چاک کرتے ہین قمیص مونڈھون کے
اوپر پھر کفنانے کے وقت بھی درع اور قمیص مین ایسا ہی چاک کرنا چاہیے درع اور قمیص جو زندگی کے
وقت نام تھا ان لباسون کا بعینہ یہی نام رہا انکا بعد موت کے بھی اگرچہ قطع وضع اُنکی مخالف
ہے زندگی کے وقت سے خمار اوڑھنی کو کہتے ہین خرقہ سینہ بند کو کہتے ہین قمیص اور درع کا طول
کاندھون سے ٹخنون تک چاہیے اور عرض اسقدر ہو کہ مردہ اُس مین چھپ جائے درازی
خرقے کی تین ہاتھ ہے عرض اُسکا بغلون سے گھٹنون کے نیچے تک اسقدر کہ گھٹنے اُسمین چھپ جائین

[illegible]

طول خمار کا ڈیڑہ ہاتھ ہی عرض اُسکا ایک بالشت ہی بعضون نے لکھا ہی کہ ایک بالشت مین سر عورت کا نہین چھپ
سکتا ہی اگر ڈیڑہ بالشت اُسکا عرض کرین تو بہتر ہی چنانچہ مفتاح الصلاۃ مین مذکور ہی مرد کے کفنانے کا یہ طور
ہی کہ اول لفافہ کسی پاک چیز پر بچھائین مثلاً دری یا چارپائی یا تخت پر پھر دھونی صندل یا اگر کی اسکو دیکے
خوشبو اُسپر چھڑکین پھر لفافے پر ازار بچھائین پھر اُسپر بھی دھونی دیکے خوشبو چھڑکین بعد اُسکے آدھی
کفنی ازار پر بچھائین اور آدھی میت کے سر کی طرف رہنے دین پھر اُسکو دھونی دیکے خوشبو
چھڑکین یہ معلوم ہو چکا ہی کہ دھونی صندل یا اگر کی چاہیے پھر مردے کو پاک کپڑے سے پونچھ ڈالین
پھر حنوط سر اور داڑھی پر اور کافور سجدے کے ساتون اعضا پر لگا کر غسل کی جگھ سے مواضع ستر کے
چھپائے ہوئے کفنی پر لاکے رکھین پھر کفنی کے چاک مین سر اُسکا ڈال کے کفنی پہنائین اور وہ آدھی
کفنی کہ سر کی جانب مین بچھی ہوئی تھی اُسکو مردے پر پھیلا دین پھر پہلے ازار کو بائین طرف سے
اُسپر لپیٹین پھر داہنی طرف سے لپیٹین تاکہ داہنا کنارہ بائین کنارے کے اوپر آجائے پھر اُسی
طور سے لفافہ اُسپر لپیٹین پھر کفن کی دونون طرفین سر اور پاؤن کی جانب کی باندھ دین تاکہ
اُڑنے کھلنے کا خوف نہ رہے محیط مین لکھا ہے کہ کفنی کو بعد پہنانے کے نہ سین لیکن تمرتاشی والے
نے لکھا ہے کہ امام حلوائی نے فرمایا ہے کہ صحیح یہی بات ہی کہ کفنی کو بعد پہنانے کے سی دین عورت
کے کفنانے کا یہ طور ہے کہ اول خرقہ یعنی سینہ بند ایک پاک چیز پر (چنانچہ معلوم ہوا) بچھا دین پھر اُسپر
لفافہ لفافے پر ازار ازار پر درع یعنے کفنی پھر ہر ایک کو دھونی دے لین اور خوشبو اُسپر چھڑک لین
جس طور سے کہ مرد کے کفنانے مین معلوم ہوا ہے بعد اسکے عورت کا بدن پونچھ کے حنوط اُسکے سر پر
اور کافور سجدے کے ساتون اعضا پر لگا کر بدن اُسکا چھپائے ہوئے غسل کی جگھ سے
لا کے کفنی پر لٹا دین بعد اُسکے کفنی پہنا دین پھر سر کے بال اُسکے دو حصے کر کے سینے پر کفنی کے
اوپر رکھین اور خمار یعنے اوڑھنی اُسکے سر پر کھلی ہوئی اُڑھا کر دونون حصے اُسکے بالون کے
اوڑھنی کی دونون طرفون مین چھپائین پھر خمار کے اوپر ازار ازار کے اوپر لفافہ لپیٹین
جس طور سے کہ مرد کے کفن مین بیان ہوا بعد اُسکے خرقہ سینے کے اوپر بغلون سے نکال کر
گھٹنون کے نیچے تک لپیٹین اُس وضع سے جو بیان ہوا ہے پہلے بائین طرف سے داہنی طرف لائین پھر
داہنی طرف سے بائین طرف پھر کنارے اور کمر کی جگھ کو باندھ دین تاکہ ستر محفوظ رہے جوہرۃ النیرہ

مین لکھا ہے ظاہر مذہب یہ ہے کہ خرقے کو درمیان لفافے اور ازار کے رکھین کنیزک کا کفن حکم مین مثل بی بی کے ہے خنثیٰ مشکل مثل عورت کے ہے مراہق مثل بالغ کے ہے محرم مثل حلال کے ہے صغیر السن لڑکے کے لیے کفن ایک کپڑے تک بھی جائز ہے اور لڑکی کے لیے دو تک اگر انکو بھی موافق بالغون کے کفن دیا جائے تو بہتر ہے اگر بچہ پیٹ سے مرا پیدا ہوا لڑکی ہو یا لڑکا ہو تو اُسکو ایک پاک کپڑے مین لپیٹ کر دفن کر دیوے اُسکو زندے کے مانند کفن نہ دین جیسے کہ ہاتھ پاؤن زندی کے جو کٹ جائین تو نہ کفنائے جائین بلکہ ایک پاک کپڑے مین لپیٹ کر دفن کر دیے جائین نیا پُرانا کپڑا کفن مین برابر ہے مگر پُرانے کو دھولین چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے صحیح بخاری مین روایت ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مرض موت دیکھکر اُس کپڑے کی طرف جو اُنکے بدن مبارک مین تھا فرمایا کہ اس کپڑے کو دھو کر دو کپڑے اسپر زیادہ کر کے مجھے کفنائیو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ کپڑا پُرانا ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نئے کے لیے زندے مستحق زیادہ ہین میت پُرانے ہی کے لیے مستحق ہے سفید کپڑے کا کفن بنانا مستحب ہے چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ لباس بناؤ تم اپنا سفید کپڑے کا کہ یہ تمھارے بہتر لباسون مین ہے اور اُسمین کفناؤ اپنے مردون کو روئی اور چھال کے کپڑے کا کفن دینا درست ہے مردون کے لیے ریشمی اور زرد اور سُرخ کپڑے کا کفن مکروہ ہے جیسے کہ اُسکو زندگی مین انکا پہننا مکروہ ہے عورت کے لیے یہ سب درست ہے جیسے کہ اُسکو زندگی مین انکا پہننا درست ہے اگر سوا اُن کپڑون کے کہ مرد کے لیے مکروہ ہین نہ ملے تو اُسکے واسطے ایک کپڑے سے زیادہ کفن نہ بنا دین چاہیے کہ مرد کا کفن ویسے کپڑے کا بنا دین کہ پہنتا ہو جمعے اور عیدین اور عورت کا ویسے کپڑے کا کہ پہنتی ہو ماں باپ کے گھر جانے مین مرد کا کفن اُسی کے مال سے دینا چاہیے اگر مال ہو اور اگر مال اُسکا نہو تو اُسپر دینا واجب ہے کہ جسپر زندگی مین اُسکا نفقہ واجب ہوتا ہے جورو اگر غنی نہو تو کفن اُسکا خاوند پر واجب ہے ورنہ اُسکے مال مین سے دین اور نزدیک امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے اگرچہ مال عورت کا نہ ہو تو بھی خاوند ہی کفن دے جیسے کہ زندگی مین اُسکو لباس دیتا ہے **فصل چوتھی** جنازے کی نماز مین نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کا اس پر

[illegible]

اجماع ہے کہ نماز جنازے کی فرض کفایہ ہے پس اگر کوئی شخص اس سے انکار کرے تو کافر ہو جائیگا اور اگر ایک مسلمان نے بھی نماز پڑھ لی تو سب چھوٹ جائینگے ہر فرض کفایہ کا یہی حکم ہے جیسے کہ غسل میت کی تفصیل مین معلوم ہوا اس نماز کی صحت کے واسطے نو شرطین ہین پہلی شرط مسلمان ہونا نماز پڑھنے والے امام اور مقتدی کا پس اگر کافر یا مرتد نے کسی میت کے جنازے کی نماز پڑھی بدون اور مسلمانون کے یا امام ہو مرتد یا کافر اور مقتدی مسلمان ہون تو نماز درست نہو گی یا اگر کسی مردے کافر اور منافق پر مسلمان لوگ نماز جنازے کی پڑھین تو یہ بھی جائز نہین دوسری شرط میت اور مصلی کا بدن پاک ہونا ہے جنابت اور بے وضو ہونے سے اور جمیع ناپاک چیزون سے اگر نماز جنازے کی جماعت سے پڑھین تو فقط امام اور میت کی طہارت شرط ہے اسلیے کہ ایک مسلمان اگر نماز جنازے کی پڑھ لے گا تو سب مسلمان چھوٹ جائینگے اس فرض سے مگر جو مقتدی کہ بے طہارت نماز پڑھے گا تو اُسکی نماز نہو گی تیسری شرط میت اور مصلی کا لباس پاک ہونا ہے چوتھی شرط میت اور نمازی کا مکان پاک ہونا ہے مگر میت کے مکان طہارت مین اختلاف ہے پانچوین شرط ستر عورت میت اور ستر عورت مصلی کا مردون کے لیے چھپانا بدن کا ہے ناف سے گھٹنون تک لیکن ناف خارج ہے اور گھٹنے داخل ہین اور عورتون کے لیے تمام بدن کا چھپانا مگر چہرہ اور دونون ہتھیلیان اور دونون قدم کہ یہ تینون اعضا موافق صحیح روایت کی اُنکے حق مین عورت نہین ہین باقی اسکی تفصیل بڑی کتابون مین مذکور ہے اس جگہ بقدر ضرورت کے بیان ہوا چھٹی شرط رکھنا میت کا زمین یا اُس چیز پر کہ شرع مین مثل زمین کے ہو روبرو مصلی کے پس اگر جنازہ مثلاً گھوڑے ٹٹو پر ہو پیچھے یا داہنی یا بائین طرف مصلی کے یا غائب اس سے تو نماز جنازے کی درست نہ ہو گی ساتوین شرط بالغ ہونا امام کا آٹھوین شرط کھڑا ہونا مصلی کا روبقبلہ ہو کر نوین شرط نیت کرنی مصلی کی نماز کی خاص واسطے اللہ تعالےٰ کے اور دعا واسطے میت کے اس طور سے مصلی امام کہے نیت کی مین نے جو ادا کرون چار تکبیرین نماز جنازے کی واسطے اللہ تعالےٰ اور دعا واسطے اس میت کے منھ میرا قبلے کی طرف اگر مصلی مقتدی ہو تو کہے نیت کی مین نے جو ادا کرون چار تکبیرین نماز جنازے کی واسطے اللہ تعالےٰ کے اور دعا واسطے اس میت کے اس امام کے پیچھے مُنھ میرا قبلے کی طرف پھر نیت کے بعد متصل تکبیر اُولے کہے یعنی اللہ اکبر جنازے کی نماز مین دو رُکن ہین چار تکبیرین کہنا یعنے ابتدا می نماز کے اللہ اکبر کہے پھر بعد ثنا کے اللہ اکبر کہے پھر بعد درود کے اللہ اکبر کہے پھر بعد دعا کے اللہ اکبر

کے اور نماز مین کھڑا ہونا بعضے علما نے کہا ہے کہ تکبیر اولی شرط ہے رکن تین ہی تکبیرین ہین سنتین اس نماز مین
تین ہین تکبیر اولی کے بعد ثنا پڑھنا یعنے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى
جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ دوسری تکبیر کے بعد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود
پڑھنا جو درود یاد ہو مثلاً اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى
اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ تیسری تکبیر کے بعد دعا پڑھنا مثلاً اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا
وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ
عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ وَخُصَّ هٰذَا الْمَيِّتَ بِالرَّوْحِ وَالرَّاحَةِ
وَالْمَغْفِرَةِ وَالرِّضْوَانِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهٖ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ
وَلَقِّهِ الْاَمْنَ وَالْبُشْرٰى وَالْكَرَامَةَ وَالزُّلْفٰى بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اس نماز مین کوئی
دعا مقرر نہین ہے جو دعا یاد ہو سو پڑھے لیکن جو دعا کہ حدیث مین منقول ہو اسکا پڑھنا اولے ہے
اگر میت غیر مکلف ہو کہ اسپر تکلیف عبادت کی خدا کی طرف سے نہین یعنے مجنون اصلی یا نابالغ ہو
پس اگر لڑکا ہو یا مجنون مرد ہو تو یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا

وَذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝ اگر لڑکی ہو یا عورت مجنون ہو تو یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۝ پھر دعا پڑھنے کے بعد چوتھی تکبیر کہکے داہنی طرف مُنھ پھیر کر سلام کرے اور سلام مین یہ پڑھے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ پھر ایسے ہی بائین طرف کو فتح القدیر مین یہ لکھا ہو سلام مین نیت میت اور مقتدیون کی کرین قاضی خان وغیرہ نے کہا ہے سلام مین میت کی نیت کرنا منع ہو پہلی تکبیر مین ہاتھ اُٹھانا کانون تک ہے باقی تکبیرون مین ہاتھ اُٹھانا موافق مذہب مختار کے درست نہین ہو امام چارون تکبیرین بلند آواز سے کہے اور مقتدی آہستہ کہین جیسے نماز پنجگانہ مین اور سلام داہنی طرف کا بلند آواز سے کہے جنازے کے سینے کے برابر کھڑا ہونا امام کا مستحب ہو میت عورت ہو یا مرد اگر مصلی فقط ایک ہی ہو تو وہ بھی سینے ہی کے برابر کھڑا ہووے تین صفین کرنا اس نماز مین مستحب ہو یہان تک کہ اگر سات آدمی ہون تو ایک امام ہو تین شخص اسکے پیچھے کھڑے ہون اور دو شخص انکے پیچھے اور ایک سب کے پیچھے تا کہ تین صفین بنجائین اسواسطے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے جس شخص پر تین صف آدمیون نے نماز پڑھی تو اللہ تعالی اُسکو بخشدیگا اس نماز کی سب صفون سے پچھلی صف مین ثواب زیادہ ہے بخلاف نماز پنجگانہ کے کہ اُسمین پہلی صف مین ثواب زیادہ ہے اگر ایک شخص حاضر ہوا اور بعضی تکبیرین ہو چکی ہین تو نماز مین داخل نہووے جب تک کہ امام تکبیر نہ کہے پس جب امام کہے تو یہ امام کے ساتھ تکبیر کہکر داخل ہو جاوے بخلاف اُس شخص کے جو حاضر تھا پہلی تکبیر کے وقت اور اُسکو کچھ دیر ہو گئی اور امام کے ساتھ تکبیر نہ کہہ سکا تو وہ دیر نہ کرے تکبیر کہکر امام کے ساتھ شریک ہو جاوے کہ اسقدر ضرورت ہو اور ضرورتین معاف ہین ایسے ہی جو شخص کہ حاضر ہوا چار تکبیرون کے بعد تو وہ بھی دیر نہ کرے جلد تکبیر کہکر کھڑا ہو جائے پھر جب امام سلام پھیر چکے تو وہ شخص تنہا تین تکبیرین متصل بغیر دعا اور درود کے کہہ کے سلام پھیر دے پس اگر اُسکے آگے

سے میت کو اُٹھا لیا قبل پوری ہو جانے چار تکبیرون کے تو نماز اُسکی باطل ہو گئی اگر بہت جنازے
جمع ہون تو علیحدہ علیحدہ نماز پڑھنا ہر جنازے پر بہتر ہے پہلے پڑھنا اُسپر بہتر ہے کہ سب مین نیک بہت ہو
اور اگر جمع کر کے ایک ہی بار سب پر نماز پڑھین تو بھی جائز ہے پھر اُنہین اختیار ہے کہ سب جنازون کی
ایک صف بنا دین یا ہر جنازے کو برابر برابر کر کے اپنے منھ کے سامنے سب کو رکھین اس طور سے کہ
مصلی اگر ایک شخص ہو تو اُسکے منھ کے آگے سب کے سینے ہون اور اگر امام ہو تو اُسکے مُنھ کے آگے
سب کے سینے ہون لیکن اپنے نزدیک اُس جنازے کو رکھے کہ سب مین بہتر اور افضل ہو پھر اُسکے
بعد اُسکو رکھے کہ ان سب باقیون مین بہتر اور افضل ہو علیٰ ہذا القیاس اسی طور سے سب کو رکھے
اگر مرد اور عورتین اور نابالغ اور خنثیٰ مشکل اور حُر اور غلام سب جمع ہون تو سب سے پہلے مردون کو
رکھین خواہ حُر ہون خواہ غلام ہون اور بعضے کہتے ہین کہ غلام حرون کے پیچھے رکھے جائین اُنکے
بعد نابالغون کو رکھین اُنکے بعد خنثون کو یعنے ان شخصون کو کہ جن مین مرد و عورت کی پہچان کی نشانیان
جمع ہون اور غلبہ کسی جانب کا معلوم نہ ہو اُسکو خنثیٰ مشکل کہتے ہین چنانچہ معلوم ہو چکا ہے
اگر مرد کی جانب غالب ہو تو اُسکا حکم مرد کا ہے اور جو عورت کی جانب غالب ہو تو اُسکا حکم
عورت کا ہے پھر اُنکے بعد عورتون کو رکھین **پانچوین فصل** اُنکے بیان مین کہ جنکو غسل دینا اور اُنکے
جنازے کی نماز پڑھنا درست ہے یا نہین چند فریق کو غسل دینا اور اُنکے جنازے کی نماز پڑھنا درست
نہین ہے ایک باغی یعنے وہ لوگ کہ اپنے وقت کے بادشاہ اسلام کے حکم سے پھر گئے ہون دوسرے
قزاق یعنی وہ لوگ کہ راستہ لوٹتے ہین تیسرے وہ لوگ کہ رات کو ہتھیار باندھ کر شہر مین چوری کرتے
ہین اور اگر کوئی مزاحمت کرے تو اُسکو مار ڈالنے مین دریغ نہین کرتے ہین چوتھے ٹھگ یعنے وہ
لوگ کہ فریب دیکے پھانسی سے مار ڈالتے ہین بشرطیکہ یہ سب مسلمانون کے ہاتھ سے لڑائی مین
مارے جائین اور جو اگر امام وقت کا انکو گرفتار کرے بعد اُسکے قتل کرے تو اُن کو غسل بھی دیا جاے
اور نماز جنازے کی بھی پڑھی جائے پانچوین قاتل والدین کا یعنے وہ شخص کہ اُس نے اپنے
دونون مان باپ کو مار ڈالا ہو یا ایک کو شہید کو غسل نہین دیتے ہین حکم اُسکا نوین فصل مین
انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہوگا اگر میت کو دفن کر دیا اور نماز جنازے کی نہین پڑھی تو اُسکی قبر پر پڑھین
جب تک کہ اُسکے پیٹ پھٹنے کا گمان غالب نہو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ پیٹ پھٹنے کا شک

ہوگیا ہو تو بھی نہ پڑھین اعضا پر نماز پڑھنا درست نہین ہے یعنے اگر ہاتھ یا پانون یا اور کچھ عضو بدن سے
جدا ہو تو نماز اوسپر نہ پڑھین جب تک کہ اکثر بدن نہ ہو یا آدھا سر سمیت سر کی طرف کا اوس آدھے پر
پڑھنا درست نہین کہ سر سے برابر لنبائی مین چیرا ہوا ہو دار حرب سے جو نابالغ قید مین بغیر مان باپ
کے آگئے اور دار اسلام مین آکے مرجائے تو نماز اوسپر پڑھین اور اگر اوسکے ساتھ کوئی مان باپ
مین سے بھی پکڑا آیا لیکن اسلام نہین لایا تو اوس نابالغ پر نماز پڑھنا درست نہین اگر نابالغ خود مسلمان ہوا
بدون مان باپ کے اور وہ اسلام کو سمجھتا تھا تو اوسپر نماز پڑھین اس حکم مین لڑکا لڑکی دونون برابر
ہین کوئی پیدا ہوا اور اوسکی زندگی کی علامت پائی گئی مثلاً آواز یا حرکت پھر جلد مرگیا یا پیٹ سے اکثر زندہ
خارج ہو کے مرگیا نام اوسکا رکھین غسل اوسکو دین نماز اوسپر پڑھین جو کوئی مرا پیدا ہوا یا کچھ اعضا اوسکے
بنے ہین اور کچھ نہین تو غسل اوسکو دیکر ایک پاک کپڑے مین لپیٹ کے دفن کردین اور نماز جنازے کی
نہ پڑھین اگر مسلمانون اور کافرون کے مردے ملجاوین پس اگر کسی علامت سے مسلمان پہچانے
جاتے ہین تو مسلمانون کو جدا کرکے غسل دیکر نماز جنازے کی پڑھ کے مسلمانون کے گورستان مین
دفن کرین علامت مسلمانون کی خضاب ختنہ سیاہ لباس لبون کے بال ترشنا ہے اگر ان علامتون
مین بھی شبہہ ہوجاے چنانچہ یہود ختنہ کرتے ہین نصاری سیاہ لباس پہنتے ہین اور غازی مسلمان
بھی کبھی اپنی صورت ہیبت ناک بنانے کے لیے مونچھین بڑھا دیتے ہین اور بعضے کفار بھی
خضاب کرتے ہین پس اوس وقت مین دیکھنا چاہیے اگر مردے مسلمان کے بہت ہون تو سب کو
غسل دین اور جمع کرکے نماز جنازے کی پڑھین لیکن نیت مسلمانون کی کرین اور مسلمانونکی مقبرے
مین دفن کردین اور اگر کافر بہت ہون تو نماز کسی پر نہ پڑھین مگر نہلا کفنا کر سب کو کافرون کے مقبرے
مین دفن کرین اور غسل وکفن مین رعایت سنت کی نہ کرین اگر کافر اور مسلمان برابر ہون تو غسل
سب کو دین مگر انپر نماز پڑھنے مین اور دفن کرنے مین اختلاف ہے بعضون نے کہا ہے پڑھین اور بعضون
نے کہا ہے نہ پڑھین اور انمین سے بعضون نے کہا ہے کہ ان سب کو مسلمانون کے گورستان مین دفن
کرین اور بعضون نے کہا ہے کافرون کے گورستان مین اور بعضون نے کہا ہے کہ ان سب کے لیے ایک علیحدہ گورستان
بنائین اور قبرین سب کی برابر زمین کے کردین اگر عورت کتابیہ مثلاً یہودیہ یا نصرانیہ کسی مسلمان کے نکاح
مین تھی اور وہ اوس سے حاملہ ہو کے مرگئی تو اتفاق ہے علما کا کہ اوسپر نماز جنازے کی نہ پڑھین مگر

اُسکے دفن کرنے مین اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی کہ مسلمانون کے گورستان مین گاڑی جائے اور بعضون نے کہا ہی
کافرون کے گورستان مین اور بعضون نے کہا ہی کہ ایک علحدہ جگہ قبر بناکے گاڑی جاے اس بات مین احتیاط بہت ہے
اور بعضون نے کہا ہی کہ ایک علحدہ جگہ قبر بناکر گاڑی جائے مگر قبلے کی طرف اُسکی پیٹھ کرین تاکہ اسکے پیٹ کے
بچے کا منھ قبلے کی طرف رہی جنازے کی نماز پڑھنا مسجد مین مکروہ ہی موافق صحیح روایت کے چھٹی فصل
جنازے کی امامت مین جنازے کی نماز کا امام چاہیے کہ بادشاہ ہو اگر وہ حاضر نہو تو حاکم شہر کا اگر وہ بھی حاضر
نہو تو قاضی پھر بعد قاضی کے امام جمعے کا پھر بعد اسکے امام محلے کی مسجد کا بعد اُسکے ولی میت کا یعنی وہ مرد کہ سب
اقربا مین اُسکا زیادہ قریب ہے جیسے بیٹا پھر پوتا پھر باپ پھر دادا پھر بھائی پھر بھتیجا باقی تفصیل بڑی کتابون مین ہے
بعد ولی کے خاوند عورت کا بعد خاوند کے ہمسایہ لیکن میت کے باپ کے ہوتے چاہیے کہ بیٹا امامت نہ کرے
مگر جو باپ جاہل ہو اور بیٹا عالم تو بیٹا ہی چاہیے کہ امام ہو پھر ولی مختار ہی چاہے آپ امامت کرے چاہے
اور کسی کو اجازت دے مگر دوسرا ولی میت کا کہ اُس ولی کے ساتھ حق تقدم مین برابر ہی تو اسکو پہونچتا ہی کہ غیر کو
منع کرے اگرچہ دوسرا صغیر ہو اگر بے اذن ولی کے کسی اور نے کہ اُسکو آگے ہونیکا حق ولی سے نہ تھا نماز جنازے کی
پڑھی تو ولی کو پہونچتا ہی کہ چاہے تو اعادہ کرے اگر دفن کر دیا ہو تو اُسکی قبر پر پڑھے جب تک پیٹ پھٹنے کا گمان نہو
اگر امام بے وضو ہو تو چاہیے اپنی جگہ مقتدیون مین سے کسی کو امام کر دے تو درست ہی جیسے کہ نماز پنجگانہ مین درست
ہے اگر ولی میت کا مریض ہو یا کسی اور عارضے سے کھڑا نہو سکے اور وہی امام ہو بیٹھ کے نماز جنازے کی پڑھے
تو درست ہی فقط عورتین اگر نماز جنازے کی پڑھ لین تو فرضیت اُسکی ساقط ہو جائیگی لیکن مستحب ہی کہ وہ
بے جماعت ایک بار کی الگ الگ پڑھین اور اگر جماعت سے پڑھین تو بھی جائز ہی ساتوین فصل
جنازے کے اُٹھانے اور اُسکے ساتھ چلنے مین جنازہ لے چلنا اس وضع سے سنت ہی مردے کو
چارپائی پر یا مثل چارپائی کے جو کچھ ہو اُسپر لٹاکے اسکے چارون کونے چار مرد کندھون پر رکھکے

سے چلین مگر ضرورت کے وقت کہ اُٹھانے والے کم ہون تو جسقدر میسر ہون جائز ہی جسوقت کہ جنازہ

سے چلین تو مستحب ہی کہ اول دس دس قدم چارون طرف سے لین اُسکا طور یہ ہی کہ جسوقت جنازہ

اُٹھائین تو ایک شخص اٹھانے والون مین سے اپنے داہنے مونڈھے پر جنازے کے سرہانے داہنی طرف کو

رکھکر دس قدم گن کر چلے پھر ایسے ہی پائینتی کی داہنی طرف اپنے اُسی مونڈھے پر رکھکر دس قدم پھر بائین

کندھے پر اُسکے سرہانے کی بائین طرف رکھکر دس قدم پھر پائینتی کی بھی جانب اُسی کندھے پر رکھکر دس

قدم چلے یہ سب چالیس قدم ہوئے حدیث مین آیا ہی کہ چالیس گناہ کبیرہ عوض اُن چالیس قدمون کے

اٹھانے والے کے حق تعالیٰ بخشتا ہے اَرتھی پر جنازہ لیجانا منع ہے اسلیے کہ اس مین مشابہت ہنود کی

ہے چاہیے کہ جنازہ باری باری سے ایک دوسرا اپنے کندھے پر لیتا ہوا جہانتک مقصود ہو لیجائین جنازہ

لے چلنے مین جلد چلنا سنت ہی لیکن نہ اسقدر کہ کُداتے دوڑاتے لے چلین کہ جنازے کو حرکت اور

اضطراب پہونچے چھوٹے بچون کا جنازہ ایک شخص اپنے ہاتھون پر لیجائے پیچھے چلنا جنازے کے بہتر ہی

اور آگے چلنا بھی جائز ہے مگر بہت آگے پیچھے چلنا مکروہ ہے داہنے بائین طرف جنازے کے

نہ چلین بلکہ آگے چلین یا پیچھے قریب قریب سوار چلنا جنازے کے آگے آگے دور دور اسقدر

کہ اُسکا گرد اور غبار کسی پر نہ پڑے جائز ہے سوار ہوکر چلنا جنازے کے ساتھ مکروہ ہی جنازے کو

مونڈھون اور گردن پر ڈالکر لے چلنا مکروہ ہی جیسے جانور پر ڈالکر لیچلنا مکروہ ہی جنازہ دیکھکر جنازے

کے لیے کھڑا ہونا منع ہی مگر جو ارادہ کرے اُسکے ساتھ چلنے کا تو درست ہی ایسے ہی جو کوئی نماز

پڑھنے کی جگہہ مین ہو تو جنازہ دیکھکر نہ اُٹھے جب تک کہ اُسے زمین پر نہ رکھدین ایسے ہی جبکہ جنازہ

قبر کے پاس پہونچ چکے تو جب تک کہ جنازے کو کندھون سے زمین پر نہ رکھدین اُسکے ساتھ والے

نہ بیٹھین بغیر پڑھے جنازے کی نماز کے جنازہ چھوڑکر چلا جانا منع ہے جنازے کی نماز پڑھکر بغیر

اذن مُردے کے اقربا کے چلا جانا درست ہے مگر جس کے جانے مین اُنکو وحشت ہو تو اُسکو

رعایت کرنا مناسب ہے جنازے کے ساتھ چلنے والے اپنے دلون مین خدا کے خوف کا لحاظ کرتے ہوئے

[illegible] قاضی خان [illegible] کشف الغطا [illegible] ۱۲

اور اپنے گناہون اور موت کو یاد کرتے غمناک صورتین بناتے دلون مین گناہون سے توبہ کرتے ہوئے چلین اور دنیا کی باتین کرتے ہنستے ہوئے نہ چلین بلکہ بیشتر خاموش رہین بے ضرورت بات نہ کرین جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے کلمہ یا درود یا قرآن مجید یا کچھ اور ذکر آلہی پکار کر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جیسے کہ عادت پڑھنے کی اس زمانے کے عوام الناس مین ہے بیشتر آدمی اس مسئلے سے بیخبر اور غافل ہین علما کو چاہیے کہ عوام الناس کو باز رکھین لیکن اگر چاہین تو دل مین پڑھین عورتون کا نکلنا جنازہ کے ساتھ درست نہین ہی اگر نکلین تو منع کی جاوین اس لیے کہ جب عورتین ارادہ کرتی ہین گھر سے نکلنے کا قبرون کے لیے تو خدا کی اور فرشتون کی لعنت مین ہوتی ہین اور جبکہ نکلین تو ہر طرف سے اُنھین شیطان گھیرتے ہین جبکہ قبرون کے پاس پہونچین تو اُنپر مُردون کی روحین لعنت کرتی ہین جب وہان سے پھرتی ہین تو پھر لعنت مین خدا کی ہوتی ہین یہ مسئلہ مذکور ہے مستملی مین ماتم مین سیاہ لباس پہننا اور مُردے پر آواز کرکے رونا گریبان چاک کرنا منھ نوچنا سر منھ سینہ زانو پر طمانچے مارنا یہ سب حرام ہی مگر آنسوؤن سے رونے مین اور دل سے غم کرنے مین مضائقہ نہین اگر ماتم کرنے والیان جنازے کے ساتھ ہووین تو جس طرح سے ہوسکے باز رکھی جائین اگر وہ باز نہ رہین تو جنازے کے ساتھ والے جنازے کو نہ چھوڑ دین دل مین اُنکا ساتھ ہونا بد جانین آٹھوین فصل دفن اور قبر کے بیان مین دفن کرنا میت کا فرض کفایہ ہے بغلی قبر بنانا سُنت ہی اگر زمین کہین کی نرم ہو کہ بغلی قبر نہ بن سکے تو صندوقی قبر بھی بنانا درست ہے بغلی بنانے کا طور یہ ہے کہ لمبی میت کے برابر اور گہری ایک آدمی میانہ قد کے سینے یا تمام قد کے برابر کھودی جائے مگر قد آدم تک گہری کرنا بہتر ہے اور ایسی ہی اگر لنبائی مین بھی کچھ قدر سے میت کے قد سے زیادہ کرین تو بہتر ہے تاکہ میت کو تنگی نہووے پھر اُسمین قبلے کی طرف کی بغل مین زمین سے لگاکر اتنی ہی لنبی اور کھودی جاے اسقدر چوڑی کہ اُسمین مردہ بخوبی سما جاے اُس جگھ کو لحد کہتے ہین اُسمین مردے کو داہنے پہلو پر لٹا دین اور منھ اُسکا قبلے کی طرف کردین اور اُسکے پیچھے ایک مٹی کا تکیہ لگا دین تاکہ منھ اُسکا قبلے کی طرف سے پلٹ نہ جاے پھر کچی اینٹین یا لکڑیان وغیرہ لحد کے منھ پر رکھکر بند کردین پھر اُس مین مٹی ڈال کے قبر بنا دین صندوقی قبر بنانے کا یہ طور ہے کہ لمبی گہری جسقدر جو معلوم ہوچکی اُتنی ہی کھودی جائے لیکن چوڑی اسقدر ہو کہ اُسمین دونون

بغلون سے لگاکر کچی اینٹین چُن دین یالکڑیان یا تختے کھڑے کردین اور مُردے کے لیے اُتنی کشادہ جگہ رہے اس صندوقی قبر مین لحد نہین کرتے ہین پھر مُردے کو اُسمین رکھین بعد اُسکے اُن کچی اینٹون پر کہ چنی گئی ہین یا تختون یا لکڑیون پر کہ کھڑی کی گئی ہین غرض جو کچھ کہ ان مین سے عمل مین آیا ہو اُسپر اور تختے یا لکڑیان یا ٹَل یا اینٹین رکھکے چھت بنادین مگر اس وضع سے کہ مُردے کو سر جگہ رہے پھر اُسپر مٹی ڈال کے پوری قبر بنادین یا اس طور سے کھودی جائے کہ پہلے ایک ہاتھ بھر گہری اور مُردے کے قد کے برابر یا قدرے لمبی کھود کر اُسکے دونون طرف بغلون کے ایک ایک بالشت زمین چھوڑ کر بیچ مین سے اُتنی ہی لمبی اور اسقدر چوڑی کہ مُردہ اُسمین بخوبی سما جائے اور کھودی جائے اُسکو بھی ہندوستان مین لحد کہتے ہین اور وہ جو اُس سے اوپر رہے اُسکو صندوق کہتے ہین یہ قبر بھی گہری ایک قدآدم ہو یا سینے تک چنانچہ معلوم ہو چکا ہے اور اس صورت مین بھی اول صورت کی سی لحد نہ کرین یہ دونون قسم صندوقی کہلاتی ہین پھر اوسی مین مُردے کو لاکر رکھین پھر تختے یا لکڑیان یا ٹَل یا اینٹین جس جگہ جو ایک ایک بالشت زمین چھوڑدی تھی اُس جگہ پر رکھکے چھت بنائین پھر اُسپر مٹی ڈال کے قبر بنائین وہان بھی اس زمانے مین یہی اخیر قسم کی قبر مروج ہے اونچا کرنا قبر کا زمین سے ایک بالشت تک سنت ہے اگر قدرے زیادہ ہو تو مضائقہ نہین قبر کو مدور چوکور نہ بنائین بلکہ اوپر سے ڈھالوان مثل کوہان شتر کے ہونے[1] مُردے کو جسقدر لوگ بخوبی قبر مین اُتار سکین اُتارین اس مین کچھ عدد معین شرط نہین لیکن چاہیے کہ اُتارنے والے قوی ہون کہ اُسکو آرام اور آہستگی سے لاکر قبر مین رکھین عورت کو قبر مین اُسکے محارم اُتارین جیسے کہ بیٹا یا باپ یا بھائی اگر یہ نہون تو جو اقربا اُسکے نزدیک ہون قرابت مین وہ اُتارین یہان تک کہ قریب کے ہوتے بعید نہ اُتارے مگر جب ضرورت ہو تو بعید کے اُتارنے مین بھی مضائقہ نہین علی ہذا القیاس جب تک کہ اقربا ہون تو اجنبی نہ اُتارین اگر اُسکے اپنون مین کوئی نہو تو ہمسایون مین سے دیندار لوگ متقی بڈھے اُتارین اگر یہ بھی نہ ہون تو جوانان صلحا دیندار

له کشف الغطا ۱۲ میں لکھا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible] نے اتارا تھا حضرت علی اور عباس [illegible] دونون [illegible] فضل [illegible] رضی اللہ [illegible] ۱۲

پرہیزگار اُتارین میت کے اُتارنے کے واسطے عورتون کو قبر مین نہ آنے دین اسلیے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے عورتون اور کافرون کا قبر مین داخل ہونا منع فرمایا ہی جب میت کو قبر مین رکھین تو یہ
پڑھین بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ جب میت کو قبر مین
رکھ چکین تو گرہین کفن کی کھولدین منھ دکھانا میت کا قبر مین جائز ہی جب تختے رکھ چکین تو تختون پر تین
لپ بھر بھر کر سرہانے سے مٹی ڈالنا مستحب ہی اول بار کی مٹی ڈالنے مین یہ پڑھنا چاہیے مِنْهَا
خَلَقْنٰكُمْ دوسری بار کی مٹی ڈالنے مین یہ پڑھے وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ تیسری بار مین یہ پڑھے وَمِنْهَا
نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى قبلے کی طرف سے قبر مین داخل کرنا مردے کا مستحب ہے مُردے کے نیچے چادر
یا کچھ کپڑا بچھانا قبر مین مکروہ ہے اگر کہین کی زمین بہت نرم یا ریتیلی ہو کہ قبر نہ بن سکے تو میت کو تابوت
مین رکھکر گاڑنا درست ہی خواہ تابوت لوہے کا ہو یا پتھر یا لکڑی کا پس اگر تابوت مین گاڑین تو سنت ہے
کہ اُسمین مٹی کا فرش کرین اور اندر کی طرف بھی مٹی سے لیس دین دفن کرنے کے بعد پانی چھڑکنا
قبر پر مستحب ہے طور اُسکا یہ ہی کہ پہلے سرہانے سے پائینتی تک قبلے کی جانب تین بار چھڑکا جائے
پھر اُسی طور دوسری جانب کو جتنی مٹی قبر کی ہو اُتنی ہی اُسپر ڈالے زیادہ اور کم کرنا اس سے مکروہ ہی
مگر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہی کہ اگر کچھ قدرے زیادہ ہو جائے تو بھی مضائقہ نہین
دفن کے وقت عورت کی قبر پر پردہ کرنا مستحب ہی اور مرد کی قبر پر نہین جائز تختے رکھنا عورت کی
قبر پر سر کی طرف سے مستحب ہی اور مرد کی قبر پر پاؤن کی طرف سے اگر تختے رکھنے مین سوراخ باقی رہ
جائین تو بند کرنا انکا مستحب ہے تاکہ مٹی مردے پر نہ گرے کچی اینٹین یا نلون کے سینٹھے لحد کے
منھ پر رکھنا مستحب ہی اور بوریا رکھنے مین اختلاف ہی بعضون نے کہا مکروہ ہی اور بعضون نے کہا
درست ہی پکی اینٹین یا مضبوط لکڑیان لحد کے منھ پر رکھنا مکروہ ہے بشرطیکہ متصل میت کے ہون
اور گرد متصل بھی رکھنا انکا مکروہ ہی مگر جو کہین کی زمین بہت نرم ہو یا درندون سے خوف و خطر ہو تو محافظت
کے لیے میت سے ذرا فرق سے رکھنا درست ہی جیسے میت کے اوپر انکا رکھنا درست ہی دفن کرنا

[illegible]

میت کا رات مین مکروہ نہین ہی لیکن دن مین بہتر ہے میت کا گاڑنا اُس گورستان مین بہتر ہے کہ
جسمین علما اور صلحا اور بزرگ مدفون ہون جب میت کو دفن کر چکین تو مستحب ہی کہ تھوڑی دیر تک
وہان قرآن مجید اور دعا درود بیٹھے پڑھتے رہین اور پڑھنے کا ثواب اُسکی روح کو بخشین اور اُسکے
حق مین مغفرت اور ثابت قدم رہنا سوال وجواب مین خدا سے درخواست کرتے رہین اتنا بیٹھے
رہین کہ جتنی دیر مین ایک اونٹ ذبح اور تقسیم کیا جاتا ہے بعد اُسکے وہان سے اُٹھ آئین اس طور سے کام
اور فعل نبی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا حدیث صحیح مین منقول ہے اور یہ
سوال وجواب کے وقت میت کے لیے موجب استیناس کا اور باعث دفع وحشت اور دہشت کا
بھی ہوتا ہی چنانچہ صحیح مسلم مین بعضے اصحابون سے منقول ہے پس اس سے معلوم ہوا وہ جو بعضے
دیار کی اس زمانے مین رسم ہے کہ میت کو دفن کر کے چالیس قدم سب چلے جاتے ہین پھر وہان سے
لوٹ کر قبر پر آکر فاتحہ پڑھتے ہین بدعت مخالف سنت کے اور محض بدخواہی میت کی ہی اس مسئلے
کو یاد رکھنا چاہیے جو قبر ڈھے جائے تو اُسکا درست کرنا جائز ہے مگر ویسے ہی چھوڑ دینا بہتر ہے کہ
مومن کی ڈھئی ہوئی قبر پر خدا کی رحمت بہت ہوتی ہی قبر کی گچکاری کرنا اور مٹی سے لیپنا اور اُسپر
لکھنا اور عمارت بنانا موافق حدیث شریف کے اور نزدیک محققین فقہا کے بھی یہ سب مکروہ ہی
لیکن بعضی معتبر کتابون مین لکھا ہی کہ سوا ے گچکاری کے پچھلی تینون باتین درست ہین واللہ اعلم
بالصواب نوین **فصل** شہید کے احکام مین جو مسلمان عاقل بالغ پاک ناحق مارا جاؤ اس طور سے
کہ اُسکے مرنے مین قصاص واجب ہو اگرچہ کسی جہت سے پھر ساقط ہو جائے چنانچہ بیٹے کو باپ نے
مار ڈالا تو باپ پر قصاص بسبب حق اُبوت کے ساقط ہو گیا یا مثل اُسکے اور کوئی صورت ہو اور وہ
مرتث بھی نہ ہوا ہو مرتث کے معنے انشاء اللہ تعالیٰ معلوم ہو جائینگے یا اُسکو کسی طور سے باغیون یا
حربیون یا رہزنون نے مار ڈالا ہو یا پائی گئی میت ان سب کی لڑائی مین اور اُس مین کوئی قتل

کی نشانی موجود ہی اگرچہ نکلنا خون کا ہو آنکھ اور کان سے یا تازی خون کا نکلنا حلق سے تو ان سب کو
شہید کامل کہتے ہین برخلاف اُسکے کہ خون جما ہوا حلق سے آتا ہو یا خون نکلنا ناک سے یا جاے ضرور
یا پیشاب کی جگھ سے حکم شہید کامل کا یہ ہی کہ ہتھیار اور موزے اور جو چیز کہ قابل کفن کے نہو اُسکے بدن
سے دور کرین اور بغیر غسل کے ویسے ہی خون آلودہ کپڑون سمیت نماز جنازی کی پڑھکر دفن کردین بشرطیکہ
کپڑے اُسکے موافق کفن سنت کے ہون یعنے مرد کے لیے تین کپڑے عورت کے لیے پانچ کپڑے چنانچہ
معلوم ہوچکا ہی پس اگر کفن مسنون سے کپڑے زیادہ ہون تو کم کردین اور جو کم ہون تو زیادہ کردین
تاکہ موافق کفن مسنون کے ہوجائین عاقل بالغ پاک ہونا شہید کامل کے حکم ہین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے
نزدیک شرط ہی پس صغیر مجنون حائض نفسا جنب اگر شہید ہوجائین تو انکو غسل اور کفن دیا جائیگا صاحبین
رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک یہ شرطین نہین ہین تو اُنکے نزدیک ان سب کو بھی غسل اور کفن نہ دیا چاہیے
بلکہ حکم انکا حکم شہید کامل کا ہو اگر باپ نے بیٹے کو مار ڈالا یا کسی اجنبی نے قتل کیا اور باپ نے قصاص
اُسکا معاف بخشدیا یا خونبہا لے کے تو بھی حکم شہید کامل کا جاری ہوگا اگرچہ قصاص لیا گیا جو مسلمان
کہ مقتول پایا گیا شہر مین یا دیہات مین ایسی جگھ کہ وہان کے مقتول پائے جاتے ہین دیت واجب ہوتی
ہے جیسے جامع مسجد یا شارع عام یعنے راہ سب خاص وعام کی یا مارا گیا حد یا قصاص یا تعزیر مین یا
کسی درندہ نے بھاڑ ڈالا یا زخمی ہوکر مرتث ہوا یعنی لڑائی ہوچکنے کے بعد اسقدر جیا کہ اُسنے کچھ کھایا
یا پیا یا سویا یا معالجہ کیا اگرچہ تھوڑا ہو یا کچھ دنیا کی وصیت یا خرید وفروخت کی بابت باتین کین یا وہانسے
خیمے مین اٹھا آیا یا اُٹھایا گیا لڑائی مین سے اور اُسکو ہوش وحواس تھا پھر راہ مین مرگیا
یا خیمے تک پہونچکر یا ایک مکان سے اُٹھکر دوسرے مکان کو چلا گیا اور گھوڑے ٹٹو وغیرہ سے
اُسکے دبنے کا کچھ خوف وخطر بھی نہ تھا تو ان سب صورتون مین غسل اور کفن دیا جائے ان سب
حرکتون سے مرتث ہوتا ہے بشرطیکہ لڑائی ہوچکنے کے بعد یہ حرکتین پائی جائین اگر لڑائی ہنوز قائم تھی اور
اُس سے کوئی حرکت ان مین سے پائی گئی تو وہ موجب مرتث ہونے کا نہین اور محل شہادت
کاملہ کا نہین ہے پس غسل اور کفن نہ دیا جائے اگر کسی مسلمان نے جہاد مین قصد کیا کافر حربی کے
مارنے کا کسی حربے سے پس اتفاقاً وہ حربہ اُسکا اپنے ہی لگ گیا اور وہ مرگیا تو اسکو غسل
اور کفن دیا جائے اور وہ شہید ہے آخرت کے ثواب پانے مین جیسے کہ مجنون یا نابالغ

جنب یا نفسا یا حائض یا مرتث یا وہ شخص کہ دیوار سے دب کے مرگیا یا پانی مین ڈوب گیا یا آگ سے
جلکر یا سفر مین یا علم دین کی طلب مین یا جمعے کے دن یا شب مین یا ذات الجنب کے مرض مین یا پیٹ
چلکر یا وبا سے یا عورت ولادت سے تو یہ سب آخرت کے ثواب پانے مین شہید ہین اگرچہ غسل وکفن
دیے جائینگے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تیس شمار کیے ہین

دسوین فصل مسائل متفرقہ مین

مسئلہ کوئی مرجائے تو اُسکے اقربا کو چاہیے کہ اگر ہو سکے تو سو آدمیون تک جنازے کے لیے جمع کرین حدیث شریف
مین آیا ہے کہ اگر سو آدمی جنازے کی نماز پڑھین اور وہ سب مردے کی شفاعت کرین تو اللہ تعالے
انکی شفاعت قبول کرتا ہے **مسئلہ** ایک کافر مرا اور اُسکے اپنون سے سوا ے ایک مسلمان کے کوئی نہ تھا
یہ مسلمان اُسکو ناپاک کپڑے کی طرح دھوکے ایک کپڑے مین لپیٹ کر گڑھا کھود کے دفن کر دے
اور کسی چیز مین اُسکے گاڑنے دابنے سے رعایت سنت کی نہ کرے اگر اُسکے ہم مذہبون کے حوالے
کردے تو بھی جائز ہے اگر اُسکے اپنون سے کوئی اور کافر بھی زندہ تھا تو اُس مسلمان کو ہرگز نہ چاہیے
کہ اُسکے گاڑنے کا سرانجام کرے بلکہ چھوڑ دے کہ وہ کافر آپ ہی گاڑ دوا لے **مسئلہ** اور اگر
مرتد ہو معاذ اللہ اور اُسکے اپنون سے سوا ے اُس مسلمان کے کوئی نہ ہو تو اُسکو چاہیے کہ بے دھوئے
بے کفن دیے ایک گڑھا کھود کر مرے کُتے کی طرح دبا دے تاکہ اُسکی لاش کے سڑنے سے کسی کو اذیت نہو
اور جن کافرون کے مذہب مین ملگیا ہو اُنکے حوالے نہ کرے **مسئلہ** جو مسلمان مرجائے اور
اُسکے اپنون سے سوا ے کافرون کے کوئی نہو تو مسلمانون کو نہ چاہیے کہ اُسے کافرون کے حوالے
کردین بلکہ آپ ہی مسلمان ملکر اُسکی تجہیز وتکفین کرین **مسئلہ** کوئی مرجائے اور کچھ مال اپنا نچھوڑے
تو کفن اُسکا اور مسلمانون پر واجب ہے بیت المال مین سے مل سکے تو بہتر ہے ورنہ اور مسلمانون سے
مانگ کے تجہیز وتکفین کی جائے اگر اُسکی تجہیز وتکفین سے کچھ بچ رہے تو جس سے مانگا تھا اُسی کے
حوالے کردین اور جو مالک معلوم نہ ہو یا وہ نہ لے اور کسی محتاج میت کی تجہیز وتکفین مین صرف
کردین اگر کوئی محتاج میت نہ ملے تو فقیر ونکو خیرات کردین یا آپنے ہی خرچ مین لائین اگر خود محتاج ہون
مسئلہ مردے کو غسل نہ دیکے کفنا دیا اور اُسکا کچھ بدن دھونے سے بھول گئے پھر یاد آیا کہ کچھ بدن دھونے سے

[illegible]

رہ گیا ہے تو مردے کو کفن سے نکال کر وہ جگہ اُسکی دھو کے پھر کفنا دین اور اگر نماز اُسپر اُسی حالت مین
پڑھ لی ہے تو پھر نماز پڑھین اور جو قبر مین رکھنے کے بعد یاد آئے اور مٹی ہنوز اُسپر نہ ڈالی ہو تو باہر نکال کر وہ جگہ
اُسکی دھو کر پھر نماز پڑھ کے دفن کر دین اور اگر مٹی ڈال چکے ہون تو پھر نہ اُکھیڑین مگر نماز دوبارہ قبر پہ
پڑھنا چاہیے تحقیق بھی یہی ہے **مسئلہ** اگر مردے کو اصلا غسل یا کفن نہین دیا اور مٹی ڈالنے سے
قبل یاد ہوا تو اُسکو نکالکر غسل و کفن دیکر نماز پڑھ کے پھر دفن کر دین اگر مٹی ڈالنے کے بعد یاد
ہوا تو نہ اُکھیڑین بلکہ اُسی حالت مین قبر پہ نماز پڑھین **مسئلہ** اگر میت کے ساتھ قبر مین کسی کا کپڑا یا روپیہ
یا کچھ اور مال و متاع رہ گیا اور مٹی بھی اُسپر ڈالدی ہو تو قبر کھول کے اُسکا مال نکال دینا جائز ہے مردے کو
جو دفن کر چکے تو پھر اُکھیڑنا اُسکا درست نہین ہے مگر واسطے حق انسان کے یا وہان سیلاب کا پانی بھر جائے
یا دریا قبر کو کاٹے لیے جاتا ہو تو وہان سے اُکھیڑ لینا جائز ہے یا کسی اور ضرورت سے چنانچہ وہ زمین مغصوب
ہو یا حق شفعہ سے کسی کے پاس چلی جائے تو مالک زمین کا مختار ہے چاہے اُسکو نکال ڈلے چاہے
قبر کو زمین کے برابر کر دے **مسئلہ** اگر مردہ خاک ہو گیا ہو تو زمین کے مالک کو (یعنی مردے کو[12]) کھیتی کرنا اور عمارت بنا
بھی وہان درست ہے **مسئلہ** اگر بعد دفن کرنے کے معلوم ہوا کہ میت رو بقبلہ جیسا چاہیے ویسا نہین
مدفون ہے یعنے معلوم ہوا کہ قبلے کو اُسکا سر ہے یا پائون ترچھا رکھا گیا ہے یا بائین کروٹ پر ہے تو پھر کھولنا
قبر کا منع ہے جیسا ہے ویسا ہی رہنے دین اگر یہ باتین مٹی ڈالنے سے پہلے معلوم ہو جائین تو درست کر لین
مسئلہ اگر میت کے غسل کے لیے پانی میسر نہ ہو تو اُسکا تیمم کر کے نماز جنازے کی پڑھین **مسئلہ** اگر میت
تیمم کر کے نماز جنازہ پڑھ لی پھر اسقدر پانی میسر ہوا کہ غسل کے لیے کافی تھا تو اُسکو غسل دے لین
مگر نماز کے اعادے مین دو روایتین ہین ایک مین ہے اعادہ کرین ایک مین ہے نہ کرین **مسئلہ**
اگر میت کی چارپائی ناپاک زمین پر ہو مگر چارپائی پاک ہو تو نماز جنازے کی بے اختلاف درست ہے
اور جو چارپائی ناپاک ہو تو اُسمین اختلاف ہے اگر مصلی کے پائون کے نیچے کی جگہ ناپاک ہو اور وہ
اپنی جوتیان نکال کے اوپر کھڑا ہو کے نماز جنازے کی پڑھے تو درست ہے ایک کپڑا ہے اور دو شخص
ایک زندہ ایک مردہ تو وہ جسکی ملک ہے اُسی کے لیے اولی ہے اگر مردے کی ملک ہے اور زندہ
مردے کا وارث ہے بس یہ اگر جان کی محافظت کے لیے مضطر ہے اُسکے لینے مین تو یہی لے اور
مردے کو ننگا دفن کرے **مسئلہ** اور اگر نماز کے لیے اُسے درکار ہے اور ننگا رہنے مین کچھ جان کا خطرہ نہین

تو مُردے ہی کے کفن مین لگائے اور آپ ننگا نماز پڑھے جیسے کہ ایک میت کی ملک مین پانی بقدر غسل کے
تھا اور زندہ پینے کے لیے مضطر ہے تو اُس پانی کو پیے اور میت کا تیمم کرکے نماز جنازہ کی پڑھے مسئلہ
اور اگر اپنی طہارت کے لیے اُسے درکار ہے تو میت کے غسل مین صرف کرے اور آپ تیمم سے نماز جنازہ کی
پڑھے مسئلہ اگر پایا جائے مردہ دار حرب مین اور کچھ علامت کفر و اسلام کی اُسمین نہ ہو تو حکم کیا جائے
اُسکے کفر پر مسئلہ اگر مغرب کی نماز کے وقت جنازہ حاضر ہو تو پہلے نماز مغرب کی پڑھے پیچھے نماز جنازہ کی
مسئلہ اگر عید کی نماز کے وقت حاضر ہو تو عید کی نماز بھی مقدم کرین لیکن خطبہ عید کا بعد نماز جنازہ کے
کے پڑھین مسئلہ اگر تجہیز و تکفین میت کی جمعے کے روز صبح کو ہو چکی ہو تو اُسی وقت دفن کردین جمعے
کی نماز تک رکھ نہ چھوڑین اسواسطے کہ بہت سے آدمی جمع ہو کر اُسوقت نماز جنازے کی پڑھینگے مکروہ ہے مسئلہ
اگر خوف ہو کہ میت سڑ جائے گی تو دفن کریں اور اگر نماز جمعے کی فوت ہو جائیگی تو جمعے کی نماز کے بعد دفن کرین
مسئلہ جنازے کے ساتھ جانا نفل پڑھنے سے بہتر ہے بشرطیکہ میت اُسکے ہمسایون سے
یا اقربا سے ہو یا زندگی مین مشہور بالصلاح و تقویٰ ہو اگر یہ باتین اُسمین نہون تو نفل پڑھنا بہتر ہے
بشرطیکہ اور لوگ کافی ہون اُسکے دفن کرنے مین مسئلہ مزدوری دیکر جنازہ اُٹھوانا اور قبر کُھدوانا
درست ہے اور ایسے ہی غسل دلوانا بھی بعضون کے نزدیک جائز ہے لیکن اجرت لینا ان
سب امور پر بہتر نہین ہے مسئلہ اگر میت کے سوا ایک ہی شخص ہو تو اُسکو ان امور پر اجرت
لینا جائز نہین ہے مسئلہ مردے کا گاڑنا اُسی جگہ کے گورستان مین بہتر ہے کہ جس جگہ مرا ہو
مسئلہ میت کو دفن کرنے کے لیے لیجانا بعضے علما کے نزدیک دو کوس تک اور بعضون
کے نزدیک دو منزل اور بعضون کے نزدیک تین منزل تک بھی جائز ہے مسئلہ اور جب دفن کر چکے
تو پھر اُسکو اُکھیڑ کر اور جگہ لیجانا بے ضرورت جائز نہین چنانچہ قبل اُسکے بھی معلوم ہو چکا ہے مسئلہ
دفن کرنا میت کو اُس گھر مین کہ جسمین مرا ہو مکروہ ہے اسلئے کہ یہ خاص نبیون کے لیے ہے
صلوات اللہ علیہم اجمعین مسئلہ کوئی کشتی مین مر جائے اور دفن کرنے کے لیے زمین نزدیک نہو
تو اُسکو غسل و کفن دیکر نماز جنازے کی پڑھکر دریا مین ڈالدین مسئلہ قرآن مجید پڑھنا قبر کے پاس
جائز ہے مردہ اُس سے فائدہ مند بھی ہوتا ہے مسئلہ قبر پر بیٹھنا سونا چلنا کھڑا ہونا بول و براز کرنا
مکروہ ہے مسئلہ سبز گھاس کا کاٹنا قبر پر سے مکروہ ہے مگر سوکھی کا کاٹنا درست ہے

مسئلہ گورستان کی لکڑیان اور گھانس کاٹنا مکروہ ہی گورستان مین جوتیون سمیت چلنا مکروہ ہی اگرچہ قبرین بچا بچا کے چلے مسئلہ گورستان مین ننگے پیر چلنا اور خدا سے اُنکے لیے مغفرت مانگنا مستحب ہے اپنے واسطے قبر کھود رکھنا کفن بنا رکھنا درست ہی بلکہ امید ہی کہ ثواب پائے مگر بعضے محققین قبر کو طیار کر رکھنا منع کرتے ہین اسواسطے کہ کسی کو معلوم نہین کہ کونسی زمین مین مریگا مسئلہ پہلے مرے کی قبر مین دوسرے کو دفن کرنا منع ہی جبتک کہ پہلا گل کے مٹی نہو گیا ہو یا جگھ کی ضرورت ہو تو اُس پہلے کی ہڈیان ایک طرف جمع کر کے دوسرے کو اُسمین دفن کر دین مسئلہ کوئی حاملہ عورت مرے پورے دنون سے اور اُسکے پیٹ مین بچہ زندہ معلوم ہوتا ہے تو اُسکا پیٹ بائین کوکھ سے چاک کر کے بچہ نکال لین لیکن جبتک کہ عورت دستکار اور ہوشیار مل سکے مرد ہاتھ نہ لگائے اگر عورت نہ ملے تو پھر مرد کا بھی مضائقہ نہین ہے اگر زندہ عورت کے پیٹ مین بچہ مرجائے اور خطرہ ہو عورت کے ہلاک ہوجانے کا تو کوئی عورت ہوشیار دستکار اُسکے پیٹ مین ہاتھ ڈال کے بچے کو تھوڑا تھوڑا کاٹ کاٹ کے نکال لے کوئی عورت حاملہ پورے دنون کی مرگئی اور اُسکے پیٹ مین بچہ حرکت کرتا تھا اور وہ اُسی حالت مین دفن کی گئی ہو پھر کسی کو خواب مین نظر آئے اور کہے کہ مین نے قبر مین بچہ جنا ہے تو اُسکی قبر کھود کر دیکھنا درست نہین ہے مسئلہ ایک کپڑے مین دو مُردون کو ملا کر کفنانا درست نہین ہے اگر ضرورت ہو تو پھاڑ کر آدھے مین ایک کو لپیٹین اور آدھے مین دوسرے کو اگرچہ سب بدن کسی کا نہ چھپے مسئلہ دو مُردونکو ایک قبر مین گاڑنا نہین درست ہی اگر ضرورت ہو جگھ کی تو دیکھا چاہیے کہ سب ایک جنس ہین یعنے فقط مرد ہین یا فقط عورتین مثلاً یا مختلف ہین یعنے مرد عورتین بالغ نابالغ خنثی مشکل سب جمع ہین پس اگر ایک جنس ہون تو قبلے کی طرف اُسکو لگا کر رکھین جوان سب مین افضل ہو پھر اُسکے پیچھے دوسرے کو اسی قیاس سے اور اگر مختلف ہون تو قبلے کی طرف مرد بالغ کو لگا کے رکھین اُسکے پیچھے لڑکے کو اُسکے پیچھے خنثی مشکل کو اُسکے پیچھے عورت کو ان سب صورتون مین ہر ایک کے درمیان مین مٹی کی منڈیر بنا دین تاکہ جسم سب کے الگ الگ رہین زیارت کرنا قبرونکی مستحب ہی جب قبرون کے پاس جائے تو یہ پڑھنا سنت ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَسْئَلُ اللّٰہَ لِیْ وَلَکُمُ الْعَافِیَةَ چنانچہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جنت بقیع کو تشریف لیجاتے تھے تو اسکو پڑھتے تھے اور مستحب ہے سورۂ یٰس پڑھنا کہ حدیث مشہور سے ثابت ہی حدیث شریف مین آیا ہے کہ جس شخص نی قبرون کے پاس سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھا اور اسکا ثواب مُردی کو بخشا تو دیا جائیگا ثواب اسکو اسقدر کہ جتنے مردے وہان ہونگے یعنے اگر مردے وہان مثلاً سو ہون گے تو اسکو ایک حصہ کا سو حصے کے قدر ثواب ملے گا قبرون کے پاس کھڑے ہو کے قبلہ کو منھ کر کے دعا پڑھنا مستحب ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ میت کی طرف منھ کر کے دعا پڑھے قول امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی ہی اور یہی حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کا ہی **مسئلہ** قبر کو چومنا اور اسپر ہاتھ رکھنا منع ہی مگر بعضون نے کہا ہے جو زیارت مزار مہبط انوار نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یا والدین کی یا اور کسی اولیاء اللہ اور صلحا کی میسر ہو تو تین بار طواف کرنا اور اسکو چومنا اور اسپر ہاتھ رکھنا موجب سعادت کا ہی زیارت کرنا قبرون کی جمعے کے دن بعد نماز کے بہتر ہی اور ہفتے کو شب مین آفتاب نکلنے تک اور پنجشنبے کو اول روز اور آخر روز مین مومنین کی روحین جمعے کی شب کو چھوٹتی ہین پہلے آتی ہین اپنی قبرون کو پھر اپنے گھرون کو اور دونو عیدون کی اور محرم کی شب مین اور شب برات مین بھی روحین مومنین کی اپنے گھرون کو آتی ہین پھر آواز نرم سے اپنے اقربا کو کہتی ہین کہ ہمارے واسطے کچھ خیرات صدقات کر دیں اگر انھون نے کچھ کیا ہوتا ہے تو دعا دے جاتی ہین والا ناخوش ہو کر چلی جاتی ہین دفن کرنے کے بعد تلقین نہ کرین اور اگر کوئی کرے تو منع بھی نہ کرنا چاہئے [illegible] کہنا چاہئے کہ اے فلانے بیٹے فلانی کے یاد کر اسکو جسپر تو تھا اور کہہ رَضِیتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نَبِیًّا یعنے راضی ہوا مین اللہ سے رب ہونے مین اسکے اور راضی ہوا مین اسلام سے دین ہونے مین اسکے اور راضی ہوا مین محمد صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے

ف [illegible]

پیغمبر ہونے مین اُسکے اگر میت کا نام معلوم نہو تو کہا جائے ای بیٹے حوا کے اور باقی تلقین ذکر کی جائے **مسئلہ** جس کسی سے سوال قبر مین نہین ہوتا ہے اُسکو تلقین نہ کرین موافق اصح روایت کے نبیون سے سوال نہین ہوتا ہے اور نہ مسلمانون کے معصوم بچون سے آگ جلانا قبر پر منع ہے چھولون کے درخت یا سبز گھانس یا اور کچھ سبزی کی قسم مین سے قبر پر جمانا بہتر ہے کہ جبتک وہ تر و تازہ ہے خدا کی ثنا کرتا ہے اور میت کو اُسکی تسبیح سے انسیت ہوتی ہے **مسئلہ** میت نے اگر وصیت کی ہو کہ مجھے فلانا شخص غسل دے یا قبر مین اُتارے یا نماز جنازے کی پڑھے تو یہ وصیت اُس کی باطل ہے اور یہ حق اُسکے اولیا کا ہے جسکو چاہین حکم دین یا خود آپ کرین **مسئلہ** اسقاط کا یعنی ایک شخص مرا اور فرض نمازین اور واجب اور روزے ماہ رمضان المبارک کے اور کفارہ یمینون کا اور سجدے سہو کے یا اور کوئی واجب سب یا بعض اُسکے ذمے پر تھے کہ اُسنے ادا نہین کیے یا ادا کیے تھے لیکن نقصان کے ساتھ پس اگر اُس نے وصیت کی کہ مجھ پر حقوق باقی ہین میرے مال سے ان حقوق کا فدیہ دیجیو پس اگر ثلث مال کا اُس فدیے کے لیے کافی ہو تو دیا جائے اس طور سے کہ جتنی اُسپر فرض نمازین ہین وتر ون سمیت اور ماہ رمضان کے روزے شمار کر کے ہر ایک کے عوض مین آدھا صاع گیہون یا قیمت اُسکی محتاجون کو دیدین اور باقی حقوق کا حال حیلے کے بیان مین آگے آتا ہے انشاء اللہ تعالی معلوم ہوگا **مسئلہ** اور اگر ثلث مال اُسمین کفایت نہ کرے تو چاہیے کہ فدیہ پورا کرنے مین حیلہ کیا جائے اور اگر وارثا اپنی طرف سے پورا کر کے ادا کر دین تو بھی جائز ہے پھر اس صورت مین حیلہ کرنا مناسب نہین جیسے کہ اگر میت نے وصیت نہ کی ہو اور ورثہ اپنی طرف سے فدیہ دیدین تو درست ہے حیلہ یہ ہو کہ عمر اُس کی سب حساب کی جائے پھر اُس مین سے ابتدا تولد سے بلوغ تک کے ایام نکال ڈالین مثلاً بارہ برس اور جو عورت ہو تو نو برس پھر ہر روز کی پانچ فرض نمازون اور ایک نماز وتر کے بدلے ڈیڑھ ڈیڑھ سیر گیہون ہر نماز کے مقرر کرین پس ایک روز کا بارہ سیر ہوے اور ایک مہینے کے چالیس سیر کے من سے نو من اور ایک برس کے ایک سو آٹھ من اور ایک ماہ رمضان کے روزون کے بدلے ڈیڑھ من پس یہ مجموعہ ایک سو ساڑھے نو من ہوے اور چاہیے کہ بدلے سجدہ سہو کے اور کفارہ یمین کے یا مثل اُنکے اور واجبات

کہ واجب الادا ہین اور بندہ بسبب بشریت کے قاصر رہتا ہے فکر کرکے کہ مثلاً اسقدر ربلیہ مو اُسکے
ذمے پر ہونگے ہر ایک کے بدلے آدھا صاع گیہون مگر کفارۂ یمین کے بدلے پانچ صلع حساب
کرکے اندازے سے اُنپر زیادہ کرلین پھر جتنی کہ اسکی عمر مقرر کی جاوے اُتنے ہی گیہون اُسی
حساب سے مقرر کرکے قرآن مجید یا کوئی اور شے ذی قیمت اُن ہی گیہون پر ایک مسکین کے ہاتھ
بیچ ڈالین اگر قرآن مجید دینا منظور نہو تو اُسے لے کے بخشا لین الا اُسے چھوڑ دین پس قرآن مجید
ہدیہ کرنے والے کے اُس مسکین پر گیہون ثابت ہوجاوینگے پھر قرآن ہدیہ کرنے والا اس مسکین کو
کہے کہ اس میت کے ذمے پر جا اتنی مدت کی فرض نمازین اور واجب ور سجدۂ سہو اور ماہ رمضان
کے روزے اور کفارے یمینون کے اور سوا اُسکے جتنے حقوق اللہ تعالےٰ کے واجب الادا
ہین اور اُس نے ان سب سے بعضے ادا کیے ہین اور بعضے باقی ہین یا سب ہی باقی ہین تو مین
نے تجکو وہ گیہون کہ میرے تجھپر ہین اُس میت کے ان حقوق کے فدیے مین دیے پھر
وہ مسکین کہے مین نے قبول کیے پس امید قوی ہو خدا کی جناب مغفرت مآب سے کہ اپنے
فضل اور کرم سے اُس میت کو مخلصی بخشے چاہیے کہ جس مسلمان کی وفات ہو تو اسقاط اسکی
اس طور سے کیجاوے پس اگر وہ صاحب مال ہو تو اُسکے مال مین سے دین یا اگر ورثہ اپنی طرف سے
ادا کرین تو بھی بہتر ہے والا یہ حیلہ کرلین اور اس امر سے غافل نہ رہین واللہ اعلم بالصواب
والیہ المرجع والمآب

گیارھوین فصل

تعزیت مین تعزیت کرنا مصیبت والونکی سنت ہے
تعزیت کے واسطے مصیبت والون کو تین روز تک بیٹھنا جائز ہے مگر ایک روز بیٹھنا اولیٰ ہے
تعزیت کے لیے بیٹھنا دروازے کے آگے مکروہ ہے دو مرتبہ تعزیت کرنی مکروہ ہے
موت کے بعد سے تین روز تک تعزیت درست ہے قبل دفن کرنے کے تعزیت بہتر نہین ہے
مگر جو اہل میت پر بہت غم والم ہو تو قبل بھی مضائقہ نہین تعزیت کرنی میت کے سب اقربا کے
پاس جاکر مستحب ہے لیکن جوان عورت کے پاس جانا منع ہے مگر جس سے کہ اسکا اندرونے
شرع کے پردہ حجاب نہو تو اُسکو درست ہے تعزیت کرنے والا اہل مصیبت کو یون کہے
اَعْظَمَ اللّٰہُ اَجْرَکَ وَاَحْسَنَ عَزَاءَکَ وَغَفَرَ لِمَیِّتِکَ اگر میت غیر مکلف ہو یعنے
صغیر یا مجنون اصلی تو غَفَرَ لِمَیِّتِکَ نہ کہے معنے اُسکے یہ ہین اجر عظیم دے اللہ تعالیٰ تجکو

اور نیک کرے صبر تیرا اور بخشے مردے تیرے کو مستحب ہی کہ ایسے کلمات تعزیت مین کہے کہ اہل
مصیبت کے دل پر صبر اور تسکین جن سے حاصل ہو اور مصافحہ بھی کرے اہل مصیبت سے کہ یہ اُسکے دل کو
تسکین بخشتا ہی اور سنت ہی کہ اہل مصیبت اکثر اوقات پڑھتا رہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا
بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ مستحب ہی کہ تعزیت مین ویسا ہی کہے کہ جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وعلی آلہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے اُنکے بیٹے کے مرنے کی مصیبت مین
فرمایا تھا اُسکا حاصل یہ ہے مال ہمارے اولاد قبائل ہمارے خدا کی بہتر بخششین ہین اور اُسکی
عارتین ہین ہمارے پاس رکھی ہوئین فائدہ لیتے ہین ہم اُنسے چند روز پھر ان سب کو
لے لیگا ہم سے پس جسوقت کہ دین اُسنے یہ سب نعمتین ہمکو تو حق اُسکا شکر ہے اور جب
کرے تو حق اُسکا صبر ہے اور تھا بیٹا تیرا خدا کی بہتر بخششون سے اور اُسکی عاریتون سے
فائدہ لیا تونے اُس سے خوشی اور نیک حال مین پھر لے لیا خدا نے اُسے تاکہ اجر دے تجکو جزع
و فزع مت کر کہ یہ ضائع کر دے گا اجر تیرے کو اگر ظاہر کیا جائے کچھ ثواب مصیبت تیری کا تو خواہ
مخواہ تھوڑا جانے تو اُسکے مقابلے مین مصیبت اپنی کو پس امیدوار ہو تو اللہ تعالیٰ کے
وعدے کا یہانتک کہ تمام ہو چکے پس چاہیے مسلمانون کو کہ ایسے ہی کلمات تعزیت مین کہین مردے
کی برائیون سے ذکر کرنا منع ہے اسلیے کہ جب اُسکی برائی کوئی ذکر کرتا ہی تو فرشتہ قبر مین اُسے
جھڑکی سے کہتا ہے کہ تو ایسا تھا جیسا یہ کہتے ہین کافر کے واسطے بھی تعزیت کرنا درست ہے
مگر اُسے یون نہ کہے کہ بخشے اللہ تعالیٰ تیرے مردے کو بلکہ یون کہے کہ اللہ تعالیٰ اسکا عوض دے
تجکو اور تمکو شمار مین کم نہ کرے

بارھوین فصل اہل مصیبت کے لیے طعام بھیجے اور میت کی
لیے صدقہ دینے مین مستحب ہی محلے والون کو اور اُن اپنون کو جو قرابت بعید رکھتے ہون کہ طعام پکا کر
مصیبت والون کو بھیجین اگر اہل مصیبت طعام نہ کھائین تو اور مسلمانون کو مستحب ہی کہ منت
کر کے انکو طعام کھلائین ضیافت لینا اہل مصیبت کی مکروہ ہے اور بدعت شنیع ہے جیسے
عوام الناس اس زمانے مین لیتے ہین خصوصاً دیہات مین کہ اگر اہل مصیبت ضیافت نہ دے
تو نہایت مطعون اور بدنام کرتے ہین اگر اہل مصیبت صاحب مقدور ہو اور اپنی رضا سے کچھ
خیرات کرے تاکہ میت کو ثواب پہونچے تو بہتر ہے مستحب ہے کہ دلی میت کا اول شب کو کچھ

بارھوین فصل اہل مصیبت کے لیے طعام بھیجنے اور میت کی طرف سے صدقہ وغیرہ دینے مین

تصدق موافق اپنے مقدور کے کرے اور اگر محتاج تنگدست ہو تو چاہیے دو رکعت نفل پڑھ کے
ثواب اُسکا مُردے کی روح کو بخشے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میت کو بخش دیگا اُس نماز کی ہر رکعت
مین بعد الحمد کے دَس دَس بار آیۃ الکرسی اور سورۂ الہٰکم التکاثر پڑھنا ہے حدیث شریف مین آیا ہے
کہ اول شب میت پر بہت سخت ہوتی ہے پس رحم کرو تم اپنے مُردون پر خیرات کرنے مین
بخشنے طعام یا اور کچھ شیرینی میت کے پیچھے قبر پر بھیجنا اگرچہ وہ ہی شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
نے جامع البرکات مین لکھا ہے کہ کتاب مطالب المؤمنین مین مذکور ہے کہ وہ جو اس زمانے
کے آدمی تکلفات کرتے ہین مثلاً سوم کو فرش بچھانا خیمہ کھڑا کرنا خوشبو تقسیم کرنا
اور مانند اُسکے سب بدعت شنیع اور غیر جائز ہین تو یہ بخشے اللہ تعالیٰ اُنکو ان کامون سے
اور عفو کرے اگر تعزیت کرنے والا اہل مصیبت کو کہے کہ بڑی مصیبت پہونچی تجھے بعضون نے
کہا ہے کہ یہ کفر ہے بعضون نے کہا ہے کفر تو نہین ہے لیکن خطا بڑی ہے بعضون نے
فتویٰ اُسکے جواز پر دیا ہے اور اگر کہے جو کچھ کہ اُسکی عمر سے کم ہوئی ہے تیری عمر
مین زیادہ ہوجیو تو خوف کفر کا ہے اگر کہے عمر تیری زیادہ ہوجیو یہ بھی خطا اور جہل ہے
یہانتک کلام تھا شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا اگر میت کے ماتھے یا عمامے یا
کفن پر عہدنامہ لکھدین تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسکو بخشدیگا عہدنامہ یہ ہے اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اِنِّيْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا بِاَنِّيْ
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ
وَاَنَّكَ اِنْ تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ تُقَرِّبْنِيْ اِلَى الشَّرِّ وَتُبَاعِدْنِيْ مِنَ الْخَيْرِ وَاِنِّيْ لَا اَثِقُ

اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْ لِي عِنْدَكَ عَهْدًا تُوَفِّيْنِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ
اور بعضے اگلے لوگون نے وصیت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد میرے ماتھے اور سینے پر
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھ دیجیو اور روایت معتبر ہے کہ ایک شخص صالح نیک بخت
نے مرنے کے وقت اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد سینے اور
ماتھے پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھ دیجیو چنانچہ بیٹے نے ویسا ہی کیا
پھر اُسنے جو خواب مین اپنے باپ کو دیکھا تو پوچھا کہ کیونکر گذری اُسنے کہا کہ جب مجکو قبر
مین رکھدیا اور فرشتے عذاب کے آئے میرے ماتھے اور سینے پر فرشتون نے
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھا ہوا دیکھکر کہا نڈر ہوا تو عذاب سے

خاتمۃ الطبع

شکر ہے اُس خالق بیمثال کا کہ سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ جسکی شان ہی احسان اس مبدع بیہمال
کا کہ هُوَ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ اُسکی پہچان ہی اگر حیات عمدہ نعماء الٰہی سے ہی تو ممات بھی اُسکی حکمتون
نامتناہی سے ہی سراج عالم نبی آخر الزمان کو پیدا کیا تاریکی کفر کو اُنکی نور ہدایت سے کھو دیا پھر رؤف
و رحیم اُنکو فرمایا شرحے مان باپ سے زیادہ ہمپر مہربان بنایا اُنھون نے راہ سیدھی شریعت
کی ہدایت فرمائی جو اُس راہ پر چلا اُس نے ہرگز خطا نہ پائی اصحاب اُنکی محبت کا ہر دم دم بھرتے
رہے زندگی بھر ترویج دین مین کوشش کرتے رہے کفر و شرک کا کیا حساب جڑ بدعت کی کھودی
شک و تردد کو مٹلا دیا بنیاد رسوم شیطانی کی کھودی بڑا اجر مجتہدین کو کہ مسائل کا استنباط کیا ادلۂ شرعیہ سے
نکال کر صاف تقریر مین لکھدیا احسان زیادہ متاخرین کا کہ ترجمے زبانون مختلفہ مین کیے تاکہ ہر مسلمان
ضروریات دین کو اپنی زبان مین سمجھ لے بنا بر این رسالۂ **تجہیز و تکفین مسلمان** کی تصنیف
کامل زمان مولوی محمد عمران صاحب واسطے افادہ مسلمین و افاضۂ مومنین کے حسب ایمای تاجر با وقار ذو العز والافتخار
حاجی محمد سعید صاحب تاجر کتب کلکتہ خلاصی ٹولہ نمبر (۵۸) و مالک مطبع مجیدی باہتمام راجی رحمت
رب ارشید محمد عبد المجید غفرلہ اللہ الحمید مطبع مجیدی کانپور مین بماہ رشعبان المعظم ۱۳۳۵ھ
مطابق ماہ جون ۱۹۱۷ء سنہ حلیہ طبع سے آراستہ ہوا

اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْن

چن کے لایا ہوں چمن سے عشق کے خوشرنگ پھول
وارثِ کون ومکاں یہ نذر ہو جائے قبول

ریاض اکبر نوریم

معہ

کیفیت چمن وارث

مصنفہ
عطاؔ ثانی صوفی خواجہ محمد اکبر خاں صاحب اکبر وارثی قادری چشتی میرٹھی

حسب فرمائش
ملک دین محمد تاجر کتب لاہور
کشمیری بازار

(باہتمام ملک چراغدین مالک کیکسٹن پرنٹنگ الیکٹرک ورکس لاہور)

اَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْن

چُن کے لایا ہوں چمن سے عِشق کے خوشرنگ پھول
وارثِ کون و مکاں یہ نذر ہو جائے قبول

(تیسرا دیوان)

رِیاضِ اکبرِ وارثی

معہ

کیفیّتِ چمنِ وارث

مُصنّفہ

عطاؔ ثانی صوفی محمدؐ اکبر خانصاحب اکبر وارثی قادری چشتی میرٹھی

حسب فرمائش

ملک دین محمد تاجر کتب لاہور

کشمیری بازار

(باہتمام ملک چراغدین مالک گیلسٹن پرنٹنگ الیکٹرک ورکس لاہور)

رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ

یا فتاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھو الوارث

کعبے میں بتکدے میں روشن ہے نور تیرا
یاں بھی ظہور تیرا واں بھی ظہور تیرا

کوئی نہیں ہے خالی یہ وہ ذکر عالی
پڑھتے ہیں سب وظیفہ وحش و طیور تیرا

گم کر دیا ہے خود کو یا تنگ طلب میں تیری
اٹھوں گا نام لیتا روز نشور تیرا

بیحد ہیں گرچہ عصیاں اسباب پر ہوں نازاں
سنتا ہوں نام یا رب رب غفور تیرا

فانوس چشم مردم قندیل خوشنما ہیں
آنکھوں کی پتلیوں میں روشن ہے نور تیرا

بندہ کو کب ہے شایاں شان کبریائی
زیبا ہے بس تجھی کو پیارے غرور تیرا

مظہر ہے ذرہ ذرہ خورشید احدیت کا
غافل جو نہ دیکھے یہ ہے قصور تیرا

تو مہر ہے میں ذرہ تو بحر ہے میں قطرہ
تجھ سے ظہور میرا مجھ سے ظہور تیرا

شان جمال وارث جلوہ دکھا رہی ہے
دیوہ شریف اکبر ہے کوہ طور تیرا

کن سے پہلے ہستی عالم کا یہ نقشہ نہ تھا
ایک اُسکے نور سے معمور وحدت خانہ تھا

شمع کی صورت ہوا روشن جو فانوسِ خیال
دل میں تیری لو لگی تھی دل ترا پروانہ تھا

ایسی ہمت کس میں تھی لیتا ترے لینے کا نام
قیمت کو نین اُڈنے ناز کا بیعانہ تھا

رات اُس ساقی کو دیکھا ہے عجب انداز سے
مے کی مینا تھی بغل میں ہاتھ میں پیمانہ تھا

چشم بینا کیلئے ہر شے میں ہے وہ جلوہ گر
لن ترانی تو فقط اندازِ معشوقانہ تھا

صورتِ ظاہر مٹا کر کی جو باطن پر نظر
سر سے پاؤں تک جمالِ جلوۂ جانانہ تھا

کیوں ہو عشقِ مجازی سے حقیقی کو فروغ
بنگیا کعبہ وہاں پہلے جہاں بتخانہ تھا

سُن کے حکمِ فی السماء رزقکم ما توعدون
دستِ استغنا میں اپنے رزق کا پیمانہ تھا

عشق کی منزل میں اکبر سوچکر رکھنا قدم
عشقبازوں کا سر یرِ عرش پر کاشانہ تھا
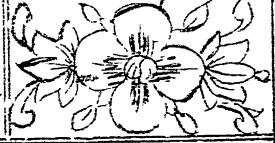
گل میں تو تجھ میں تو تھا مجھے معلوم نہ تھا
ہر طرف باغ میں تو تھا مجھے معلوم نہ تھا

ہو الاول ہو الآخر ہے نص سے ثابت
دل مرا خانۂ ہو تھا مجھے معلوم نہ تھا

میں بھی پی لیتا جو ہوتا کوئی تقدیر کا جام
دستِ ساقی میں سبو تھا مجھے معلوم نہ تھا

کر گیا سینکڑوں کو شکل دکھا کر بیتاب
کون یہ آئینہ رُو تھا مجھے معلوم نہ تھا

میری صورت کو بنا کر مجھے دیکھا تو نے
میرے آئینہ میں تو تھا مجھے معلوم نہ تھا

سینکڑوں ذبح کئے سینکڑوں کو جاں بخشی
کون یہ عربدہ جو تھا مجھے معلوم نہ تھا

زاہدا جانے دے خیر اتنا تو آیا میں پی لے
یہ ترا ظرف وضو تھا مجھے معلوم نہ تھا

کون ہوش کیا ہو منیں کچھ میری حقیقت کو نہ پوچھ
جلوۂ وادیٔ ہُو تھا مجھے معلوم نہ تھا

جسکی رنگت پہ ہیں سینکڑوں کی ڈالی اکبر
وہ حنا تھی کہ لہو تھا مجھے معلوم نہ تھا

یار پردہ میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا
پردہ آنکھوں پہ پڑا تھا مجھے معلوم نہ تھا

تجھ سے اقرار کئے کچھ نہ کیا دُنیا میں
کیا کہوں بھول گیا تھا مجھے معلوم نہ تھا

کسی صورت سے منا لیتا خوشامد کرتا ۔ یار تو مجھسے خفا تھا مجھے معلوم نہ تھا
ہر جگہ تھا وہ خدا دیکھا جو نیچے اُوپر ۔ ایک نقطہ میں جُدا تھا مجھے معلوم نہ تھا
جان کر اہلِ وفا کی تھی محبت تجھہ سے ۔ بانیٔ جور و جفا تھا مجھے معلوم نہ تھا
احد احمدؐ کا معمّا نہ کھلا ہے نہ کھلے ۔ پردۂ میم میں کیا تھا مجھے معلوم نہ تھا
خوب لی میری خبر خوب میرے گھر آیا ۔ خوب یہ وعدہ کیا تھا مجھے معلوم نہ تھا
کعبۂ و دیر میں کچھہ دیکھہ لیا آنکھوں سے ۔ ذکر ہی مینے سُنا تھا مجھے معلوم نہ تھا
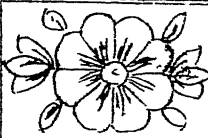
دیکھنا چاہئے تھا دیدۂ دل سے اکبرؔ
میری صورت میں خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

کیا شیخ کیا برہمن لیتے ہیں نام تیرا ۔ گر یہ ہے رام تیرا وہ ہے غلام تیرا
جپتا ہوں نام نامی خیر الانام تیرا ۔ رستے پہ گمرہوں کو لاتا ہے کام تیرا
نیچے قدم کے آکر ہوتا ہے موم پتھر ۔ تھا پاس نازیاں تک نازک خرام تیرا
جنت ہی تیرا کوچہ طوبےٰ ہی نخل طیبہ ۔ جبریل تیرا خادم رضواں غلام تیرا
آنکھوں میں شوق تیرا لذت زبان پہ تیری ۔ دلمیں خیال تیرا لب پر ہے نام تیرا
ہی تجھسے کون خالی دیر و حرم کے والی ۔ یاں بھی مقام تیرا واں بھی مقام تیرا
عرش بریں کی خلوت درگاہ خاص تیری ۔ فرش زمیں کی وسعت دربارِ عام تیرا
دے لیکے فیض تجھسے [?] دعا ہوں تجھکو ۔ پی پی کے جام تیرا لیتا ہوں نام تیرا

سن سُنکے سن ہوں صوفی پڑھ پڑھکے خوش ہوں قدسی
مقبول دو جہاں ہوا اکبر کلام تیرا
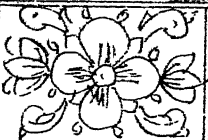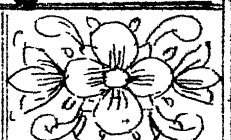
وہ دو جہاں کے حسینوں میں انتخاب رہا ۔ کہ رشک حسن سے جلتا ہی آفتاب رہا
دکھا دکھا کے ادائیں اُٹھا اُٹھا کے نقاب ۔ ہلا ہلا کے زمیں کو ترا شباب رہا
وہ لاجواب ہیں بیشک مگر میرے خط کا ۔ جواب دے نہ سکے میں بھی [?] لاجواب رہا

سیاہ بختی کے بل بعد مرگ بھی نہ گئے
کسی کے کاکل پیچاں کا پیچ و تاب رہا

غبار حسرت عاشق ہوں دشت گردش میں
بگولا وار پھرا خانماں خراب رہا

نہ جائیگی پس مردن بھی بلکی عادت بد
کہ رسی جل گئی انداز پیچ و تاب رہا

تری نگاہیں اُسے بھی زباں سی چاٹ گیا
جو کوئی قطرہ تہ ساغر شراب رہا

یہ کیا کہا کہ کبھی کی نہیں مری تعریف
تو رشک ماہ رہا رشک آفتاب رہا

ہیں ایکبوسہ کے ہمپر تو سینکڑوں احسان
تمہیں جو دیدیا دل اُسکا کیا حساب رہا

کئیے ہی جاؤنگا میں آپ بھی دیئے جائیں
مرا سوال رہا آپ کا جواب رہا

ہمیں تو نزع میں مدفن میں حشر میں بھی یاد
تری ادا ترا غمزہ ترا شباب رہا

ہیں خال مصحف کے عارض پہ جتنے لوں بوسے
تری کتاب رہی میرا انتخاب رہا
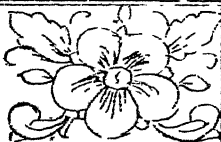
خدا ہی بخشے اس اکبر خدا کے بندے نے
کبھی نہ یاد خدا کی سدا خراب رہا
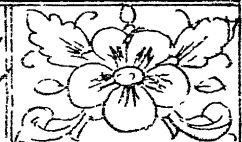
حسینوں میں وہ گل سب سے جدا ہے اپنی رنگت کا
ادا کا ناز کا عشوہ کا شوخی کا شرارت کا

قیامت اک نمونہ ہے ترے انداز قامت کا
قدم کو چومتا پھرتا ہے ہر فتنہ قیامت کا

نگاہیں گرم ہیں خنجر بکف ہیں اور یہ کہتے ہیں
وہ آئے سامنے ارمان ہو جسکو شہادت کا

اُنہوں نے جان دی اور تو نے مٹی بھی دی انکو
دیا کیا خوں بہا ظالم شہیدان محبت کا

پس مردن نہ مجھکو قبر میں راحت سے سونے دو
تمہاری ٹھوکروں سے اُڑتا ہے خاکہ قیامت کا

کہیں کا بھی نہ رکھا یار کب کس کے لئے بدلے
ملا کر خاک میں باقی نشاں چھوڑا نہ تربت کا

ملا اب کے تو پوچھوں گا کہ اے آئینہ رو ہمسے
یہ بے پروائیاں کیوں ہیں سبب کیا ہے کدورت کا

وفائیں یاد کر کے وہ بہا جاتے ہیں روز آنسو
رہیگا حشر تک سرسبز سبزہ میری تربت کا

ہرے کپڑے پہنکر پھر نہ جانا یار گلشن میں
گلوئے شاخ گل سے خون ٹپکیگا شہادت کا

ڈبو کر چاہ غم میں کہہ گیا وہ یوسف ثانی
بڑی ہوتی ہے چاہت پھر نہ لینا نام چاہت کا
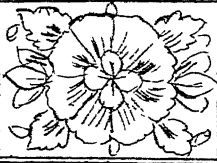
کہا اُس نے کہ اکبر کس کے عاشق ہو کہا میں نے
تمہاری پیاری عادت کا تمہاری بھولی صورت کا

ولادت کی کہیں نوبت نہیں ہے کوس رحلت کا
خراب آبادِ عالم ہے تماشا چشم عبرت کا
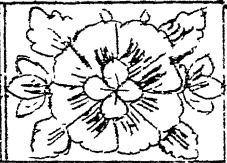
ہیں اُنکے منہ کو تکتا آگیا تو ہنس کے فرمایا
ارے دیوانے تو انساں ہی یا آئینہ حیرت کا

حلال پر سے کر کے چل دئے کیا قہر ہے یارب
تڑپنا بھی نہ دیکھا کشتۂ تیغ محبت کا

نہ سو جاؤنگا جبتک میں عدم میں یہ نہ جانیگا
خیال آتا ہے صدسے طالع خفتہ کو خفت کا

نہیں مہتاب اک مشعل ہے اونٹے تیری محفل کی
نہیں خورشید اک قندیل ہے روشن تری چھت کا

نہ دنیا میں نہ عقبےٰ میں نہ جنت میں کوئی دیکھا
ترے انداز کا تیری ادا کا تیری صورت کا

ہجوم بیکسی ہمرہ ہے اور آہ ہے لب پر
یہ پتلا حشر میں نکلا ہے کس کی خاک حسرت کا

برا مرشد ہے تو دشمن نہ دے ہاتھوں میں ہاتھ اُس کے
یہی تو ہے طریقہ اوبت بے پیر بیعت کا

تلائیں روپ تجھسے اپنے دربانوں کو سمجھا دے
ہیں الکن پھیر دونگا اُنکے سر پر ہاتھ شفقت کا

وہ رشک ماہتاب آتا نہیں دل پر اندھیرا ہے
چمکتا کیوں نہیں یارب ستارہ میری قسمت کا

ہیں عشق آباد میں کشتگان حسن کے خیمے
کہیں تربت ہی ریزاں کی کہیں مدفن ہے حسرت کا

بنایا ہی خدا نے اِس حسیں کو دست قدرت سے
حسینوں میں نہیں معشوق کوئی اسکی صورت کا

بڑا دربار ہوگا خود بھی وہ تشریف لائیں گے
اجل کے ہاتھ میں پیغام ہے محشر کی دعوت کا

تڑپ جائے جو بجلی دیکھ لے تیری تجلے کو
ترے جلوے سے منہ پھر جائے خورشید قیامت کا

نہ کیونکر ہفت اقلیم سخن پر تیرا قبضہ ہو
کہ اکبر شاہ ہے تو اکبر آبادِ فصاحت کا

سکندر اب کہاں آئینہ خانہ بزم امکاں کا
اندھیری گور میں کر یاد چشمہ آب حیواں کا

سر مدفن یہ کہتا تھا ملک ہائے جاناں کا
مرے عاشق کیا آباد کیوں گوشہ بیاباں کا

بھلوں کا کام ہی سب سے بھلائی کرتے رہتے ہیں
برا چاہے جو انساں کا برا ہو ایسے انساں کا

ہمارے دل کے ویرانہ میں مٹی ہوگئے ارمان
فقیروں کی کٹی ہیں ڈھیر ہے خاکِ بیابان کا

ہزاروں عیب اپنی دلمیں رکھکر بھول جاتے ہیں
بنایا ہے خدا کے گھر میں ہمنے طاق نسیاں کا

مثل سچ ہی ہنر سے آدمی ہے بے ہنر حیواں
ہنرمندو ہنر سیکھو ہنر زیور ہے انساں کا

نہ لونگا نام قاتل حشر میں اتنا تو کہدونگا
کہ ہی اک نازنیں نازک بدن رنگیں ادا بانکا

اسے جلادسے لیکے آنکھ مچولی لگاتے تھے
ہمیں تھا محض خوں پر گماں قاتل کے داماں کا

نہ آئی نیند مدفن میں بھی آکر ہائے بیتابی
فسانہ کہہ ہی یہ شمع رو کر بزم جاناں کا

بہت سچا کسی کا قول ہے خدمت سی عظمت ہی
بنا مخدوم انکا بنکے خادم انکے درباں کا

ہوئی ہیں خاک کسکی حسرتیں صحرائے غربت ہیں
جہاں دیکھو ہیں تو وہ ہے اک ریگ بیاباں کا

پتہ کیا چاہئے اے نامہ بر یہ نام ہیں انکے
جفاپرور ستمگر شوخ چنچل چلبلا بانکا

نکالے سے بھی نکلا انکے در سے اسطرح اکبر
کبھی بیٹھا کبھی اٹھا کبھی تاکا کبھی جھانکا

سمائے کیوں نہ انسانکی نظر میں حسن انساں کا
کہ ہے اس خاک کے پتلے میں مظہر ذات سبحاں کا

ملا کرتا ہے بوسہ سبزۂ رخسار جاناں کا
پھلے پھولے الٰہی بیل بوٹہ اس گلستاں کا

میں اٹھ جاؤنگا محفل سے تری خوداو پری پیکر
رواں ہو فرش مخمل کا دہواں ہوں شمع سوزاں کا

تمہارا نام ہوتا ہے ہمارا کام ہوتا ہے
اتارو سر کو تن سی سر پہ رکھدو بوجھ احساں کا

نہیں ملتا کہیں تو گوشہ ڈہونڈ آیا ہوں
چمن کا کوہ کا دریا کا بستی کا بیاباں کا

ہوائے سبزۂ رخسار نے کیا جان ڈالی ہے
اڑا جاتا ہے طوطی بنکے ہر پتہ گلستاں کا

پریشاں کرکے اکدن خاک میں ہمکو ملائیگا
بکھرنا زلف پیچاں کا نکھرنا حسن جاناں کا

میں وہ تنگی وہ عالم تھا کہ میرا دم نکلتے ہی
کنارا کر گئے احباب پردا گورنے ڈھانکا

میری میت پہ بھی لایا عدو کو ساتھ ساتھ اپنے
جلانا کب روا ہے اوبتِ کافر مسلماں کا

تمہارے سوختہ سامانکی آہوں سے نکلتا ہے
دہواں حسرت کا لپٹیں آرزو کی شعلہ ارماں کا

کیا کرتے ہیں خاطر اپنے گھر آئے مسافر کی ستانا کب روا ہے اے فشارِ گور مہماں کا

اُبابیلوں نے اُنکے مقبروں میں جھاڑ لٹکائے دھواں اُٹھتا نہ تھا جنکے ادب سے شمع سوزاں کا

مرا دل پاؤں سے ملکر کفِ افسوس ملتے ہیں نہ اُڑ جائے کہیں رنگ حنا بیہات جاناں کا

ہے وقتِ نزع اسدم تو نظر کے سامنے بیٹھو ہمارا دم نکلتا ہے تمہیں ہوگا ہے ارماں کا

کئے ایجاد کیا کیا نسخۂ جاں بخش حکمت سے مگر پھر بھی گیا منہ میں اجل کے لقمہ لقماں کا
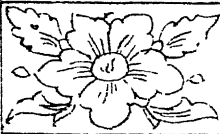
عجب ذوقِ سخن ہے شاعرِ ویر کیوں نہ غالب ہو
کرے گی روحِ فیضی ترجمہ اکبر کے دیواں کا

غضب ہے تیرا اک نظر دیکھ لینا قیامت ہو فتنہ گر دیکھ لینا

سنبھالو تو تم اپنی تیغِ ادا کو مری جاں ہی کے ہنر دیکھ لینا
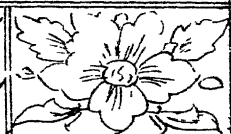
مرا کشتہ ہونا تری چشم پوشی جلانا مرا اک نظر دیکھ لینا

یہی سرکشی ہے اگر تیری ظالم اُٹھاویں گے ہم اپنا سر دیکھ لینا

ہے باریک تارِ نظر سے زیادہ دکھائی نہ دے گی کمر دیکھ لینا

جدائی میں لب خشک ہیں چشم تر ہیں اِدھر بھی شہِ بحر و بر دیکھ لینا

میں چھٹ جاؤنگا بازپرسِ عمل سے عنایت سے تم اک نظر دیکھ لینا

بٹھائینگے آنکھوں میں دل میں تجھے ہم پسند آئے جو تجھ کو گھر دیکھ لینا

ہے یہ طور آنکھوں کا وقت میں تیری اِدھر دیکھ لینا اُدھر دیکھ لینا

جلا کر تو اے شمع اک دل جلے کو جلے گی سدا تا سحر دیکھ لینا

زمیں پر پٹک دیگی اے چرخ تجھ کو یہ آہِ سریع الاثر دیکھ لینا
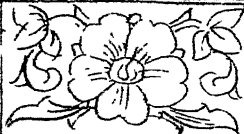
نہ پوچھو پتہ اکبرِ غمزدہ کا
کہیں ہوگا تھامے جگر دیکھ لینا

گذر ہے جانبِ گلشن کسی کا ہوا ہے چاک پیراہن کسی کا

بسک کر سخت جانی تن کسی کا
ارادہ ہے پئے کشتن کسی کا

میرے فانوس میں جلوہ گر ہے
چراغ عارض روشن کسی کا

صف مژگاں کھڑی ہے لیس ہوکر
کرے گی خون یہ پلٹن کسی کا

قطعہ

بہت کی جستجو دیر و حرم میں
نہیں پایا کہیں مسکن کسی کا

نہ مسجد میں زیارت کی کسی کی
نہ مندر میں ہوا درشن کسی کا

جہنم میں پڑے گلزار جنت
ترے کوچہ میں ہو مسکن کسی کا

عدو اچھا ہے اُس میں ہی برا ہو
مگر ہے چاک کیوں دامن کسی کا

خموشی سے ہیں گویا بت سراسر
سنیں گے خاک وہ شیون کسی کا

یہ کہتی ہے تمنا ٹھوکروں کی
ترے کوچہ میں ہو مدفن کسی کا

یہ شان بے نیازی کہہ رہی ہے
ہمیں شایاں نہیں شیون کسی کا

جو میری زندگی چاہو عزیزو
سنگھا دو لاکے پیراہن کسی کا

اگر قرآن کا جامہ بھی پہنو
یقیں لائے نہ وہ بدظن کسی کا
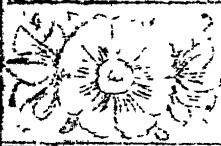
چلو اکبر وہیں چل کر رہیں گے
کہ رشک خلد ہے آنگن کسی کا
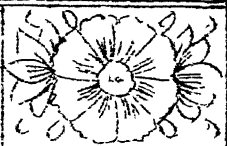
یہ احساں ہے دم کشتن کسی کا
کہ خنجر ہے سپر گردن کسی کا

نہ تڑپے ہم دم کشتن یہ ڈر تھا
نہ تر ہو خون سے دامن کسی کا

قدم سے اُٹھکے پھرے خاک حسرت
گذرتا ہے پھر سر مدفن کسی کا

پئے گلگشت آئیں جو طلعت
کرو وا غنچوں کو ہے گلشن کسی کا

تمہاری چال نے محشر کو دی چال
نہ ٹھکرایا مگر مدفن کسی کا

لگائے قہقہے محفل میں کوئی
ہو غم سے چاک پیراہن کسی کا

مزا ہو وہ کہیں چل دور اور میں
دبا لوں ہاتھ میں دامن کسی کا

وہ گل نہیں چمن میں تو بس خار خار ہے
طوطی کی نغمہ سنجی ترانہ ہزار کا

اک حوروش کی برق تجلا جلا گئی
دنیا ہی میں عذاب ہوا ختم نار کا

لے گور تو ہی ڈھانک لے پردہ غریب کل
پرساں نہیں ہے کوئی مرے حال زار کا

ہے ڈھب داغ دل میں حسن ازل کا رنگ
گلشن میں گل یہ پھولوں میں جلوے ہے یار کا

ڈرتا تھا دیکھ دیکھ کے انکو شب وصال
تھا طول کاکلوں میں شب انتظار کا

اچھا نہیں غبار دعا چھٹنے جائیے
مدفن ہے راستے میں کسی خاکسار کا

نکلی ہوئی ہے منہ سے جو بوسوں کو گنتے ہو
یہ رات وصل کی ہے کہ ہے دن شمار کا

دیکھا انھیں تو نالہ یہ کہہ کر نکل گیا
ارمان تھا میں ہائے کسی بیقرار کا

مہماں چمن میں صبح و شام کا کیا پوچھتے ہو حال
بیکس کا بے وطن کا غریب الدیار کا

مینا بھی ہے چمن بھی ہے وہ گلبدن بھی ہے
ساقی شراب دے کہ ہے موسم بہار کا

ق
اک شہر خامشاں کی طرف سے بہ اتفاق
گذرا سمند ناز جو اس شہسوار کا

آتی تھی آہ آہ کی آواز دردناک
پوچھا کہ یہ مزار ہے کس دلفگار کا

کرتی ہیں چیخ چیخ کے فریاد حسرتیں
ہے شور ہائے ہائے کسی بیقرار کا

حسرت نے یہ کہا کہ ارے غافل کہاں ہے تو
یہ ہی تو ہے مزار ترے جاں نثار کا

سنکر کہا یہ سب بھی اندوہ نے بہجوم
ہنگامہ نالہ کش تھا ہر اک سو ہزار کا

بسمل ہیں حسرتیں کہیں ارمان خونچکاں
فریاد خاک کی کہیں غوغا غبار کا

تھی آرزوئے خوں شدہ اک سمت آہ کش
تھا شور ایک سو یہ تمنائے زار کا
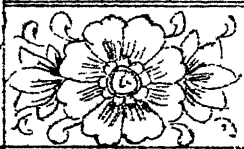
اے کشتگان تیغ محبت پڑھو دعا
ہے آج عرس اکبر سینہ فگار کا

مجھے سودا ابھی ان سے ہوا کا کیوں نہیں ہوتا
جو لکھا تھا مقدر میں وہ پورا کیوں نہیں ہوتا

میں کرتا ہوں سوال وصل پورا کیوں نہیں ہوتا
تمہیں کرنا پڑیگا تم سے ہوگا کیوں نہیں ہوتا

تلافی ہر مرض کی میرے عیسیٰ کیوں نہیں ہوتی
ہوا کرتا ہے ہر غم کا مداوا کیوں نہیں ہوتا

الٰہی یہ حسین وعدے سچے کیوں نہیں ہوتے
یہ کیا پتھر پڑے لبوں نے ایسا کیوں نہیں ہوتا

جو ممکن ہے تو میری اُس پہ راضی کیوں نہیں ہوتے
ذرا سی بات کا اقرار اچھا کیوں نہیں ہوتا

ہمیشہ درسگاہِ عشق میں تعلیم پائی ہے
مری جاگیر میں ویراں صحرا کیوں نہیں ہوتا

قبا تن سے اُتارو بید ترک سینے سے آ لپٹو
جب ایسا تم سے ممکن ہے تو ایسا کیوں نہیں ہوتا

ہمارے پاس تک آئیں انکو شرم آتی ہے
ہمیں سے ہے عدو کا اُنکا پردہ کیوں نہیں ہوتا

وہاں تو ہٹ کہ ہم ایفا کرینگے حشر میں وعدہ
یہاں تو ضد بھی ارماں پورا کیوں نہیں ہوتا

تجھے اکبر نے تنہائی میں کیا کیا کچھ نہ سمجھایا
ارے جھوٹے خدائی کے تو سچا کیوں نہیں ہوتا

نزع کے وقت تو جو آ نکلا
جان کے ساتھ مدعا نکلا

چاہِ غم میں ڈبو دیئے لاکھوں
تو کسی کا نہ آشنا نکلا

وصل کی شب لپٹ کے فرمایا
اب تو ارمان آپ کا نکلا

شام کیوقت اُسکے کوچہ سے
آسماں خون تھوکتا نکلا

آتے جاتے ہیں جیسے اور احباب
میں بھی تیری گلی میں آ نکلا

آسماں بن گئی مکاں کی زمین
چاند تو کس طرف سے آ نکلا

تجھسے امید تھی وفا کی مجھے
تو نہایت ہی بے وفا نکلا

جہاں سجدہ کیا تھا اکبر نے
واں ترا نقشِ کفِ پا نکلا

گئے دو نو جہان نظر سے گذر تیری شان کا کوئی بشر نہ ملا
تیری ہر جگہ دیکھی نرالی پھبن تیرا بھید کسی کو مگر نہ ملا
تیرا چرچا جہاں کی زبانوں میں ہے ترا شور زمانے کے کانوں میں ہے

مگر آنکھوں سے دیکھا تو پردہ نشیں کہیں تو نہ ملا ترا گھر نہ ملا

کوئی جلوہ طور پہ غش میں گرا کوئی سدرہ پہ چلنے سے عاری ہوا
گئی عقل رسا تو خبر نہ ملی اڑا طائر فکر تو پر نہ ملا

مرے ملنے ہی ہوتا ہے چین کہیں ترے ملنے نہ ملنے کا شکوہ نہیں
جو گلا ہے تو ہے یہی حق سے گلا مجھے تیرا سا ہائے جگر نہ ملا

کوئی ملنے کا تیرے نشان بھی ہے کہیں رہنے کا تیرے مکان بھی ہے
تجھے دیکھا ادھر تو ادھر نہ ملا تجھے ڈھونڈا ادھر تو ادھر نہ ملا

کہیں دست سوال دراز نہیں کسی اور پہ یوں مجھے ناز نہیں
کوئی تجھ سا غریب نواز نہیں ترے در کے سوا کوئی در نہ ملا

میں خدا جانے کس پہ ہوا ہوں فدا مرے عشق کو تاب نہیں ہے ذرا
پرے ہٹ تو پرے مرے پاس نہ آ چل جو رقیب سے نظر نہ ملا

میں ہمیشہ اسیر الم ہی رہا مرے دل میں سدا تیرا غم ہی رہا
مرا نخل امید قلم ہی رہا مرے رونے کا کوئی ثمر نہ ملا

اسی فکر میں گذرے ہیں دن اکبر اسی غم میں گنے تارے شب بھر
کیا جسنے اشارے تو ٹکڑے قمر کبھی ہم سے وہ رشک قمر نہ ملا

تم ایسے آنکھوں میں بس رہے ہو کہ بار بار ہم نے تمہیں کو دیکھا
یہاں بھی دیکھا وہاں بھی دیکھا جہاں بھی دیکھا تمہیں کو دیکھا

خدا کہوں تو خدا نہیں ہو جدا کہوں تو جدا نہیں ہو
کیا ہے آدم نے جس کو سجدہ حضور ایسا تمہیں کو دیکھا

دلوں میں سب کے مقام کرتے سوئے محمد سلام کرتے
کلیم سے کچھ کلام کرتے کمال والا تمہیں کو دیکھا

جہاں کو رنگیں چمن بنا کر چمن کو اپنا وطن بنا کر
وطن میں سو طرح بن بنا کر نیا تماشا تمہیں کو دیکھا

رہے بہت آپ کو چھپائے ہزار شکلوں میں بھیس بدلے
مگر ہماری نگاہ دیکھو کہ سب کو چھوڑا تمہیں کو دیکھا

ہزار صورت کے رنج و غم تھے جو تم بظاہر نہیں تھے ہم تھے
ہمیں نے جب آپ کو مٹایا تو پھر سراپا تمہیں کو دیکھا

تمہاری اکبر کو آرزو تھی تمہاری اکبر کو جستجو تھی
تمہیں میں آپا تمہیں کو پایا تمہیں کو ڈھونڈا تمہیں کو دیکھا

جب عرب کے چمن میں وہ نورِ خدا ہر طرف جلوہ اپنا دکھانے لگا
کفر غارت ہوا بت گرے ٹوٹ کر منہ پہاڑوں میں شیطاں چھپانے لگا

کیا بشر کیا ملک کیا زمیں کیا فلک عرش سے فرش تک شرق سے غرب تک
دیکھ کر نورِ حق ہر کوئی یک بیک آمد آمد کا مژدہ سنانے لگا

بدلیاں رحمتوں کی گرجنے لگیں نوبتیں شادمانی کی بجنے لگیں
دین کی فوجیں ہر سمت سجنے لگیں پرچم اسلام کا جگمگانے لگا

ہر طرف نورِ ایزد ہویدا ہوا جس نے دیکھا وہی دل سے شیدا ہوا
جب عرب میں وہ محبوب پیدا ہوا اسکو جتنے حسیں تھے گھٹانے لگا

پھر تو بحرِ شریعت میں موجیں اٹھیں چار جانب نبوت کی فوجیں بڑھیں
صاف اللہ سے باتیں ہونے لگیں پاس روح الامیں آنے جانے لگا

کنگرے قصرِ کسریٰ کے گرنے لگے ڈھیر بت کلمہ پڑھ پڑھ کے ترنے لگے
آگ آتشکدوں کی بجھانے لگا اور سماوا میں پانی بہانے لگا

ساتھ ابو بکرؓ عثمانؓ عمرؓ اور علیؓ پنجتن پاک پہنچے گلی در گلی

دل میں یہ مدعا ہے خدا کرے بھلی منہ سے ہر ایک کلمہ پڑھانے لگا

جیسے تاروں میں جلوہ ہو مہتاب کا وہ پرا باندھ کر چار اصحاب کا
سبد ہار رستہ کسی کو بتانے لگا دل کسی کا ادا سے لبھانے لگا

سونگھکر بھینی بھینی وہ خوشبوئے تن دیکھکر رنگ رحمت چمن در چمن
کہہ کے انت نبی پڑھ کے صل علیٰ بلبل خوشنوا چہچہانے لگا

موم پتھر ہوا بول اُٹھے جانور اُلٹا سورج پھرا ہو گیا شق قمر
رفع حاجت کو بیٹھا کئے دو شجر خشک صحرا میں چشمے بہانے لگا۔

اکبر خستگی ہیں یہ جا التجا انہیں کوئی تو پوری ہو بہر خدا
یا تو جلوہ دکھا یا مدینہ بلا ورنہ تسکین دے دل ٹھکانے لگا

ذات احد کو گلشن ہستی میں آنا تھا
یہ میم سے جو روپ بھرا ہے بہانہ تھا

آدم نے لاکے پائے قفس میں پھنسا دیا
اپنا کسی چمن میں کبھی آشیانہ تھا

کی ہیں ہزار رنگ میں گو پردہ داریاں
لیکن کہیں جمال تمہارا چھپا نہ تھا

ہاں اے نگاہِ ناز کوئی وار اور بھی
کیا بات اس نشانہ کی ہی کیا نشانہ تھا

تمنے خریدتے ہی مجھے بے بہا کیا
کوئی نہ پوچھتا تھا میں جبتک بکا نہ تھا

قربان اپنے مرشد برحق کے جائیے
اسکو دکھا دیا ہے کہ جسکو سنا نہ تھا

ہم جستجوئے یار میں دنیا سے گم ہوئے
اُسکا پتا ملا تو پھر اپنا پتا نہ تھا

واعظ تو دیکھتا تو سہی پی کے ایک گھونٹ
جا بے نصیب تیرے مقدر ہی کا نہ تھا

لاہوت میں پہنچکے یہ حیرت نے دی صدا
کیا غل تھا کسکی یاد تھی کیسا فسانہ تھا

اجڑے ہوئے مکاں تو نہیں یاد تھے تمہیں
ٹوٹے ہوئے دلوں میں تمہارا ٹھکانہ تھا

کعبہ میں تم ملے نہ کلیسا میں تم ملے
پھر کونسے مکاں میں تمہارا ٹھکانہ تھا

رسوائیوں کا اپنے تو اکبر گلا نہ کر

اول ہی مزاج ترا عاشقانہ تھا

ہمنے جب حسن آپ کا دیکھا	ہوش اپنا نہ پھر بجا دیکھا
اسکی آنکھوں میں خار ہے جنت	جسنے گلزار مصطفےٰ دیکھا
ہے شبیہہ محمد آنکھوں میں	آج آئینہ خدا دیکھا
اے حلیمہ خبر نہیں تجھکو	گود میں اپنی تونے کیا دیکھا
جتنی ہیں خوبیاں نبوت کی	آپ پر کل کا خاتمہ دیکھا
سایہ کا سایہ ہو نہیں سکتا	آپ کو سایۂ خدا دیکھا

یوں تو لاکھوں نبی ہوئے اکبر
ان کو محبوب کبریا دیکھا

کیا کہیں آج ہمنے کیا دیکھا	مرشد پاک میں خدا دیکھا
بک کے پیر مغاں کے ہاتھوں پر	کچھ مزا پایا کچھ مزا دیکھا
حسن وہ چیز ہے کہ ہر کوئی	آپ کے سمت دیکھتا دیکھا
تم کو دیکھا جو اپنی آنکھوں سے	پھر نہ اپنا کہیں پتا دیکھا
آنکھ والوں نے آنکھ سے تمکو	جا بجا پایا جا بجا دیکھا
چوکتے کب ہیں دیکھنے والے	تمکو آنکھوں میں رکھ لیا دیکھا

دہوم ہے انکے حسن کی اکبر
جسکو دیکھا اسے فدا دیکھا

تم چھپے اور ہمنے آ دیکھا	کیوں ہمارا کبھی دیکھنا دیکھا
مَنْ رَاٰنِی فَقَدْ رَاَی الْحَقّ	آپکا قول آئینہ دیکھا
تم کو دیکھا ہے برملا لیکن	یہ نہ پوچھو کہ تم میں کیا دیکھا
دل میں آیا تصور مرشد	عرش پر جلوۂ خدا دیکھا

کیا ہماری نظر ہے کیا ہم ہیں — تم نے جو کچھ دکھا دیا دیکھا
برزخ شیخ پہ ہے جاں قربان — شکلِ انسان میں خدا دیکھا

عشق کی جس نے مے نہ پی اکبر
اُس نے دنیا میں آکے کیا دیکھا

منقبت در شانِ مردِ میدان لافتیٰ شیرِ خدا مولا علی مشکلکشا کرّم اللہ وجہہ

اے بادشاہ لافتیٰ مولا علی مشکلکشا — ہمراز محبوب خدا مولا علی مشکلکشا
کیا اصفیا کیا اوصیا کیا اتقیا کیا اولیا — ہے سب کا تجھ سے سلسلہ مولا علی مشکلکشا
شاہِ زمن کعبہ وطن اژدر فگن کعبہ وطن — مرحبا با صد مرحبا مولا علی مشکلکشا
کیا شان ہے شانِ نبی کیا آن ہے آنِ نبی — کیا نام ہے نامِ خدا مولا علی مشکلکشا
نورِ صمد شیرِ احد ماہ شرف شاہِ نجف — ابرِ کرم بحرِ سخا مولا علی مشکلکشا
تلوارِ دی اللہ نے دخترِ رسول اللہ نے — ٹھہرے نصیبے کے خدا مولا علی مشکلکشا
اس آنکھ سی جس آنکھ نے مخمود دو عالم کئے — میری طرف بھی دیکھنا مولا علی مشکلکشا
ہو جائے دور اسکی بلا جو یہ کہے صبح و مسا — مشکل میں ہیں آ جاؤ یا مولا علی مشکلکشا
کب تک مصیبت میں رہوں کب تک رنج و غم سہوں — آخر تو ہوں میں آپ کا مولا علی مشکلکشا
بے بس کری منزلیں ہیں سخت ان کی مشکلیں ہوں — کیجے میری امداد یا مولا علی مشکلکشا

اکبر جو چاہے مانگنا وارث کا دیجے واسطہ
پھر دیکھنا دیتے ہیں کیا مولا علی مشکلکشا

در شانِ سراپا فیضانِ مُرشدنا و سیّدنا جنابِ حاجی وارث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جو پی لی ایک پیمانہ میرے مخدوم وارث کا
رہے تا حشر دیوانہ میرے مخدوم وارث کا

بہارِ عید آئی ہے طبیعت رنگ لائی ہے
بنا دو مجھکو مستانہ میرے مخدوم وارث کا

چڑھی ہے وارثی رنگ شراب عشق بٹتی ہے
کھلا ہے آج میخانہ میرے مخدوم وارث کا

سلیقہ سے پیو اے میکشو یہ بیخودی کیوں ہے
چھلک جائے نہ پیمانہ میرے مخدوم وارث کا

سلاطین زمن آکر جہاں گردن جھکاتے ہیں
ہے وہ بستر فقیرانہ میرے مخدوم وارث کا

نہ کیوں سجدہ کریں جن و ملک اس آستانہ پر
بنا ہے عرش کاشانہ میرے مخدوم وارث کا

ہے بزم دہر میں شمع جمالِ وارثی روشن
جسے دیکھو ہے پروانہ میرے مخدوم وارث کا

بقدر وسعت ہمت ملا کرتا ہے سائل کو
ہے وہ دربار شاہانہ میرے مخدوم وارث کا

اٹھی کالی گھٹا گھنگھور ہاں ایسے میں اے ساقی
پلا دے بھر کے پیمانہ میرے مخدوم وارث کا
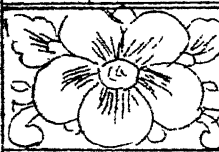
سلانا ہے اگر منظور اکبر کا اجل تجھ کو
سنا دے کوئی افسانہ میرے مخدوم وارث کا
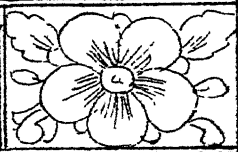
آکے دنیا میں سب قرار بشر بھول گیا
جو ادھر یاد کیا تھا وہ ادھر بھول گیا

دیکھ قرآن میں کیا تو نے کیا تھا اقرار
پھر تجھے یاد دلاتے ہیں اگر بھول گیا

قصر شاہی میں تو رکھتا ہے ہزاروں خادم
جسمیں تنہا تجھے سونا ہے وہ گھر بھول گیا

دولت عمر کا تربت میں ہوا ہے افسوس
کسکو دے آیا کہاں کھوئی کدھر بھول گیا

یاد تھے سینکڑوں فن آگئی جب سر پہ اجل
کوئی حکمت نہ چلی سارے ہنر بھول گیا

دونو عالم کے بکھیڑوں کا سبق وہ انسان
جسپہ وارث کی پڑی ایک نظر بھول گیا
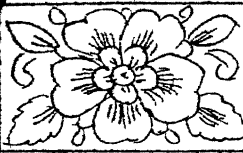
دیکھکر جلوۂ محبوب خدا اے اکبر
روشنی شمس چمک اپنی قمر بھول گیا

ردیف ب
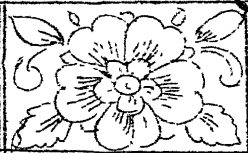
چلے عرش پر مصطفیٰ آج کی شب — ہے روشن سمک تا سما آج کی شب
خدا سے ہے راز و نیاز محمدؐ — محمدؐ پہ فضل خدا آج کی شب
نظر آئی امت کی بخشش کی صورت — نبی سے خدا مل گیا آج کی شب
حبیب خدا اب خدا سے ملیں گے — جدائی رہے گی جدا آج کی شب
گرجنے لگے رحمت حق کے بادل — شفاعت کی اٹھی گھٹا آج کی شب
وہ جلوے دکھائے ضیائے نبی نے — دیا روز روشن گھٹا آج کی شب
کھلی رہ گئی دیکھکر چشم انجم — جمال حبیب خدا آج کی شب
کھلے معنئ قاب قوسین حق سے — ملے خاتم الانبیا آج کی شب
ترانے درودو نبی کے گاتی ہیں حوریں — کہ جنت میں ہے رتجگا آج کی شب

جو مانگو گے وہ حق سے پاؤ گے اکبر
کہ ہے باب رحمت کھلا آج کی شب

ردیف پ
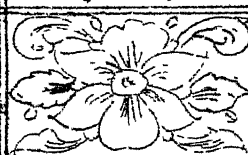
نہ اترائیں زمیں پر اس قدر آپ — کبھی ہو جائیں گے زیر و زبر آپ
کریں گردوں کے گرنے کا نہ ڈر آپ — ہے میری آہ معدوم الاثر آپ
پریشاں ہو وہاں تم اور یہاں ہم — تڑپتے ہیں ادھر ہم اور ادھر آپ
نہ ہو بائیں ولی تو میرا ذمہ — ذرا دیکھیں تکبر چھوڑ کر آپ

کوئی اُس رشک خور سے یہ تو پوچھے
رہے کس کے مکاں پر رات بھر آپ
بتاتے ہیں ہمیں طریق کوئے جاناں
بہک جائیں نہ خضرِ راہ پر آپ
تماشا ہے تماشا گاہِ عالم
نہ ہوں غافل تماشا دیکھ کر آپ
یہ سب نقش و نگار لوحِ ہستی
ہیں فانی صورتِ شام و سحر آپ
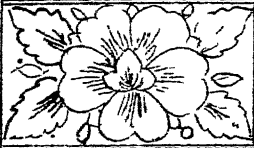
یہ سب سچ ہے جو اکبرؔ کہہ رہا ہے
کریں مفہومِ نقش کا لحجر آپ
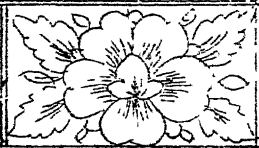
یوں پوچھتا تھا چھیڑ سے وہ رشکِ قمر رات
یہ کون سیہ بخت ہی روتا ہے جو ہر رات
اے خواب تجھے ڈھونڈتے تھی دیدۂ تر رات
کیا ہو گیا تھا تو بھی شبِ غم کی سحر رات
امدادِ خیالِ رخِ روشن بھی وگرنہ
کیا جانے دکھاتی مجھے کیا رنگ دگر رات
دل پھنس گیا زلفوں میں یہ اندھیر تو دیکھو
تھا ہندوؤں کے قبضہ میں اللہ کا گھر رات
بقلمہ نہ تم کاکلِ مشکیں کو سنوارو
غیرت سے نہ ہو جائے کہیں زیر و زبر رات
دن یادِ رخِ غیرتِ خورشید میں گذرا
کی گیسوئے شبرنگ کے سودے میں بسر رات
اندھیر سراسر ہے کہ وہ زلف ہے رخ پر
دیکھو تو چڑھی جاتی ہے خورشید کے سر رات
یہ کالی بلا سر سے اتر جائے گی میرے
پھنس جائے ترے زلف کے پھندے میں اگر رات
کٹتے ہی نہیں اُف رے فرقِ رخ و گیسو
یہ چاہیں دشمن مرے دن شام و سحر رات
اک آہ بلا ریز میں یہ گنبدِ گرداں
گر جاتا مگر رہ گئی تھوڑی سی کسر رات
یادِ رخ کاکل ہے میں سو جاؤں کہ جاگوں
ہوں محوِ تحیر کہ ادھر دن ہے ادھر رات
کیا سو گیا تھا اخترِ قسمت بھی مرے ساتھ
رؤیا میں جو آیا نہ وہ منظورِ نظر رات
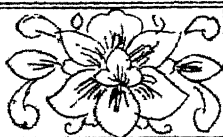
اندھیر ہے اس رشکِ قمر نے ہی نہ پوچھا
اکبرؔ تری کس رنگ سی ہوتی ہے بسر رات

بخت من نازد کہ در چشمِ جمالِ دلبرست
اخترم وش دلم خورسند طالع یاورست

کافرِ عشقم ندانم مشرب اسلام را — کعبۂ ابروئے تو بہر سجودم خوشتر است

از قیود مذہب و ملت رہائی یافتم — بندۂ زلفِ توام سودائے تو اندر سر ست

عاشقاں را کشتہ از تیغ نازے نازنیں — خونِ عاشق در کمینگاہِ تو شیر مادر ست

از نگاہِ لطف بیں شوریدگانِ خویش را — بر رہت سر بر درت منظر بکویت بستر ست

با رقیباں بادہ نوشی اے شمع محفل سوز دل — از طپش پروانہ ات را تا سحر خاکستر ست

وصف خوبی ہائے تو چنداں کہ خوبی ہائے تو — چشم آہو گوش گل دنداں گہر لب شکر ست

از نماز کشتگانِ خویش غافل گشتہ — بے نیازی تا کجا انصاف روزِ محشر ست
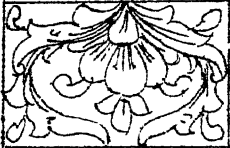
یاد کن ایں کشتگانِ خویش را غافل مباش
فاتحہ برخواں بیا اینجا مزارِ اکبر است

ردیف ث

ہیں حسن حسین و نورِ حسن جگ کے سائیں داتا وارث
و ہ من موہن پیارے مٹھن جگ کے سائیں داتا وارث

عاشق ہیں ہر مشرب والے ہیں پوجتے ہر مذہب والے
ہر قوم میں ہے تیری سمرن جگ کے سائیں داتا وارث

محبوب الٰہی کے پیارے زہرا کی آنکھوں کے تارے
فرزند نبی دلبند حسن جگ کے سائیں داتا وارث

چتوں کا ترے دیوانہ ہوں تو شمع ہے میں پروانہ ہوں
اب آن لگی ہے تجھ سے لگن جگ کے سائیں داتا وارث

ارمان ہے یہی حسرت ہے یہی راحت ہے یہی جنت ہے یہی
قدموں میں ترے ہو مدفن جگ کے سائیں داتا وارث

وہ بولنا جلدی بھاتا ہے۔ جب یاد کبھی آجاتا ہے
ہوتی ہے دل میں اور جلن جگ کے سائیں داتا وارث

وہ دن وہ راتیں یاد کریں ہم کیا کیا باتیں یاد کریں
اب کہاں وہ لطفِ شعر و سخن جگ کے سائیں داتا وارث

یہ دل میں اب تو سوچا ہے۔ بس اب تو اتنی تمنا ہے
قربان ہو تم پر جان و تن جگ کے سائیں داتا وارث

کبتک دُر دُر پھٹ پھٹ کو سہیں تجھ سے نہ کہیں تو کس سے کہیں
اب آن لئے ہیں تیرے چرن جگ کے سائیں داتا وارث

اکبر کے گریہ کی حد ہو اب چشم کرم یا مرشد ہو
آنکھیں ہیں بنی ہا دوں ساون جگ کے سائیں داتا وارث

ردیف ج

الٰہی کون یاں مہمان ہے آج
کہ جبریل امیں دربان ہی آج

ہے کس شاہ جہاں کی آمد آمد
نئی شوکت نیا سامان ہی آج

ہے جشن آمدِ سلطانِ خوباں
جہاں بھر میں عظیم الشان ہی آج

گرے ہیں سجدہ معبود میں بت
کمر ٹوٹی ہوئی شیطان ہی آج

وہ آیا منتظر تھے جسکے کل سے
نکالو جسقدر ارمان ہی آج

رہے پیش نظر نور محمدؐ
یہی حسرت یہی ارمان ہی آج

پڑھوں صل علےٰ کیونکر نہ اکبرؔ
محمد کی نرالی شان ہے آج

نبی ہر شے سر دواج ہے آج
محمد کی شب معراج ہے آج

وہاں جاتے ہو آنا بخشوا کر -
تمہارے ہاتھ میری لاج ہے آج

بھلا امت کی بخشش کیوں نہ ہوگی
شفاعت کا ترے سر تاج ہے آج

اسے بھی تاکتے جانا کہ یہ دل
نظر کے تیر کا آماج ہے آج
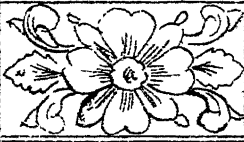
جو جی چاہے لکھو اکبر تمہارا
سخن کی سلطنت میں راج ہے آج

ردیف ح

آ جا خدا کے واسطے رشک قمر کسی طرح
ہوتی نہیں شب فراق اب تو بسر کسی طرح

ہاتھوں میں دل لئے ہوئے آیا ہوں نذر کیلئے
فخر ہو بخت پر مجھے لیلو اگر کسی طرح

پرتو جلوۂ حبیب ہوتا نہ انکو گر نصیب
پاتے نہ یہ چمک دمک شمس و قمر کسی طرح

غم تو میں کھا لیا کروں تھمتے نہیں ہیں کیا کروں
دیدۂ تر کسی روش درد جگر کسی طرح

وہ تو پلا کے چلدیا مست یہ کہتا رہ گیا
ساقی ادہر کسی طرح ساقی ادہر کسی طرح

عشق کی منزلیں ہیں دو رہ گئے تھک کے چور چور
شوق زیارت حضور آگے گذر کسی طرح
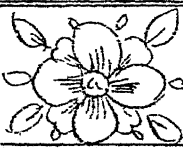
اکبر خستہ ہو کے ساتھ ہاتھ میں اسکے دیجے ہاتھ
کہدے ہی تیرے ہاتھ بات پھر نہیں ڈر کسی طرح

ردیف خ
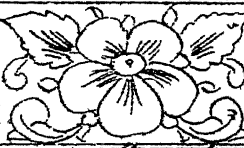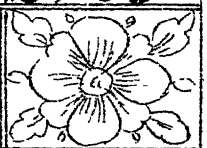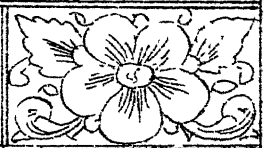
اپنے افعال کی کچھ بھی نہیں پروا گستاخ
کہہ برا قسمت قسام کو اچھا گستاخ

ان کرشموں پہ نہیں میں ہی اکیلا گستاخ
سب ہیں مائل ترے کیا ذی ادب اور کیا گستاخ

بہر تشہیر تڑپتا ہی رہا مقتل میں
کسلئے ذبح کیا آپ نے ایسا گستاخ

دیکھ دونو کی شرارت نے کیا ہے بدنام
شوخ ہے آنکھ تری دل ہے ہمارا گستاخ

کر دیا مجھکو ترے لطف و کرم نے کیسا
شوخ بدمست سراسیمہ نکما گستاخ

گر یہی ضد ہے تو اے یار بنے گی کیونکر
تجھسا ذی شرم زمانے میں نہ مجھسا گستاخ

یاں تو بیدل بھی گذر جائیگی لیکن ہے یہ خوف
کہیں تجھکو نہ بنا دے دل شیدا گستاخ

کتنے سامان ہیں اکمل کے ستانے کیلئے
عشوہ خونخوار ادا شوخ کرشمہ گستاخ

میں تو اس حفظ مراتب کا تمنا گستر ہوں
کہ ہر خط تجھے القاب میں لکھا گستاخ

کس قدر شوخ ہے آتا ہی نہیں قابو میں
ہوتا جاتا ہے مرا طفل تمنا گستاخ

کچھ یہ تہذیب ہی ہر بات پہ کہتے ہو مجھے
ہو گیا تکیہ کلام آپ کا گویا گستاخ

اک نظر میں تری ہو جاتے ہیں صوفی مدہوش
اک ادا میں تری بنجاتے ہیں ملا گستاخ

اکبر شوخ طبیعت کی بڑھا دو توقیر
سر محفل بھی کہدو کہ ادھر آ گستاخ

ردیف دال

مرے وارث ہو تم مولا علاؤ الدین علی احمد
مجھے اب کیا کمی ہے یا علاؤ الدین علی احمد

ترے قدموں میں ہے گنگا علاؤ الدین علی احمد
مگر دشوار ہے جمنا علاؤ الدین علی احمد

کراتی ہے وضو جو تیرے مہمانان چشتی ہیں
بہشتی ہو گئی گنگا علاؤ الدین علی احمد

پہاڑوں سے چلے ہردوار آئی آکے کلیر میں
تری چوکھٹ کو آ چوما علاؤ الدین علی احمد

ہو کیوں واصل ذات خدا جب لاڈلا ٹھیرا
فرید الدین بابا کا علاؤ الدین علی احمد

مضامین کتاب معرفت کا ایک دفتر ہے
ترے گولر کا ہر پتا علاؤ الدین علی احمد

ادھر سے روز شوق دید میں سورج نکلتا ہے
جدھر ہے تیرا دروازہ علاؤ الدین علی احمد

علاوہ ان مدارج سے کہ جو بابا سے حاصل ہیں
مقدس نام ہے کیا کیا علاؤ الدین علی احمد

نگاہ لطف ہو عبد الرحیم پاک باطن پر
ترے در کا ہے سجادہ علاؤ الدین علی احمد

غیروں کی اور لگ گئے ہیں
تم بھی عاشق ہو گئے چھوکروں پر

تو بھی زلفوں کو کھول کر آ جا
آج کالی گھٹا ہے زوروں پر

چاند سا منہ چھپا لیا تم نے
پھر کیوں ڈھا دیا چکوروں پر

اُن کے رخ پر نثار ہیں زلفیں
کالے عاشق ہوئے ہیں گوروں پر

[illegible]
ناتوانی ہے آج زوروں پر

چٹ کر چھوڑ دو کہ رہتی ہے
تنگدستی سدا چٹوروں پر

شعلہ طور کو تجلی ہے
رات کی باسی مہندی پوروں پر

میرے حق میں لگا لے نہ تجھے
رات کی باسی مہندی پوروں پر

لگی رہنے دو پیار کی ہے
رات کی باسی مہندی پوروں پر

خون ناحق کو چھوڑ ہے اے قاتل
تیری آنکھوں کے لال ڈوروں پر

عرش قرباں ہے ترے اعزاز پر
معجزے صدقے ترے اعجاز پر

اُٹھ گیا حسن تیرے حسن سے
ناز کو ناز تیرے ناز پر

خوب ہیں آپس میں کیا سرگرم عشق
ناز برداری پہ ہم - تم ناز پر

اے کبوتر خط کو لے اُڑ اس طرح
باز قربان ہو تری پرواز پر

ناز گل آواز بلبل سب فدا
ناز پر تیرے تری آواز پر

اُن کے گھر ہر روز ہو آنا ترے
بدگمانی ہے مجھے ہمراز پر

سرکشی کرتا ہے شعلہ المدد
شافع محشر ترے جانباز پر

مژدہ دید نبی قاصد سنا
کان ہیں مدت سے اس آواز پر

طائر سدرہ نشیں کے تیرے ساتھ
تھرتھراتے ہیں دم پرواز پر

پھر پڑھو مطلع کہ جس کے رشک سے
نوچ ڈالے بلبلِ شیراز پر

ہر پری کے ہیں ترے انداز پر
مست عشوہ دل خراب ناز پر

شمع بھی اس غم سے بے پروا نہ تھی
جل بجھی پروانہ کے پرواز پر

جو گرا در پر ترے مر کر اُٹھا
ہم تو دم دیتے ہیں اس اعجاز پر

دل اُڑا لے کس لئے تو نے پری
ہاں کھوے یا پیے پرواز پر

لے اُڑی طاؤس افشاں کی طرح
کیب لگا لائی ترے پشواز پر

زلف مشکیں رشکِ گلگوں اوج حسن
دیکھ لیں گر اُس بتِ طناز پر ق

دو پھلنکے نوچ ڈالے کاٹ دے
نافہ آہوان بلبل ناز پر

اک نہیں ہے سب سوالوں کا جواب
طول مقصد صدقے اس اعجاز پر

سر ہو نیکو چھڑکتا ہے وہ شوخ
آبِ پیکاں کشتہ انداز پر

نوش لب سو شورِ محشر کے لئے
شہد چھڑکا ہے شہیدِ ناز پر

لیکے چھڑیاں خود چلا آتا ہے آج
ناز غمزے پر تو غمزہ ناز پر

اکبر آشفتہ کر بیٹھا نثار
جاں ترے غمزہ پہ دل انداز پر

مرغ دل دارد بگردوں باز پر
می‌زند گنجشک ما چوں باز پر

در سر پرواز عنقا گشتہ ایم
پیش ما افگندہ صد شہباز پر

چوں باد رنگ سلیماں مے پری
باز گیر اے فکر از پرواز پر

طائر فکرم باوج حق پرد
مے زند و شباں عنقا باز پر

صید دل افتاد بر پیکانِ تیر
صورت پروانہ زد بر گاز پر

در قفس قانع نشین و شاد باش
ہیچ مکشا در ہوائے آز پر

چوں شمع بزم دنیا سوختی | سوئے حق اے طائر جانباز پر
ریمانش ہا زکن رصید دل | تیرا کشائے تیر انداز پر
بازوے باز تعلق در شکن | در ہوائے بیخودی افراز پر
اے پری بامن سلیمانی نگن | کم ہیالائے سر پر ناز پر
یارسول اللہ معراج دگر | بر سر پر عرش اعظم باز پر

یا بہ یثرب طار روحش بہر
یا پئے اکبر خدا باساز پر

ردیف زائے در شان خواجہ غریب نواز

اے چشم نبی کے نور نظر سلطان الہند غریب نواز
تم ولیوں کے ہو افسر سلطان الہند غریب نواز

کیا کیا انعام باری ہے اک فیض کا دریا جاری ہے
لٹتی ہیں دیگیں بھر بھر کر سلطان الہند غریب نواز

بھر بھر کر تو بھی سب کو پلا خالق نے ترے نانا سے کہا
اِنَّا اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ سلطان الہند غریب نواز

کیوں دیر لگائی ہے خواجہ آخر تو ترا ہوں آجا
بھر دے مینا دیدے ساغر سلطان الہند غریب نواز

گرداب بلا میں ہے کشتی از بہر بزرگان چشتی
تم آکے لگا دو اک ٹھوکر سلطان الہند غریب نواز

سرتاج شاہنشاہی ہو انوار ذات الٰہی ہو
فیضان تمہارا ہے گھر گھر سلطان الہند غریب نواز

بے کس ہیں بے بس بیچارہ ہیں عاجز ناقص ناکارہ ہیں
لو ہم سے بے خبروں کی خبر سلطان الہند غریب نواز

سردارِ زمیں سرکارِ فلک محبوب خدا مخدوم ملک
آقائے جن مولائے بشر سلطان الہند غریب نواز

اکبرؔ تیرا متوالا ہے تو اس کا دینے والا ہے
اب دیر کیا ہے بھر دے ساغر سلطان الہند غریب نواز

دیگر

اے مہر حقیقت کے مظہر سلطان الہند غریب نواز
ذرے ہیں تیرے شمس و قمر سلطان الہند غریب نواز

فرمانبردار ہیں سب تیرے ہیں دل پر نقش لقب تیرے
آقا مولا خواجہ سرور سلطان الہند غریب نواز

کفار کا کفر گھٹانے کو اسلام کی شان بڑھانے کو
آئے گمراہوں کے رہبر سلطان الہند غریب نواز

میں بھی مقصد اپنا پاؤں روضہ پہ چڑھانے کو آؤں
شیرینی پنکھا گل چادر سلطان الہند غریب نواز

غم کے ہاتھوں دنیا ہے نہ دیں اب لب پر آئی جان حزیں
جز تیرے کہوں کس سے جاکر سلطان الہند غریب نواز

مل جائے کچھ تو خدا کے لئے پھیلائے ہاتھ دعا کے لئے
آیا ہوں در پہ گدا بن کر سلطان الہند غریب نواز

مقبول ہوں بندہ پرور کو مضمون کے پھول نچھاور کو
لایا ہے میرٹھ سے اکبرؔ سلطان الہند غریب نواز

ردیف س

بیٹھے ہیں غیر حور شمائل کے آس پاس
دوزخ دہک رہا ہے یہاں دل کے آس پاس

دیکھو یہ اُسکی شان کریمی کہ بے طلب
پھرتا ہے مدعا لب سائل کے آس پاس

جس نور کی تلاش کہ دیر و حرم میں تھی
آنکھوں نے کیوں نہ ڈھونڈ لیا دل کے آس پاس

پاس ادب نے دید کی بھی آس توڑ دی
ہوں تو سماں بنا تری محفل کے آس پاس

چھٹتا نہیں ہے جوش محبت سے میرا خوں
لپٹا ہوا ہے دامن قاتل کے آس پاس

اس قند لب نے غنچوں کی پوچھی نہ بات بھی
کملا گئے چمن میں وہ کھل کھل کے آس پاس

محشر میں اس شہید کی دے گا شہادتیں
خوں جم رہا ہے خنجر قاتل کے آس پاس

کیا تنگ رنگ کے دل نالاں میں داغ ہیں
گلشن بنا دیا ہے عنادل کے آس پاس

اللہ رے فرط شوق شہادت کہ آج دل
کرتا ہے رقص خنجر قاتل کے آس پاس

کیا بزم دلمیں حسرت ارمان یاس و غم
بیٹھے ہیں شاد واں گلے مل مل کے آس پاس

لیلےٰ اسے نشانہ تیر نظر بنا
پھرتا ہے قیس پھر وہ محمل کے آس پاس

اللہ رے عتاب کہ ہے چار سو نظر
اک تیر چھپا نہ ہو کہیں محفل کے آس پاس

ردیف ش

دوستوں کو ہوتی ہے دشمن کی تلاش
پاک دامن کو ہے رہتی پاک دامن کی تلاش

حشر میں ہونے لگی جب دوست دشمن کی تلاش
ہم نے چھپنے کے لئے کی شر کے دامن کی تلاش

اب اجازت دفن کی ہو جائے تو جنت ملے

یار کے کوچے میں ہم نے جائے مدفن کی تلاش
سب تماشے آپ میں ہیں دیکھ لو اور چھوڑ دو
کوہ کی تفتیش بن کی فکر گلشن کی تلاش
دیکھ لو تم اپنی آنکھیں چاٹ لو اپنی زبان
کیوں ہے نرگس کی تمنا کیوں ہے سوسن کی تلاش
میرے سر کو میرے دل کو میری آنکھوں کو رہے
تیرے در کی تیرے گھر کی تیرے آنگن کی تلاش
مسجدوں میں شیخ ہو ہو کر کیا تجھ کو طلب
بتکدوں میں تیری بن بن کر برہمن کی تلاش
ملنے والا بل ہی جائے گا کبھی اکبر کرو
جان کو تسکین دل میں جستجو تن کی تلاش

ردیف ص

نہ کرنا کوئی ایسا کام ناقص
کہ ہو جاؤ کہیں بدنام ناقص
خدا کی یاد سے غافل نہ ہونا
ہے ورحت طلب آرام ناقص
بھلوں سے مل اگر چاہے بھلائی
بری صحبت کا ہے انجام ناقص
نہ ایسا کام کرنا جس سے ہو جائے
نکما ناخلف ناکام ناقص
لکھو اکبر یہ مصرع آب زر سے
ہے ناقص کام کا انجام ناقص

ردیف ض

ہمکو زاہد دین سے مطلب نہ دنیا سے غرض
طالب المولا ہیں رکھتے اپنے مولا سے غرض

اے خدا یہ التجا ہے کام غیروں سے نہ ڈال
تیرے بندوں کو ہے تیری ذات والا سے غرض

کنج عزلت میں خدا سے طالب امداد ہوں
کام کچھ اعلےٰ سے نکلیگا نہ ادنےٰ سے غرض

جاگتے سوتے نہاتے دھوتے اٹھتے بیٹھتے
الغرض ہر کام میں ہو حقتعالیٰ سے غرض

پھر کسی شی کی تمنا ہی نہو دیدے وہ جام
ایک تجھ سے ہی رکھیں ساقی ترے پیاسے غرض

آئے ہو تو جاؤ اس دنیا کے منہ پر تھوک کر
بوالہوس رکھتے ہیں اکبر ایسی تجبہ سی غرض

ردیف ط

ہوتا نہیں ہے آہ غم دلربا غلط
یارب ہوا ہے کیوں اثر مدعا غلط

پہنچے ہیں مست مولوی کہتے ہی رہگئے
یہ مسئلہ صحیح ہے یہ مسئلہ غلط

کھینچا جو تم نے نقش سراسر ہوا صحیح
لکھا جو ہمنے حرف وہی ہوگیا غلط

جھگڑوں کو چھوڑ مصلحت کل کا ہے طریق
یہ راستہ درست ہے وہ راستہ غلط

اکبر خموش بیٹھ تماشائے خلق دیکھ
یاں بولنا غلط ہے زباں کھولنا غلط

ردیف ظ

ہم چلے تو کہا خدا حافظ
ایسے گمراہ کا خدا حافظ

آئے گا ہم کو ہر قدم پر یاد
یہ جو تم نے کہا خدا حافظ

دور منزل ہے راستہ دشوار
اے مسافر ترا خدا حافظ

نزع میں گور میں جزا کے دن
ہر گنہگار کا خدا حافظ

کون روکیگا کون دیگا ساتھ
میں تو تنہا چلا خدا حافظ

عمر گذری شراب خانہ میں
اب ہے اکبر ترا خدا حافظ

ردیف ع

تیرے رخ کے سامنے گر آئے شمع
تری پروانہ بنے جل جائے شمع

ہوں وہ پروانہ نہیں پروائے شمع
خود ہی مدفن پر چلوں جل جائے شمع

جل بجھوں اے یار تیری بزم میں
میری چربی سے اگر بنجائے شمع

دونوں عالم میں ہو میری روشنی
گر بنالو صورت زیبائے شمع

صورت فانوس روشن ہے مزار
سوز غم سے ہوں میں سرتاپائے شمع

اس سے سیکھو عاشقی جلنے کے بعد
گر پڑا پروانہ زیر پائے شمع

کیا عجب اکبر ہے یہ وحدت نما
فاتحہ میں تیری قل پڑھوائے شمع

ردیف غ

ہیں سرنگوں جو عرصہ رخ پر بسان تیغ
ہوتا ہے ابروؤں پہ تمہارے گمان تیغ

وہ قدرداں ہیں میرے تو میں قدردان تیغ
مقتل میں میرے دم سے بڑھی ہے عز و شان تیغ

تم اس شہید ناز کی تعظیم دیکھ لو
خم ہو گیا ادب سے سر قہرمان تیغ

پہلے ہی قتل سے سر مقتل سلا دیا
قاتل قاتل سنا سنا کے مجھے داستان تیغ

کیوں دمبدم ملے نہ گلے کشتۂ ادا
تیغ اس پہ مہرباں ہے یہ مہربان تیغ

یارو فروتنی کو چھوڑو کہ دہر میں
نیچا ہی دیکھتا ہے تکبر بسان تیغ

تولے ہیں ابروؤں کو جو چشمان نرگسیں
بیمار ہیں کہ کیسے ہوئے خالان تیغ

ہیں جان سے عزیز شہادت کے واسطے
دلمیں نشان تیر گلو میں نشان تیغ

سودا کیا ہے ہر سر شوریدہ حال کا
کھولی ہے ابروؤں نے تمہاری دکان تیغ

اے تشنہ کام شوق شہادت وہ چلدیئے
اب کسطرح پیئے گا تو آب روان تیغ
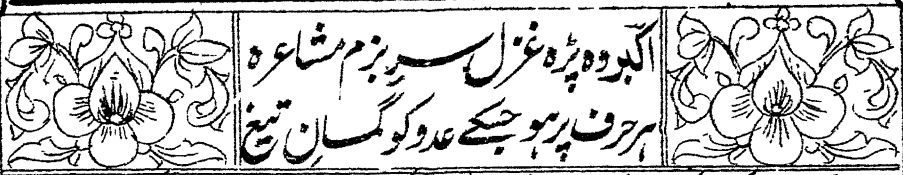
اکبر وہ پڑھ غزل سرِ بزمِ مشاعرہ
ہر حرف پر ہو جسکے عدو کو گمانِ تیغ

وہ نازنیں ہیں کون کرے امتحانِ تیغ — انکی بلا اُٹھائے یہ بارِ گرانِ تیغ
کرتی ہے رنگ رنگ کے خوں نذرِ آنِ تیغ — میری رگِ گلو ہے فقط قدر آنِ تیغ
کھلائے زخم دل پہ یہ کہتی ہیں بلبلیں — یہ بوستانِ تیر ہے یا گلستانِ تیغ
اس تشنہ کامِ قتل کو دے آب خوں نہ پی — دیتی ہے دمبدم مجھے کیوں دم زبانِ تیغ
قاتل نے میرے جسم کو چھلنی بنا دیا — لاکھوں ہیں زخم تیر ہزاروں نشانِ تیغ
جس شاہِ ذوالفقار کی ہے شانِ لافتیٰ — زیبا ہے اسکو حلقۂ گردوں فسانِ تیغ
آنکھیں بھری ہوئی ہیں شہادت پہ دیکھئے — یہ شاہدِ شہید ہوں یا شاہدانِ تیغ
ظالم تو سر نہ چڑھ کہ بری ہے یہ سرکشی — اس سرکشی سے دیکھ جھکی ہے میانِ تیغ
کھنچ کھنچ کے وہ چلا کبھی مجھسے بہ رنگ تیر — جھک جھک کے وہ ملا کبھی مجھسے بسانِ تیغ
گردن پہ میری سر پہ مرے دم پہ ہے مرے — احسانِ تیغ منتِ تیغ امتنانِ تیغ
یاد آئے ابروانِ صنم پل صراط پر — یا رب مچل نہ جائیں کہیں عاشقانِ تیغ
یہ کس خرامِ ناز نے قم قم کی دی صدا — اُٹھ اُٹھ کے جس سے بیٹھ گئے کشتگانِ تیغ
میداں میں حاسدوں کی قلم گردنیں ہوئیں — اکبر کی بھی زبان قلم ہے زبانِ تیغ
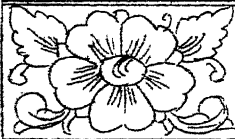
ردیف ف
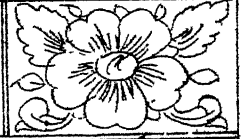
ہے وہ ایک جلوہ ادھر اُدھر کبھی اسطرف کبھی اُس طرف
کبھی عرش پر کبھی فرش پر کبھی اسطرف کبھی اُس طرف
کہیں ذاتِ حق کہیں مصطفےٰ کبھی اسطرح کبھی اُس طرح
ہے کہیں بشیر کہیں بشر کبھی اس طرف کبھی اُس طرف

کہیں ایسا کوئی مکان نہیں کہ جہاں وہ جانِ جہاں نہیں
ہیں سب اس سے تازہ شجر حجر کبھی اس طرف کبھی اُس طرف

گیا کوہ کن اسی ذوق میں جلا قیس آتش شوق میں
ترے شعبدے نکلے اڑے شرر کبھی اسطرف کبھی اُسطرف

کہیں مل خدا کے لئے صنم کبھی دیر پونچا کبھی حرم
میں خراب پھرتا ہوں دربدر کبھی اس طرف کبھی اُسطرف

یہی خیر ہے کہیں شر نہ ہو کوئی بیگناہ ادھر نہ ہو
وہ چلے ہیں کرتے ہوئے نظر کبھی اسطرف کبھی اُسطرف

تری مہر سے کسی کام کا نہ جگر رہا ہے نہ دل رہا
گئی برچھی بن کے نظر اُتر کبھی اسطرف کبھی اُس طرف

ترے دور دورے ہوں ساقیا وہ پلا شراب دو آتشہ
گریں مست مستوں پہ جھوم کر کبھی اسطرف کبھی اسطرف

ترے رنگ حسن کو دیکھتا یہ پھرا ہے اکبر مبتلا
کبھی دشت میں کبھی کوہ پر کبھی اسطرف کبھی اُس طرف

ردیف ق

اسکی نگاہ مست سے پیکر شراب عشق
ہیں ہوش کا سبب مری بیہوشیاں مجھے
اُسکو تعینات دو عالم سے کیا غرض
روشن ہیں کائنات میں اُسکی تجلیاں
وہ پردہ کر گئے ہیں یہ جن میں کمال تھا
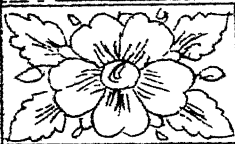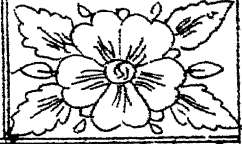
مجھکو خطاب پاک ملا ہے خراب عشق
عین ثواب ہی مرے حق میں عذاب عشق
جسکو پلائیں بھر کے پیالہ جناب عشق
دل کی جگہ لئے ہو ملیں اک آفتاب عشق
کمیاب کائنات میں ہیں کامیاب عشق

ساقی دکاں کی خیر ہو دونا ثواب لے / دیدے کباب شوق پلا دے شراب عشق
جو مدرسوں میں خشک طبیعت ہیں مولوی / اکبر انہیں ضرور پڑھا دو کتاب عشق

ردیف ک

فخر دیں فخر زماں مخدوم پاک / رہنمائے سالکاں مخدوم پاک
جبہہ سا در پر ترے جن و ملک / عرش تیرا آشیاں مخدوم پاک
خلق میں زہد آپکا مشہور ہے / سرگروہ زاہداں مخدوم پاک
جب سے تم شاہ ولایت ہو یہاں / ہے بہت امن و اماں مخدوم پاک
ابر نیساں کیطرح فیض آپ کا / سب پہ ہے گوہر فشاں مخدوم پاک
چشم بینا ہے تو دیکھو سب کہ ہیں / چشمۂ فیض رواں مخدوم پاک
آپ کے ارشاد کی تعمیل ہے / ورنہ کیا میری زباں مخدوم پاک
ذرۂ کمتر سے وصف آفتاب / میں کہاں اور تم کہاں مخدوم پاک
دل کی امیدیں بر آئیں سب مری / تم اگر ہو مہرباں مخدوم پاک
کیجے اکبر پر عنایت کی نظر / ہے تمہارا مدح خواں مخدوم پاک

ردیف ل

ہمارا دل ہی مسکن اُس بت بے پیر کے قابل / مصفا آئینہ ہو خوشنما تصویر کے قابل
ہی میرے قتل کو نوک مژہ ترچھی نظر کافی / جگر ہے تیر کے لائق نہ دل شمشیر کے قابل
جو دل زلفوں میں اسکی جا پھنسا تو غل ہوا ہر سو / یہ دیوانہ یہ وحشی تھا اسی زنجیر کے قابل
گذرتی ہی یہاں جو کچھ زبانی اُن سے کہہ دینا / ہمارا حال اے قاصد نہیں تحریر کے قابل
مناسب تھا کہ تم اپنی گلی میں دفن کر دیتے / مرا لاشہ کہاں ہے اسقدر تشہیر کے قابل

فرشتو نکے لکھے کو اپنے ہاتھونسے مٹا دینا — نہیں ہے کیا کروں تقدیر ہی تدبیر کے قابل

بٹھاؤ پاس اپنی اونچے اونچے نام والوں کو — کہاں ہیں دوستو محفل میں ہم توقیر کے قابل

پڑھو اللہ اکبر اور پھیرو خلق پر چھریاں — شہید خنجر حسرت ہی اس تکبیر کے قابل

ردیف م

من از جام شراب عاشقی مستانہ میگردم — غلام بارگاہ ساقی میخانہ میگردم

مپرس اے مدعی از من طریق مذہب و ملت — بوصل یار از چون و چرا بیگانہ میگردم

مرا از آتش دوزخ نباشد باک اے واعظ — کہ بر شمع جمال مصطفی پروانہ میگردم

امام با شمر بد گوہر فرمود کاے ناداں — بہ تسلیم رضا با ہمت مردانہ میگردم

مکن در کوچہ و بازار تشہیر من اے غافل — کہ ہر ساعت شہید خنجر جانانہ میگردم

بہ بینم تا چہ اکبر را بجام عشق نوشاند — بہر لحظہ ز ساقی طالب پیمانہ میگردم

ردیف ن

راز دل کسکو سنائیں رازداں ملتا نہیں — جان جاتی ہے غضب ہے جان جاں ملتا نہیں

جس مکاں میں تو مکیں ہے وہ مکاں ملتا نہیں — جستجو میں گم ہوئے ایسے نشاں ملتا نہیں

روح راہی ہوگئی ہے چھوڑ کر جسم گلی — خاک اڑاتی ہے نشان رفتگاں ملتا نہیں

تجھسے ملنے کا بتا پھر کونسا دن آئیگا — عید کو بھی مجھسے گر اے میری جاں ملتا نہیں

بیل میں بوٹی میں پھل میں پتیوں میں پھول میں — ہر چمن میں اسکا مظہر ہے کہاں ملتا نہیں

سانس ہے چابک کی زد نے دم میں پہنچایا عدم — کچھ سراغ توسن عمر رواں ملتا نہیں

جیسی چاہیے کوشش کرو واعظ باطن خراب — تیرے رہنے کو تو جنت میں مکاں ملتا نہیں

عاشقوں سے تا کجا پردہ نشینی اے صنم — روز محشر تو ملیگا گر یہاں ملتا نہیں

کم نہیں گلشن میں شبنم گلبدن گل پیرہن
غسل کر لیں مل کے گر آب رواں ملتا نہیں

کس سے پوچھوں شہر خاموشاں میں سب خاموش ہیں
خاک ملتی ہے سراغ رفتگاں ملتا نہیں
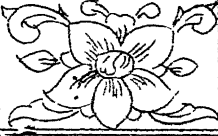
کیا تیا ئیں کیا سنا ئیں کیا پڑھیں اکبر غزل
کوئی دنیا میں سخن کا قدرداں ملتا نہیں
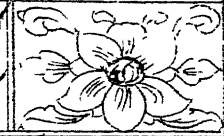
ہے وحدت کا تماشا ہستیٔ اشیاء کی صورت میں
نظر آیا کوئی رنگیں ادا گلزار کثرت میں

تری تصویر کے ہیں چوکھٹے ایوان تربت میں
سکونت کو ملا زینت محل صحرائے غربت میں

الٰہی خیر پھر آتے ہیں وہ تن کر قیامت میں
غضب ہے نازنیں آفت ادائیں قہر قامت میں

اُٹھی آتی ہے مخلوق خدا شوق زیارت میں
یہ کس معشوق کی رویت ہے بازار قیامت میں

یہ دو بیکس تڑپتے رہ نہ جائیں دشت غربت میں
دبا دو حسرت و ارماں کو میرے ساتھ تربت میں

ہے وہ جوش تجلّے چشمۂ خورشید وحدت میں
چمک اُٹھا ہے جسکے عکس سے ہر ذرہ کثرت میں

مزا باتوں میں میٹھے لب سلونا رنگ شوخ آنکھیں
تو اے مجموعۂ خوبی ہے یکتا حسن و صورت میں

الٰہی خیر پھر چمکی ہے شمشیر ادا اُن کی
شہید دل کی کہیں بستی نہ بس جائے قیامت میں

ہزاروں مرتے ہیں عاشق کسی کے حسن و صورت پر

جلا دیدی یہ کس کے نور نے مٹی کی مورت میں
کہیں عشوہ کہیں غمزہ کہیں نخوت کہیں شوخی
ہزاروں حشر برپا کر دیے اُٹھکر قیامت میں
جو ناخوش ہو تو ذوقِ بوس و وصلت پھیر دیتے ہیں
لہو سینہ پسینہ لب بلب پھر کنج خلوت میں
سجاوٹ کو سجا دیجے جما دیجے لگا دیجے
یہ سر محراب در میں ہم کہیں الماری میں دل چھت میں
ہزاروں گل ہوئے صورت دکھا کر سکو گل در گل
رہا آئینہ مسکوت ان صدموں سے حیرت میں
مٹایا عاشقوں کو کیوں حسینوں کی ادا بنکر
نہ پھرتا تھا تجھے ہرجا سفِ بازار کثرت میں
کبھی تو فاتحہ کو جانب گورِ غریباں آ
کہ ہے کنج شہیداں حسرتوں کا کنج تربت میں
جو آہِ گرم کھینچی اُن سے کے گھر بولے یہ جھنجلا کر
اُٹھا لایا ارے کمبخت کیوں دوزخ کو جنت میں
جو غش کھا کھا کے گرتے ہیں اُنہیں جلوہ دکھاتے ہو
ادہر آؤ تمہیں لیتے ہیں ہم آغوش الفت میں
لگا کر آگ برقِ حسن کی وہ چلدیے اور میں
رہا جلتا برنگ لاش ہند و دشت غربت میں
بلاتے ہیں شہیدوں کو وہ پھر دربار میں اکبر
ہمارا نام ہے پیشانیٔ فہرست دعوت میں

وہ برقع میں گو منہ چھپائے ہوئے ہیں
نگاہوں میں اپنی سمائے ہوئے ہیں

ہے کیوں جستجو ان کی دیر و حرم میں
وہ ہر شے میں جلوہ دکھائے ہوئے ہیں

وہ کہتے ہیں باغ جہاں کو دکھا کر
یہ سب گل ہمارے کھلائے ہوئے ہیں

ترا درد اُٹھ کر کہاں جائے دل سے
کلیجے سے اسکو لگائے ہوئے ہیں

نہ اُٹھیں گے ہم حشر تک آستاں سے
ترے در پہ دھونی رمائے ہوئے ہیں

دکھاؤ نہ دکھتے ہوئے دل کو صاحب
غم عشق کی چوٹ کھائے ہوئے ہیں

نہ ہو سرخرو کیوں یہ امت کہ حضرت
شفاعت کا بیڑا اُٹھائے ہوئے ہیں۔

نہیں بے سبب بند آنکھیں ہماری
وہ اس گھر میں تشریف لائے ہوئے ہیں
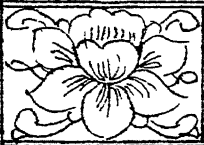
پس مرگ اکبر نہیں کوئی ساتھی
جو اپنے تھے وہ بھی پرائے ہوئے ہیں
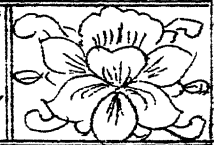
جو یہاں آیا ہے جانا اسکو ہوگا ایک دن
جب فنا ٹھیری تو پھر کیا سو برس کیا ایک دن

کیا پیمبر کیا ولی کیا اہل دولت کیا فقیر
سب کو ہے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ کا صدمہ ایک دن

ہر کمالے را زوالے سچ ہے غافل ہوشیار
اونچے اونچے خاک پر دیکھیں گے نیچا ایک دن

بولی خلوت میں اجل دولہا دلہن سے وقت عیش
ہے تمھیں اک قبر کے کونے میں سونا ایک دن

شرق سے تا غرب جن کی سلطنت کا شور تھا
دم بخود دو گز زمیں میں اُن کو دیکھا ایک دن

مقبروں میں پاؤں پھیلائے ہوئے سوتے ہیں وہ

تھا زمیں سے آسماں تک جنکا ڈنکا ایک دن

اک جنازہ پر میں پہنچا اور حسرت سے کہا
میں بھی مل لیتا اگر یہ اور جیتا ایک دن

بولی مایوسی اسے غافل جب آجاتی ہے موت
ایک دم بھی زندگی مشکل ہے کیسا ایک دن

کھل کھلا لو چہچہا لو اے گلو اے بلبلو
پھر ہے رونا گل میں سونا خاک ہونا ایک دن

آگیا جب وقت آخر پھر ٹھہر سکتا نہیں
ایک ساعت ایک لحظہ ایک گھنٹہ ایک دن

ہیں یہاں مجبور اکبر کیا نبی کیا اولیا
جانب ملک عدم ہے سب کا رستہ ایکدن

ایک بچہ جسکی ماں کا ہوگیا تھا انتقال
میرے پاس آ یا نہیں ہے روتا روتا ایکدن

اور کہا روکر کہ ماں کو ڈھونڈتا پھرتا ہوں میں
کھانا تک کھایا نہیں ہے فاقہ گذرا ایکدن

چھوڑ کر بیکس خدا جانے کہاں رخصت ہوئی
ہے بہت مشکل مجھے بے ماں کے جینا ایکدن

تمسے ملجائے تو کہنا مجھکو بھی لیجائے ساتھ
یا چلی آئے وہانسے رہ کے دو یا ایکدن

کیسی بستی ہے وہ کیسے گھر ہیں کیسے لوگ ہیں
تو نے تو جاکر وہاں خط بھی نہ لکھا ایکدن

پیار کرتی منہ دھلاتی کپڑے پہناتی تھی روز
یوں بچھڑ کر تیرے سر میں رہتا نہیں تھا ایکدن

کون چمکارے مجھے اب کون لے آغوش میں
خواب میں بھی تو نے حال آکر نہ پوچھا ایکدن

اپنے سینہ سی کبھی اکدم نہ کرتی تھی جدا
اب تنہا بیکسی میں کیسے چھوڑا ایک دن

اب نہیں کرنیکا ضد اب کچھ نہ مانگونگا کبھی
خستہ حالی پر مری آ رحم فرما ایکدن

اب نہیں رونیکا رونے سی خفا ہے تو اگر
اچھی اماں گود میں لیلے مجھے آ ایک دن

تجھکو ہے میر وہاں کٹتی ہیں کیسے روز و شب
مجھکو ہے تیرے یہاں ہی سو برس کا ایکدن

اے خدا ایسے یتیم بے نوا پر فضل کر
یہ دعا کی اور اکبر خوب رویا ایک دن

درد کیسا ہے اے خدا دل میں
کسکا انداز کھپ گیا دل میں

شکل انسان میں جلوہ گر ہوکر
آپ نے گھر بنا لیا دل میں

اک نظر سے ترے ہوا ساقی
نشۂ آنکھوں میں ذائقہ دل میں

دو مکان آپ کے مقرر ہیں
یا تو آنکھوں میں آؤ یا دل میں

یونہی تو دیر و حرم میں ڈھونڈھ پھرے
ہاں ملا ہے تو کچھ پتا دل میں

آکے نظروں میں ہو گئے پنہاں
دل کا ارمان رہ گیا دل میں

دل جو بے چین ہو گیا اکبر
ہے کوئی شیخ دلربا دل میں

پردے اٹھا کے تو نے جلوے دکھا دیئے ہیں
انساں گرا دیئے ہیں پتھر جلا دیئے ہیں

اللہ رے یہ رحمت اللہ رے شفاعت
یاں تو گناہ کئے ہیں واں بخشوا دیئے ہیں

صل علے محمد ہیں بحر رحمت حق
صحرا میں انگلیوں سے دریا بہا دیئے ہیں

ہر امتی کے سر پر خالق نے رحمتوں کے
سہرے بندھا دیئے ہیں دولہا بنا دیئے ہیں

کانٹے کی بات یہ ہے میزان ملا کے
امت کی نیکیوں کے پلّے جھکا دیئے ہیں

محبوب کے لئے ہاں جو شہید پیاسے
کوثر کے جام لاکھوں جس نے لٹا دیئے ہیں

امت کے خستہ و شکستہ کوئی تباہ
پھرتے ہیں بھولے بھٹکے پر خوف ہٹا دیئے ہیں

اے پردہ پوش عصیاں کس کو نہ تم پہ نازاں
ہمنے گناہ کئے ہیں تم نے چھپا دیئے ہیں

جو عاشق نبی ہیں رتبہ ہے انکا روشن
اللہ کی رحمتوں کے ہر ایک جا دیئے ہیں

تکلیف کیجئے تو تشریف لائیے تو
آنکھوں کے فرش رہ میں ہمنے بچھا دیئے ہیں

عیبوں کو دہونے والے راتوں کو رونے والے
امت کے بخت خفتہ تونے جگا دیے ہیں

تیری عنایتوں کا اکبر سے شکر ہوگا
انعام تونے کیا کیا اسکو خدا دیے ہیں

فیض دو جسقدر دیے جائیں
تم پیے جاؤ ہم لئے جائیں

تیر انداز ناوک افگن ہیں
تاکجا زخم دل سہے جائیں

جو عطا ہیں وہ لیکے جائیں گے
ہوں وہ کافر جو بے لئے جائیں

لطف ہے یوں شراب پینے کا
تم دیے جاؤ ہم پیئے جائیں

ہے تمہارے بغیر زندگی تلخ
تاکجا بے مزہ جیئے جائیں

یا نبی در پہ آئے ہیں عاصی
اب تو یہ بخشوا دیے جائیں

یا الٰہی کرم ہو اکبر پر
یہ کہاں تک گنہ کئے جائیں

یہ پیار محبت کی رمزیں یا تم جانو یا ہم جانیں
یا تم سمجھو یا ہم سمجھیں یا تم جانو یا ہم جانیں

قاب قوسین او ادنےٰ کا جبریل سے یارکے یوں بولا
تم ہم سے ملو ہم تم سے ملیں یا تم جانو یا ہم جانیں

بندوں سے ہمارے کہدینا جیسا ہونا ویسا لینا
جو دی جائیں وہ لے جائیں یا تم جانو یا ہم جانیں

تم نے ہم کو پہچان لیا ہم نے بھی تم کو جان لیا
اب یہ پردے بھی اٹھ جائیں یا تم جانو یا ہم جانیں

جو دیکھنا تھا وہ دیکھ لیا جو سننا تھا وہ سن ہی لیا
اب جو جانیں وہ پہچانیں یا تم جانو یا ہم جانیں

عرفان کی جانب خوب گئے بحر وحدت میں ڈوب گئے
کثرت میں تعین یہ سب باتیں یا تم جانو یا ہم جانیں

تحقیق جو قیل و قال ہوئی وہ سب مصداق حال ہوئی
کچھ تم کہدو کچھ ہم کہدیں یا تم جانو یا ہم جانیں

اکبر اب ہوش میں آ جاؤ بس بس نہ زیادہ کھلواؤ
اسرار حقیقت کی باتیں یا تم جانو یا ہم جانیں

ہے ایک مکاں اور ایک مکیں تو اور نہیں میں اور نہیں
پھر کیوں نہ ہو دل میں صاف یقیں تو اور نہیں میں اور نہیں

جب صاف ہو دل کا آئینہ کھل جاتی ہے چشم بینا
پھر حق حق کہتے ہیں حق ہیں تو اور نہیں میں اور نہیں

نحن اقرب ہے کھلتا ہے تو مجھ سے ملتا جلتا ہے
پھر کیوں میں جاؤں اور کہیں تو اور نہیں میں اور نہیں

ممکن ہی نہیں ممکن ہی نہیں تو اور کہیں میں اور کہیں
ہے تو بھی یہیں ہوں میں بھی یہیں تو اور نہیں میں اور نہیں

اب چھپنے سے ہوتا ہے کیا پہچان لیا پہچان لیا
بس دھوکا نہ دے او پردہ نشیں تو اور نہیں میں اور نہیں

ہر قول کی اکبر خوبی خود کہدے شان محبوبی
تو مجھ سے قریں میں تجھ سے قریں تو اور نہیں میں اور نہیں

در شان حضرت خواجہ قطب الدین بختیار

(کاکی چشتی رحمۃ اللہ علیہ)

اسرار خفی ہیں تم پہ جلی یا حضرت خواجہ قطب الدین
روشن ہیں راز مصطفوی یا حضرت خواجہ قطب الدین

جو خدمت میں موجود ہوا اک آن میں وہ مسعود ہوا
ہر فرد و بشر کو نعمت دی یا حضرت خواجہ قطب الدین

ہے دور بلا مقبولوں کی ہوتی ہیں سیریں پھولوں کی
گلزار ہے تم سے مہرولی یا حضرت خواجہ قطب الدین

تم نے بھر بھر پیمانہ سے توحید کے لنگر خانے سے
دی گنج شکر کو شیرینی یا حضرت خواجہ قطب الدین

مادر کے شکم میں یاد کئے پندرہ سیپارہ قرآں کے
صورت پہ قرباں جن و پری یا حضرت خواجہ قطب الدین

یہ عجز کہ تربت خام رہے پاؤں مدفن میں سمیٹ لئے
استاد کی یا تک عظمت کی یا حضرت خواجہ قطب الدین

قطبوں میں سب سے اول ہو خواجہ کے گورنر جنرل ہو
ہے لاٹ سی ثابت لفٹنٹی یا حضرت خواجہ قطب الدین

جو مقصد لے کر آتے ہیں وہ سب اس در سے پاتے ہیں
بد مست شرابی بھنڈاری یا حضرت خواجہ قطب الدین

کر دو مجھ کو بھی بختاور کچھ کاک رحمت سے دیکر
یا بختیار کاکی اوشی یا حضرت خواجہ قطب الدین

اپنا متوالا کر دیجئے خالی کیا جاؤں بھر دیجئے
رحمت کے پھولوں سی جھولی یا حضرت خواجہ قطب الدین

اکبر کے بھی تم وارث ہو اکثر یہ سنا ہے تم نے ہو

کی وارثی ہرلا وارث کی یا حضرت خواجہ قطب الدین

آدمی جنکو بناتے ہیں خدا بنتے ہیں
آپ لاکھہ خبا یا کریں کیا بنتے ہیں

در سلطاں کو فقیروں کو ملا کرتا ہے
ہم بھی اے شاہ ترے در کے گدا بنتے ہیں

مانگ لینگے تجھے اللہ سے کعبہ جاکر
ہند سے اُٹھتے ہیں ہم دست دعا بنتے ہیں

اے تری شان کے قرباں تری قدرت کے نثار
کل کے ترشے ہوئے بت آج خدا بنتے ہیں

روح نکلی ہے یہ کہتی ہوئی طیبہ کی طرف
ہم تو اس باغ میں چلنے کو ہوا بنتے ہیں

اُنکو ہو جاتی ہے آسان حقیقت کی صراط
جنکے وہ ہادی دیں راہ نما بنتے ہیں

سر پہ سہرا ہے شفاعت کا سر حشر برات
آج دولہا شہ لولاک لما بنتے ہیں

آج معراج میں جاتے ہیں محمدؐ اکبر
وضو کرتے ہیں نہاتے ہیں بنا بنتے ہیں

کیا ملیں تجھسے ترے دلمیں وفا کچھہ بھی نہیں
بیوفا تجھہ میں جفا کے سوا کچھہ بھی نہیں

نہ تجھے چاہتے ظالم نہ یہ صدمے سہتے
ہے یہ اپنی غلطی تیری خطا کچھہ بھی نہیں

نہیں ملتا تو نہ مل خیر تجھے دیکھہ لیا
اگلی سی ناز وہ پہلی سی ادا کچھہ بھی نہیں

نقد دل لیکے کس انداز سے کہتا ہے وہ شوخ
اور بھی کچھہ ہے گرہ میں تیری یا کچھہ بھی نہیں

مینے اُس شوخ سے پوچھا کہ بھلا یہ کیا ہے
اُبھرا اُبھرا تیرے محرم میں کہا کچھہ بھی نہیں

ایک ہم ہیں کہ اُٹھاتے ہیں جفائیں تیری
ایک تو ہی کہ تجھے پاس وفا کچھہ بھی نہیں

بیخطا سینکڑوں کو ذبح کئے دیتے ہو
کچھہ خدا کا بھی تجھے خوف ہے یا کچھہ بھی نہیں

اُٹھہ گئے عشق کی منزل سے ہزاروں جانباز
ہائے اس درد کی دنیا میں دوا کچھہ بھی نہیں

اب بھی پوچھا تو عنایت ہے کرم ہے اُن کا
نام ہی نام ہے اکبر میں رہا کچھہ بھی نہیں

حشر کا فتنۂ خوابیدہ جگاتے کیوں ہو
نالہ ہائے شب غم شور مچاتے کیوں ہو

خاک پر لوٹتا ہے ترچھی نگاہ کا بسمل — پھیر دو تیغ نظر آنکھ چراتے کیوں ہو
ناز کا پاس نہ الفت بھی رہے حضرت عشق — کھینچکر دل سے تم آغوش میں آتے کیوں ہو
زلف شکیں کا کوئی بال نہ بیکا ہو جائے — دل بیتاب کو پھندے میں پھنساتے کیوں ہو
پیکر سرمہ کیا آپکی شوخی نے ہمیں — دو جگہ آنکھ میں اب آنکھ چراتے کیوں ہو
وصل میں ہوچکے بے پردہ یہ پردہ کیسا — اب تو منہ دیکھ لیا آنکھ دکھاتے کیوں ہو
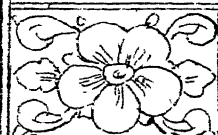
ہم جو کہتے تھے نہ گذرے گی بغیر اکبر کے
تم تو ناراض تھے پھر اسکو بلاتے کیوں ہو

چلے کعبے کو یا کوئے بتاں کو — کہاں کو حضرت اکبر کہاں کو
سراپا آتشیں پیکر بنا دل — چھپاؤں اب کہاں سوز نہاں کو
پھر امڈا اشک کا طوفاں خطر ہے — نہ لے ڈوبے زمین و آسماں کو
ہزاروں اسمیں دل الجھے پڑے ہیں — نہ سلجھا گیسوئے عنبر فشاں کو
بہت دشوار ہے راہ حقیقت — سمند فکر کو آہستہ ہاں کو
مزے دیتی ہی کیا دشنام شیریں — ہمارے دل کو اور تیری زباں کو
لو اب صبر و سکوں کے بھی لگے پر — سنا جاتے جو اس آرام جاں کو

ہوا ہے دامن صبر و سکوں چاک
بایں خود رفتگی اکبر کہاں کو

دیکھ آمد خزاں کو قیام بہار کو — عبرت کی جا ہے چشم دل ہوشیار کو
اے گل نہ پوچھ حال دل داغدار کو — باد خزاں نے لوٹ لیا ہے بہار کو
تجھسے بھی شوخ ہیں تری وعدہ خلافیاں — یارب قرار ہو ترے قول و قرار کو
جانے ہی تیرے آگئی اندوہ و غم کی فوج — دل کسطرح سنبھالے اکیلا ہزار کو
جو اس بلائے درد جدائی سے دے نجات — لاؤں کہاںسے ہائے میں اس غمگسار کو

بے چین کر گئے ہمیں بیچین کر گئے — تم ساتھ ساتھ لیگئے صبر و قرار کو

ناراض ہو تو صاف نہ کہدو کہ میں ابھی — دیدوں جواب زندگی مستعار کو

امید ہے کہ پھر بھی وہ تشریف لائینگے — گر منتشر صبا نہ ہمارے غبار کو

پیدا ہوا ہے ابر کرم روزگار پر — سمجھے ہیں دور رحمت پروردگار کو

بے التفاتیوں کی وہ تجھکو ہے مزاج — کرنا ہے جمع خاطر پر انتشار کو

دل میں بسا لیا ہے ترا درد مستقل — آنکھوں میں رکھ لیا ہے ترے انتظار کو

گن گن سکے [illegible] ہوتے [illegible] اٹھا رکھو
بالائے طاق ہشت روز شمار کو

سر بام عدو آیوں لیکے شانہ جلوہ آرا ہو — ستم ہے گر کسی ناشاد کی گردن پر آرا ہو

ترا شانہ کو طفل برہمن گر ارادہ ہو — مری اک آنکھ گنگا ہو مری اک آنکھ جمنا ہو

نہ ہو وصلے ترا [illegible] مگر [illegible] — جزائے خیر اک اللہ فی الدارین خیرا ہو

ادھر ہے [illegible] — ادھر ہے تیر ہو شمشیر ہو خنجر ہو بھالا ہو

ترا کشتہ نہ زندہ ہو مرا خستہ نہ اچھا ہو — اطبا کسکی دوا کرینگے اگر نازل مسیحا ہو

مرے اشکوں نے دریا ڈبوائی لغزش پا ہو — کہ آنکھوں سے دو آبہ میں پھر گنگا ہو جمنا ہو

نقاب رخ الٹ کر چھوڑ دو اک تیر مژگاں کا — اگر منظور مرغ نیم بسمل کا تماشا ہو

میں حیرت سے تکے جاؤں صنم کب تک یہی صورت — جو غنچہ ہے شگفتہ ہو اگر گل ہے تو گویا ہو

سنورنا ہی غضب ہے پھر نہ کیجئے خوں ہزاروں کے — سنورتے ہی سنورتے وہ بگڑ جائیں تو اچھا ہو

دل مضطر سے گھبرا کر وہ پھر آنکھوں میں آتے ہیں — الٰہی خاطر نازک کو یہ منظر پذیرا ہو

نہ [illegible] زخم خوف ضرب [illegible] عنادل ہے — مبادا طائرانِ باغ کو گلشن کا دھوکا ہو

پری کہتے ہیں جن [illegible] فرشتے جو لوگ انساں — مجھے ڈر ہے کہیں میدانِ محشر میں جھگڑا ہو

بہم سرگرمیاں ہیں گرمی خون محبت سے — ہماری نعش ٹھنڈی ہو تو خنجر انکا ٹھنڈا ہو

جو پردہ ڈالدیں در پر تو باں آجائے آنکھوں پر
اگر پردہ کو وہ الٹیں نصیبا اپنا سیدھا ہو

ہمارے نام سے نام جنون قیس مٹجائے
ہمارے داغ دلسے داغ لالہ [illegible] ہو

یہ طرز خامشی اور مجھسے مشتاق تکلم ہے
خدارا اے صنم منہ میں لعل تیرا بولا ہو

دل پُر داغ میں ہو خاک مسکن ایسے نازک کا
کہ جسکا جنبش باد نفس سے رنگ میلا ہو

تماشا دیکھئے حیثیان مشتاق تماشا کا
جو تمنے تیلیوں کے قفس عشق میں دیکھا ہو

سر مقتل نہ کیوں تڑپے مرے لیلے کے وہ جسکے
رگ گردن کو آب خنجر قاتل کا چسکا ہو

یہ ہر دم آپکی تصویر سے ہے گفتگو میری
لپٹ جا دوڑ کے ہو چپکے بیٹھے دیکھتے کیا ہو

مجھے دیں گالیاں اڑ جاتے رہجائیں ہونٹ اپنے
لب شیریں کی شیرینی جواب تلخ میرا ہو

یہ نخوت وہ ہے ہمسے خاکساروں سے بت کافر
خودی کو چھوڑدے تا نہ خود آرا خدا را ہو

سنو انصاف اکبر و عظو جھگڑا نہیں اچھا
یہاں پریونکو ہم چاہیں وہاں حوروں کو تم چاہو

ڈرتے ڈرتے عرض کی اے شوخ ہر جائی نہ ہو
کھینچکر خنجر کہا شامت تری آئی نہ ہو

ذبح کر لیکن جہاں کوئی تماشائی نہ ہو
تیری بدنامی نہ ہو اور میری رسوائی نہ ہو

اڑ گیا بو کی طرح وہ حسن جسپر ناز تھا
کیا کرے اس گل کو کوئی جسمیں رعنائی نہ ہو

مجھکو خود بینی سے نفرت تجھکو خود بینی سے شوق
آئینہ عاشق ترا تو عاشق آئینہ نہ ہو

روح حور خلد کو ہے کسکے قالب کی تلاش
اس سراپا ناز نے تصویر کھینچوائی نہ ہو

آبروئے حسن کھو دیتا ہے خط گرد لب
چشمہ کوثر ہے وہ جس پر جمی کائی نہ ہو

خواب سے اٹھ اٹھکے کیوں آتی ہے خندق خدا
حشر میں تیری محبت کھینچکر لائی نہ ہو

دیکھ لے گر رنگ تیرا گلشن میں چمن
گل میں رعنائی نہ ہو بلبل میں گویائی نہ ہو

میں تری صورت کو دیکھوں تو مری صورت کو دیکھ
میں ترا آئینہ ہوں اور تو مرا آئینہ نہ ہو

آتا ہوں کہکر ہوا غائب تمنا ہی ہی
اسکا وعدہ صیغہ ماضی تمنائی نہ ہو
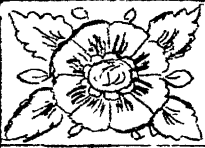
کیسی رسوائی کرو اُس بت پہ اکبر جاں فدا
ہے وہی عاشق کہ جسکو خوف رسوائی نہ ہو

ایک شب میں جانب گور غریباں چلدیا
دلمیں ڈر تھا کہیں کوئی تماشائی نہو

ایک دشت لق و دق صورت کش لاہوت تھا
جیسے انساں کی کبھی یاں گام فرسائی نہو

اور ہوا ظاہر سویدائے شب دیجور سے
یہ کسی کا دودۂ آہ شام تنہائی نہ ہو

دیکھکر قبروں کو سوچا یہ کسی ناشاد نے
حسرت و اندوہ کی تصویر کھنچوائی نہ ہو

اور وہاں ہر سو چراغ گور روشن دیکھکر
دلمیں حیرت تھی کہ کوئی صحرائی نہ ہو

الغرض اُس دشت کا سنسان عالم دیکھکر
رہ گیا خاموش جیسے تاب گویائی نہو

بیکسی کہتی تھی ظالم دیکھکر رکھنا قدم
یاں کسی حسرت زدہ کی لاش دفنائی نہو

اُسکے پردہ میں سکندر کی نہو مٹی خراب
اسمیں پوشیدہ کہیں دارا کی دارائی نہو

جوش اشک غم ہوا ایسا کہ ہچکی بندھ گئی
قلب مضطر سے کبھی صبر و شکیبائی نہ ہو

گر پڑا بیہوش ہوکر کھینچ کر اک آہ سرد
مرچکا تھا زندگی سے گر مسیحائی نہ ہو

زیست نے پھر لیکے آغوش محبت میں کہا
ہوش میں آ ہوش میں آ دیکھ سودائی نہو

شعر یہ پڑھتا ہوا اکبر چلا سوئے مکاں
ضبط غم وہ کیا کرے جسمیں توانائی نہو

ہائے ایسے نازنیں یوں پائمال خاک ہوں
نیند جنکو خواب مخمل پر کبھی آئی نہ ہو

خاک کے پتلوں پہ لوٹے ہیں انہیں تو نے ظلم
یہ زمیں یارب ہنو یہ چرخ مینائی نہو

عرش پر تم ہو تو فرش پہ تم ہر شے میں بسیا تم ہی تو ہو
لاوارث کے ہو وارث تم دکھ درد سنیا تم ہی تو ہو
بلبل میں تم جا کر چہکے اور پھول میں بو بن کر مہکے
ہر ہر ہر ہر ڈے کی صدا میں شام پپیا تم ہی تو ہو۔

سولی دی منصور کو تم نے سرمد کا سر اڑوایا
فاعبدنی انسان میں بولا رنگ رنگیلا تم ہی تو ہو
یونس کو ماہی سے نکالا آتش کو گلزار کیا
یوسف کے چاہ کنعاں میں ڈھیر مندھیا تم ہی تو ہو
تمہیں نے اژدر کو مارا ہے تمہیں نے خیبر کو الٹا
شیروں سے سلماں کو بچایا ایسے سپیا تم ہی تو ہو
چاند کے دو ٹکڑے کر ڈالے سورج کو الٹا پھیرا
بچھڑے تھے آدم حوا سے اُنکے ملیا تم ہی تو ہو
کلمہ پڑھایا کنکریوں کو موم بنایا پتھر کو
ڈوب چکی تھی نوح کی نیا اُس کے تریا تم ہی تو ہو
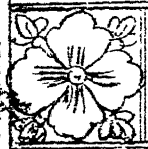
جلدی آؤ مدد کو وارث نیا ڈوبی جاتی ہے
تم بن کس سے کہے یہ اکبر اسکے کھویا تم ہی تو ہو
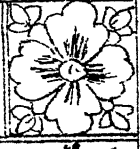
جسکے تم دلبر ہو جس دل میں تمہاری یاد ہو
وہ ہمیشہ خاک چھانے وہ سدا برباد ہو
کر کے زخمی چل دیا وہ میں یہ کہتا رہ گیا
اور بھی اک وار پھیرا وستم ایجاد ہو
مصحف رخسار جاناں یاد رکھنا چاہیئے
حافظ قرآں وہی ہے جسکو قرآں یاد ہو
سیر کرنے دے چمن کی ہے یہ ایام بہار
ہم اسیروں کی رہائی اب تو اے صیاد ہو
رہزن ایمان تو جلوہ دکھا جائے اگر
بت بچیں مسجد میں مندر میں خدا کی یاد ہو
حور کا دل چھینتے ہو جنکے اڑتے ہو جال
پر کترتے ہو پری کے اور آدم زاد ہو
ہم کریں مشق محبت تم کرو مشق ستم
حرف جیسے خوبصورت ہوں اسی کے صاد ہو
پڑھتے رہتے ہیں تمہارا ہی سبق یہ اور تم
عاشقوں کو بھول جاتے ہو بڑے استاد ہو
قتل ہونے پر میں راضی ہوں مگر یہ شرط ہے
تیرے ہاتھوں سر گلے پر خنجر فولاد ہو

جو تمہاری بات ہی وہ ہے زمانے سے جدا
شوخیاں ایجاد کرتے ہو بڑے استاد ہو

کھینچکر تلوار اکبر پر چلے ہو بے دریغ
بے گنہ کو قتل کرتے ہو بڑے جلاد ہو

جہاں کی ہے نظر تم پر وہ محبوب جہاں تم ہو
محبت سے تصور میں جہاں دیکھا وہاں تم ہو

گذاری عمر ہم نے جستجو میں آپ کی لیکن
رہے ہم سے الگ کیسے ہمارے مہرباں تم ہو

تمہارے حسن کی توصیف ہم سے ہو نہیں سکتی
اڑا لیتے ہو دل باتوں میں ایسے دلستاں تم ہو

نظر آتے نہیں جب ڈھونڈتے ہیں ہم کہیں تم کو
رہا کرتے ہو دل میں لیکن آنکھوں سے نہاں تم ہو

اگر ملنے کو کہتا ہوں تو کہتے ہو نہیں ملتے
لباس حسن میں مغرور ایسے میری جاں تم ہو

رہے گی بعد مردن بھی تمہاری آرزو دل میں
یہ روح پاک پہنچے گی وہیں پیارے جہاں تم ہو

یہ حسرت ہے تمہاری یاد میں یہ زندگی گذرے
اگر آنکھوں سے پنہاں ہو تو پھر دل میں عیاں تم ہو

نہیں اس زندگی کا کچھ بھروسا آؤ مل جاؤ
لیا تھا دل تو پہلو سے جدا کیوں جان جاں تم ہو

جہاں میں جبتک اے اکبر ہوں عشق و حسن کے چرچے
تمہارے قدرداں ہم ہوں ہمارے قدرداں تم ہو

مبارکباد معراج

جشن معراج کا مبارک ہو — وصل ذات خدا مبارک ہو
آپکے واسطے شب معراج — عرش خلوت سرا مبارک ہو
تم کو ماہ رجب کی ستائیس ۲۷ — اے حبیب خدا مبارک ہو
لیلۃ القدر کی تجلے سے — رات کا دن ہوا مبارک ہو
ہر طرف ہیں درود کے تحفے — شور صل علے مبارک ہو
وعدہ بخشش گنہ گاراں — حق نے تم سے کیا مبارک ہو
حق سے راز و نیاز کی خلوت — خاتم الانبیاء مبارک ہو
حور و غلمان خلد میں شہ ہے — سر جھکا کر کہا مبارک ہو
بزم قوسین میں رسائی آج — تم کو شاہ دنےٰ مبارک ہو

آسمانوں میں عرش پر اکبر
ہر طرف شور تھا مبارک ہو

قصیدہ در شان سیدنا و مولانا حضرت شاہ محی اللہ ابن احمد صاحب سلمہ سجادہ بارگاہ حضرت مولٰنا بنا رح

جلوہ حسن احد کے رونما تم ہی تو ہو — کن سے پہلے راز کے پردہ کشا تم ہی تو ہو
ابتدائے ہستی ارض و سما تم ہی تو ہو — انتہائے انبیاء و اولیاء تم ہی تو ہو
شہریار رہبر دو عالم شہسوار لامکاں — کنت کنزاً مخفیاً کے مقتضا تم ہی تو ہو

فخر دنیا فخر دیں فخر ازل فخر ابد — افتخار ابتدا و انتہا تم ہی تو ہو

آج وہیں ان کالی لٹوں کے معنے کھل گئے — کالی کالی زلف والے مصطفےٰ تم ہی تو ہو

بلبلیں ہیں یوں زبان حال سے سرگرم قال — نکہت نیرنگ گلزار بقا تم ہی تو ہو

مرحبا اللہ اکبر آپ کا راز و نیاز — شکل صوت سے عیاں ہے حق نما تم ہی تو ہو

تم جو آنکھوں میں بسے آنکھوں کی آنکھیں کھلگئیں — چشم بد دور ایسی آنکھوں کی ضیا تم ہی تو ہو

بتکدہ میں بت برہمن دیر میں مسجد میں شیخ — طور پر موسیٰ عرب میں مصطفےٰ تم ہی تو ہو

پردہ انسان میں آ کر کیسے کیا کیا کمال — کھلگیا تم ہی تو تھے ثابت ہوا تم ہی تو ہو

چاند کے دو شق ہوئے تھے واں نبی کے روپ میں — آج روشن ہو گیا وہ مہ لقا تم ہی تو ہو

کون خالی ہاتھ اس دربار سے جائے کہ جب — فیض بخش کائنات دوسرا تم ہی تو ہو

ردیف — صدقہ اس دربار کا کچھ تو اکبر کو ملے — ساقی خمخانہ انی انا تم ہی تو ہو — ہائے

قصیدہ در شان عارف باللہ حقیقت آگاہ حضرت حاجی محمد شیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

چشمۂ جود و سخا حاجی محمد شیر شاہ — معدن لطف و عطا حاجی محمد شیر شاہ

آپ کا نام مبارک باعث تسکین دل — دافع رنج و بلا حاجی محمد شیر شاہ

ہادی دین محمد رہبر کل کائنات — شیر حق شیر خدا حاجی محمد شیر شاہ

اک نگاہ فیض سے سارے لطیفے کھل گئے — آپ سے جو آملا حاجی محمد شیر شاہ

آپ سے ہندوستاں میں خوب روشن ہو گیا — قادریہ سلسلہ حاجی محمد شیر شاہ

علم آپ مصنف کے عاشق و پیر ہیں اور دو وقت پیش کرنے کا قصیدہ ۱۳ صفر ۱۳۰۵ھ اور حضرت ممدوح کے والد صاحب سے بیعت ہیں ۱۲

بعد احمد تم مجدد ہوگئے اس رنگ کا
تم سے انتشہ جم گیا حاجی محمد شیر شاہ

دور سے لائے ہیں حسرت تشنگان جام عشق
ایک ساغر ہو عطا حاجی محمد شیر شاہ

ایسی پلوا دو کہ پیتے ہی پیاسے ہو وصال
نام ہو آپ کا حاجی محمد شیر شاہ

جب تصور کی نظر سے ہمنے دیکھا چار سو
تم کو پایا جا بجا حاجی محمد شیر شاہ

حضرت یحییٰ کو تم نے معرفت کا آئینہ
ق
اک نظر میں دیدیا حاجی محمد شیر شاہ

ہر دو عالم کا تماشا جس میں دیکھا صاف صاف
مرحبا فیض آپ کا حاجی محمد شیر شاہ

سرخرو ہو کر چلینگے آج پیلی بھیت سے
تحفے دیتے ہیں کیا حاجی محمد شیر شاہ

[illegible]

آکے خالی جائے اکبر اور اس دربار سے
واہ یہ [illegible] کیا حاجی محمد شیر شاہ

[illegible]

در شان سراپا فیضان حضرت شیخ کلیم اللہ شاہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ

تاج شاہ شہاں کلیم اللہ
افضل اکملاں کلیم اللہ

تم سے آباد ہے جہاں آباد
بادشاہ جہاں کلیم اللہ

ہے عصا آپ کا نظام الدین
آپ ہو عز و شاں کلیم اللہ

ہر کلام آپ کا قبول کمال
کامل کاملاں کلیم اللہ

باعث فخر خواجہ یحییٰ
رہبر نفس و جاں کلیم اللہ

اس پہ اللہ کا نبی کا کرم
جس پہ ہوں مہرباں کلیم اللہ

ہونگا تیرے مزار پر قربان
آپڑا ہوں یہاں کلیم اللہ

ہو ولی سرپرست میرے تم | پھر میں جاؤں کہاں کلیم اللہ

تمہیں ظاہر ہے خواہش اکبر
پوری ہو جائے ہاں کلیم اللہ

ابتدا لا الہ الا اللہ | انتہا لا الہ الا اللہ
خلد میں ہر شجر کے پتوں پر | ہے لکھا لا الہ الا اللہ
ہو گیا قلب آئینہ جس نے | پڑھ لیا لا الہ الا اللہ
تھا وہ مقبول بارگاہ جسے | ورد تھا لا الہ الا اللہ
مرض معصیت کے بیمارو | لو دوا لا الہ الا اللہ
پشت پر مہر ہیں تحریر | خوشنما لا الہ الا اللہ
نزع میں قبر میں زباں پہ ہو | اے خدا لا الہ الا اللہ
ہیں محمد رسول حق برحق | مشغلہ لا الہ الا اللہ
دیکھ [illegible] کا عالم | کہہ ذرا لا الہ الا اللہ
دیکھا حضرت نے آسمانوں پر | جا بجا لا الہ الا اللہ
خاتم حضرت سلیماں پر | نقش تھا لا الہ الا اللہ
عرش و کرسی پہ نور کے خط سے | لکھ دیا لا الہ الا اللہ

گر طلب ہے بہشت کی اکبر
پڑھ سدا لا الہ الا اللہ

مکھڑے پر وہ گیسو کالے سبحان اللہ سبحان اللہ
ہیں ایک چاند پر دو ہالے سبحان اللہ سبحان اللہ
ہے معجزہ روشن مدنی شہ نے انگشت شہادت سے
ایک ماہ کے دو شق کر ڈالے سبحان اللہ سبحان اللہ

معراج کی شب خالق نے کہا اے ماہِ عرب شاہِ بطحا
آجا امت کو بخشا لے سبحان اللہ سبحان اللہ

اک جوش میں آ کر رحمت کے عصیاں تھے جتنے امت کے
دفتر کے دفتر دھو ڈالے سبحان اللہ سبحان اللہ

حضرت نے اس امت کیلئے دکھ درد اٹھائے رنج سہے
قربان نواسے کر ڈالے سبحان اللہ سبحان اللہ

یہ صلِّ علیٰ سب عمر تری اللہ اللہ کرتے گذری
اللہ اللہ اللہ والے سبحان اللہ سبحان اللہ

قربان ترے اندازوں کے صدقے ان رازِ نیازوں کے
او شربالے کملی والے سبحان اللہ سبحان اللہ

جو الجھا وہ سلجھا ہی نہیں اس پھندے سے نکلا ہی نہیں
ہیں جال بال گھونگر والے سبحان اللہ سبحان اللہ

لب پر ہے اکبر اللہ ہو کیا جھومتے پھرتے ہیں ہر سو
وارث کی مے کے متوالے سبحان اللہ سبحان اللہ

ہم کیوں نہ کہیں شہ جن و ملک سبحان اللہ سبحان اللہ
ہے آپ کی ہر غنچے میں مہک سبحان اللہ سبحان اللہ

لولاک کا سر پر تاج دھرا والشمس کا غازہ رخ پہ ملا
خوشبو ہے جس کی محشر تک سبحان اللہ سبحان اللہ

او بلبل گل کی متوالی کیا پھرتی ہے ڈالی ڈالی
آ تو ہمارے ساتھ چہک سبحان اللہ سبحان اللہ

قمری کے لب پر حمد خدا بلبل کی زباں پر صلِّ علیٰ

کھنچی ہیں تیغیں چٹک چٹک سبحان اللہ سبحان اللہ

جنت میں گئے حق کے نبی دیکھی جو ادا پیاری پیاری
بیساختہ بولے حور و ملک سبحان اللہ سبحان اللہ

قربان اس نور کی صورت کے صدقے اس چاند سی طلعت کے
اللہ اللہ اللہ رے جھلک سبحان اللہ سبحان اللہ

وحدت نے کھول دیا گھونگھٹ شاہد نے کہا آجا جھٹ پٹ
مازاغ کی اب لے لے عینک سبحان اللہ سبحان اللہ

مازاغ البصر وما طغیٰ

بے رنگی بولی رنگ میں آ میری آغوش تنگ میں آ
لے اٹھ گیا پردہ وہم و شک سبحان اللہ سبحان اللہ

جو منہ سے بات نکلتی ہے اس بات میں بات نکلتی ہے
سچ سچ حق حق بیشک بیشک سبحان اللہ سبحان اللہ

اکبر تو لکھ طوطی تو پڑھ قمری تو کا صلصل تو سنا
اے گل تو مہک بلبل تو چہک سبحان اللہ سبحان اللہ

ساقی ہے مراد شاہ زمن سبحان اللہ سبحان اللہ
کیا خوب کھلا ہے دل کا چمن سبحان اللہ سبحان اللہ

جلوے سے ترے ہے کب خالی پھل پھول پھلی پتہ ڈالی
ہے رنگ ترا گلشن گلشن سبحان اللہ سبحان اللہ

نزدیک ہیں یہ یا دور ہیں یہ ہر وقت نشے میں چور ہیں یہ
مستوں کی ہے ساقی سے لگن سبحان اللہ سبحان اللہ

گر دل میں چشم بینا ہو بت خانہ ہو یا کعبہ ہو
گھر گھر میں ہیں اس کے درشن سبحان اللہ سبحان اللہ

وَهُوَ مَعَكُمْ کی پکار آئی آخر تمکنت کی جب نہ آئی
وَاَنَا بَشَرٌ کی اُٹھی بجلیاں من سبحان اللہ سبحان اللہ

کیوں ڈھونڈ نہ میری ہو ہر سو آنکھوں میں بسا دیتی ہے تو
فِیْ اَنْفُسِکُمْ کا یہ چمن سبحان اللہ سبحان اللہ

جب ذات کے نقشے تھے پنہاں قدرت کی جلوہ ہوئی
ہیں آپ ہی دولہا آپ ہی دلہن سبحان اللہ سبحان اللہ

وہ چھپی باتیں دور کرو آگے آنا منظور کرو
اب بھید نہیں کچھ بھی چھپن سبحان اللہ سبحان اللہ

جس وقت گرو نے دی دارو ہر ذرہ بولا اللہ ہو
انحد سے رنگ دیا تن من سبحان اللہ سبحان اللہ

ہر روپ پھروں نت نئے پاؤں یہ سب کی زباں سے کہلاؤں
وہ آئی وارثی جوگن سبحان اللہ سبحان اللہ

آباد رہے یہ میخانہ اکبر کو پلا دو پیمانہ
جھومے ترے دم سے ہر تن من سبحان اللہ سبحان اللہ

هٰذَا مِنْ اَسْمَاءِ الْحُسْنٰى سُبْحَانَ اللهِ سُبْحَانَ اللهِ
سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ اَعْلٰى سُبْحَانَ اللهِ سُبْحَانَ اللهِ
حَیٌّ اَلْقَیُّوْمُ قَوِیٌّ قَادِرٌ ظَاهِرٌ بَاطِنٌ اَوَّلٌ اٰخِرٌ
وَارِثٌ وَالِیْ اَعْلٰى اَوْلٰى سُبْحَانَ اللهِ سُبْحَانَ اللهِ
حَقٌّ مَلِكٌ مُنْعِمٌ مُغْنِیْ اَحَدٌ صَمَدٌ نُوْرٌ مُعْطِیْ
سُبْحَانَكَ یَا رَبِّ الْاَعْلٰى سُبْحَانَ اللهِ سُبْحَانَ اللهِ
لَوْ كَانَ تَمَنَّاءِ الْجَنَّةِ فِیْ كُلِّ بَلَاءٍ وَالْعُسْرَتِ

یَا اَیُّهَا الْاِنْسَانُ اِقْرَأْ سُبْحَانَ اللهِ سُبْحَانَ اللهِ

فِیْ کُلِّ زَمَانٍ قُلْ اَکْبَرُ ثُمَّ انْظُرْ فِی الْقَلْبِ الْمُضْطَرْ
اَلْحَقُّ بِجَنَابِكَ فِیْ هٰذَا سُبْحَانَ اللهِ سُبْحَانَ اللهِ

تری دو جہاں کو ہے جستجو تیری شان جل جلالہٗ
ہے یہاں بھی تو ہے وہاں بھی تو تیری شان جل جلالہٗ

ترا ذکر کرتی ہیں قمریاں تری یاد کرتی ہیں بلبلیں
ہے چمن میں زمزمہ چار سو تری شان جل جلالہٗ

ترے حکم سے جو ہوا چلی تو چٹک کے بولی کلی کلی
ہے کریم تو ہے رحیم تو تری شان جل جلالہٗ

ہے تجھی سے تیری طلب مجھے تری ذات پاک ہے شرک سے
ہے تجھی سے تیری اب آرزو تری شان جل جلالہٗ

ہے سیاہ نامہ ورق ورق اسی شرم سے ہوں عرق عرق
کس منہ سے ہوں تیرے روبرو تری شان جل جلالہٗ

ہوا کفر و شرک جو زور پر تو کیا زمانہ میں جلوہ گر
شہ دیں محمدؐ نیک خو تری شان جل جلالہٗ

گرے قطرے ابر سے خاک پر تو یہ سبزہ بولا اٹھا کے سر
دیا غیب سے مجھے آب جو تری شان جل جلالہٗ

جو جزا کے روز تو تخت پر بڑے کر و فر سے ہو جلوہ گر
کہے اکبر اس گھڑی دو بدو تری شان جل جلالہٗ

تجھے ڈھونڈتا تھا میں چار سو تری شان جل جلالہٗ
تو ملا قریب رگ گلو تیری شان جل جلالہٗ

ترا جلوہ دونوں جہاں میں ہے ترا نور کون و مکاں میں ہے
یہاں تو ہی تو وہاں تو ہی تو تیری شان جل جلالہ

تری یاد میں ہے کلی کلی ہے چمن میں ذکر ہو العلی
تو بسا ہے پھول میں ہو بہو تیری شان جل جلالہ

تیری جستجو میں ہے فاختہ کہ کہاں تو جلوہ دکھائیگا
اسے ورد کوکو ہے کوبکو تیری شان جل جلالہ

تیرا ڈالی ڈالی پہ وصف ہے تیرا پتہ پتہ پہ حمد ہے
تیرا غنچے غنچے میں رنگ و بو تیری شان جل جلالہ

جو سنا الست بربکم تو پیئے شراب بلیٰ کہ خم
اسی وقت سے ہے یہ گفتگو تیری شان جل جلالہ

ترا رنگ لعل و گہر میں ہے ترا نور شمس و قمر میں ہے
تری ذات عم نوالہ تیری شان جل جلالہ

ہوا فعل بد سے تباہ میں ہوا غرق بحر گناہ میں
تیرے ہاتھ ہیں میری آبرو تیری شان جل جلالہ

ہے دعائے اکبر ناتواں نہ تھکے قلم نہ رکے زباں
میں لکھوں پڑھوں یہی باوضو تیری شان جل جلالہ

ردیف یائے

مژہ کے ابرو کی کماں سے
مجھے مل ملکے دونوں پیتے ہیں
الٰہی کیا تماشا ہے عدم میں

انہیں ارنا ہر اک پیر و جواں سے
زمیں رکھتی ہے سازش آسماں سے
کہ سب اٹھ اٹھ کے جاتے ہیں یہاں سے

نظر آئی تجلی کس حسیں کی ۔۔۔ گرے جو برق جلکر آسماں سے
ہے گیسو کیلئے یہ حکم اُن کا ۔۔۔ کلیجے کو مسوسے دلکو چھالنے
یہ میرا دل کہتا ہو مجھ سے ۔۔۔ چلو اُٹھو بس اب تم بھی یہاں سے
بہاریں لوٹ لینے دے جہاں کی ۔۔۔ کوئی کہدے مری عمر رواں سے
نہ ہم ہونگے نہ تم ہونگے کسی دن ۔۔۔ زمیں کہتی ہے رو کر آسماں سے
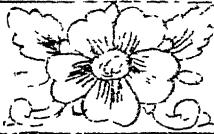
جو میرا نام اکبر ہے تو سن لے چرخ
گرا دوں گا تجھے آہ و فغاں سے
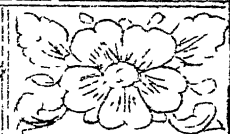
لگا لے سر وہ ٹکر آستاں سے ۔۔۔ وہ گھبرا کر نکل آئیں مکاں سے
یہ کہدیا تم اپنے پاسباں سے ۔۔۔ اُٹھا کر لے نہیں ہیں میہماں سے
زمانے میں نہیں دلشاد کوئی ۔۔۔ جسے دیکھو ہے شاکی آسماں سے
دل پر داغ میرا لے کے پونے ۔۔۔ یہ گلدستہ اُٹھا لایا کہاں سے
گیا ہے ساتھ ساتھ اُنکے میرا دل ۔۔۔ منا لائیگا پھر اُن کو وہاں سے
مٹانے جذبۂ الفت مٹا لے ۔۔۔ تڑپ کر رو رو کے نکلے میرے مکاں سے
پس مردن بھی گر تم نے پکارا ۔۔۔ چلا آؤنگا شہر خاموشاں سے
محمد مصطفےٰ آئے زمیں پر ۔۔۔ زمیں اب بڑھ گئی ہے آسماں سے
ڈرے گھبرا گئے سہمے بہت ہو ۔۔۔ مرے نالے نے شیون کے فغاں کو
نہ دو گالی عدو کو میرے ہوتے ۔۔۔ نہ کھینچو یہ کلیجے میں زباں سے
تھے ہنسنے کھیلنے کے دن تمہارے ۔۔۔ یہ باتیں آگئیں تم میں کہاں سے
گیا میں شور کرتا اُنکے در تک ۔۔۔ ق کہ نکالا ہوں گروہ عاشقاں سے
یہ فرمایا سنا جب شور میرا ۔۔۔ کلیجہ دکھ گیا تیری فغاں سے
ترا کیا نام ہے اور کون ہے تو ۔۔۔ کہاں جاتا ہے آیا ہے کہاں سے

تھی تیرے دشمنوں پر کیا مصیبت — کہ بچھڑا ہے گروہِ دوستاں سے
کہا میں نے کہ آیا ہوں میں سنکر — تمہارے حسن کا شہرہ جہاں سے
کرونگا رات دن خدمت تمہاری — گھسونگا سر تمہارے آستاں سے

وہ اکبر ہوں کہ ہر کوچے میں سن لو
مری غزلیں حسینوں کی زباں سے

سرِ مقتل جو لیکر تیغ وہ قاتل نکلتا ہے — کسی کا خون بہتا ہے کوئی گھائل نکلتا ہے
کہاں جاتے ہو بالیں سے چلے جانا ذرا ٹھیرو — کہ دم کے ساتھ ارمانِ دلِ بسمل نکلتا ہے
جھکے غم کی گھٹا جیسے ترے اشک جاری ہیں — کہاں تو ایسے مینہ میں آ مہِ کامل نکلتا ہے
چمن میں تو سمن میں تو دہن میں تو سخن میں تو — کہیں آسان ہوتا ہے کہیں مشکل نکلتا ہے
بہینگے خون کس کس کے قضا آئی ہے کس کس کی — الٰہی خیر خنجر لیکے پھر قاتل نکلتا ہے
کوئی ان چاہنے والوں کی آخر انتہا بھی ہے — جسے دیکھو تمہارے حسن پر مائل نکلتا ہے
ستم کو چھوڑ بد اچھا برا بدنام دنیا میں — جفا کے ساتھ تیرا نام اے قاتل نکلتا ہے
مری حسرت نہ رہ جائے میرا ارمان نہ رک جائے — قمر ہٹ بام پر میرا مہِ کامل نکلتا ہے
میں ڈرجاتا ہوں گویا وصل کی شب دن نکل آیا — جو برقع سے سنور کر وہ مہِ کامل نکلتا ہے
یہ مانا دل میں رہتا ہے بوقتِ جستجو لیکن — پرے تو عرش سے بھی سینکڑوں منزل نکلتا ہے
کہاں ہے تو کہیں ہے تو نہاں ہے تو نہیں ہے تو — جدا ہر رنگ سے ہر رنگ میں شامل نکلتا ہے
نظر تھی یا کوئی میٹھی چھری تھی او بتِ قاتل — زباں سے چاٹتا زخموں کو ہر گھائل نکلتا ہے

ترے آگے ہوا ہے قافیہ تنگ اہلِ معنی کا
تو اکبر ہر غزل کی بحر میں کامل نکلتا ہے

بغل میں شیشۂ مے کو نہیں دبائے ہوئے — وہ میرے دلکو لئے جاتے ہیں چرائے ہوئے
سمجھ گئے شکوۂ بیجا وہ عرضِ مطلب کو — سنینگے کب کہ رقیبوں کے ہیں پڑھائے ہوئے

چمن میں لالہ و گل لوٹتے ہیں آتش پر
یہ اسکے شعلہ رخ کے ہیں گل کھلائے ہوئے

رہا ہے کون تسلی کو دشت غربت میں
بس ایک حضرت دل تھے سو یہ پرائے ہوئے

خیال یار بھی ہمراہ دل چلا اکبر
یہ دو انیس جدا مجھ سے ہائے ہائے ہوئے

جاں فدا اس تیغ خوں آشام کے
چھوڑ دو اک ہاتھ دامن تھام کے

اسمیں کھولی ہے لب شیریں نے قند
ہم بھی بھوکے ہیں تری دشنام کے

دعوت ناز و ادا کیا کیجیے
دل جگر دونو ہیں اپنے کام کے

دل میں آ اتریں بلائیں زلف کی
ٹل نہیں سکتے یہ مہماں شام کے

پرسش اعمال بد ہونے لگی
ہو گئے تیرے نکمے کام کے

دیکھ کر تیرے شہیدوں کا بناؤ
رہ گئیں حوریں کلیجہ تھام کے

شام کا لشکر ہے یا زلفیں تری
ٹوٹے دل اس لام سے اسلام کے

جم گئی بزم طرب ہاں ساقیا
منتظر ہیں ہم بھی دور جام کے

کب کرے اکبر سوال وصل ہائے
وقت ہیں سب آپ کے آرام کے

بلا کی ریزش چشمان تر ہے
سمندر کو بھی اس ٹپکے کا ڈر ہے

تری فرقت میں اے خورشید رخسار
جگر پر سوز ہے دل پر شرر ہے

ترا نقشہ صنم تیرا تصور
نظر کے سامنے آٹھوں پہر ہے

ہزاروں خوبصورت ہیں جہاں میں
مگر میری تری جانب نظر ہے

بتا اے شمع محفل سوز عشاق
کہ تو کس انجمن میں جلوہ گر ہے

تو جلدی آ کہ نقشہ زندگی کا
بگڑ جانے میں تھوڑی سی کسر ہے

نہ چل اترا کے دیکھو فتنہ قامت
قیامت خفتگان خاک پر ہے

کسی صورت سے میرے سامنے آ — کہاں ہے شاہد معنی کدھر ہے

بتا اے ساکن شہر خموشاں — کہاں وہ تمکنت وہ کر و فر ہے

پری آتی ہے ہاں اے ہوش اکبر — تو اڑ جا گر ترے بازو میں پر ہے
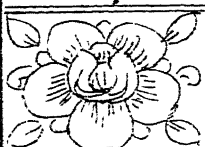
اکیلا ہے اکیلا ہے یہ اکبر

زمانہ بھی اُدھر ہے تو جدھر ہے

مری بالیں پہ وہ رشک مسیحا ہو ہی جاتا ہی — دوا ہوتی ہے تو بیمار اچھا ہو ہی جاتا ہے
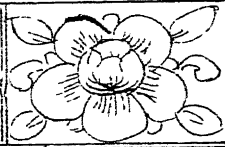
فرشتہ ہو پری ہو حور ہو انسان ہو جن ہو — تمہارے حسن پر ہر کوئی شیدا ہو ہی جاتا ہے

رقیب رو سیہ بیٹھا ہی اُس گلرو کے پہلو میں — خدا کی شان ہے پھولوں میں کانٹا ہو ہی جاتا ہے

تمہارے دیکھنے سے کیوں نہ ہوں باغ باغ اپنا — بہار آتی ہے تو غنچہ شگفتہ ہو ہی جاتا ہے

مریضان محبت سے وہ کب پرہیز کرتے ہیں — کہ رستے میں سلام اُنکا ہمارا ہو ہی جاتا ہے

لئے وعدے ہزاروں اُنسے ہم نے اس تمنا پر — کہ صدہا جھوٹ ہیں ایک آدھ سچا ہو ہی جاتا ہے

کراہیں کیوں نہ ہم مجروح دلکو تھام کر اپنے — جہاں چوٹ آتی ہے واں درد پیدا ہو ہی جاتا ہے

یہ دلمیں سوچ ظالم اور بھی ہیں چاہنے والے — تو جس سے جا کے ملتا ہے اُسکا ہو ہی جاتا ہے

کئے جاؤ ستم آخر قیامت آنیوالی ہے — عدالت کے تو دن انصاف اسکا ہو ہی جاتا ہی

تمہارے ظلم کی جا کر کریں فریاد ہم کس سے — خدا بھی دیکھ کر تم کو تمہارا ہو ہی جاتا ہے
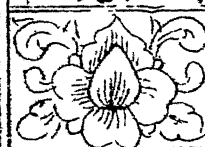
شکایت کیا ہی اے اکبر جو تو رسوائے عالم ہی

کہ جسکو عشق ہوتا ہے وہ رسوا ہو ہی جاتا ہے
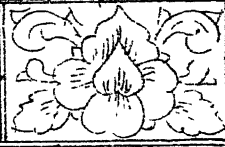
رقیبوں کے گھر آنا جانا بُرا ہے — نہ جا غیر کے گھر زمانہ بُرا ہے

میں واقف ہوں تم جسکو ملنے چلے ہو — بہانہ نہ کیجے بہانہ بُرا ہے

غم ہجر کی داستاں پر یہ بولے — نہیں سنتے ہم یہ فسانہ بُرا ہے

حسینوں کی ترچھی نگاہوں سے بچنا — کہ ان برچھیوں کا نشانہ بُرا ہے

شریفوں سے ملنا رذیلوں سے بچنا
کہ کم ظرف سے دوستانہ برا ہے
گذرتی ہے جن پر وہی جانتے ہیں
بتو پھر طبیعت کا آنا برا ہے

صنم دل پہ لکھہ تو یہ اکبر کا مصرعہ
کہ ناحق کسی کا ستانا برا ہے

رخ پہ کیوں کھولدئے گیسوے پیچاں تونے
کر دیا مجھکو مری جان پریشاں تونے
خود تو حیران تھا کیا مجھکو بھی حیراں تونے
خضر دیکھی ہی نہیں منزل جاناں تونے
مرمٹی کنج قفس میں ہی تڑپ کر بلبل
باغباں کرنے نہ دے سیر گلستاں تونے
آنکھہ بھر کر کوئی دیکھے نہ تجلے تیری
اسلئے ڈالدیا پردۂ امکاں تونے
طور کیا چیز ہے اے برق جمال پنہاں
سینکڑوں دل پھونکدیئے کوہ بیاباں تونے
بیکسی چیختی ہے کرتی ہے حسرت فریاد
آکے دیکھا نہ سوئے گور غریباں تونے
آمرے دلمیں دکھاؤں تجھے داغوں کی بہار
کی نہ ہو یار اگر سیر گلستاں تونے
اپنی کاکل کو وہ سلجھاتے ہیں اور کہتے ہیں
کر دیا مجھکو میری جان پریشاں تونے
کس پہ الزام رکھوں کسکی بتاؤں تقصیر
تونے مارا مجھے تونے ترے قرباں تونے
تونے ہی ذبح کیا تیرے ہی قدموں پہ گرا
ایسا دیکھا ہی نہ ہوگا کوئی انساں تونے
بوسہ دشمن نے لیا مجھپہ نکالیں آنکھیں
گر کہا میں نے کہ مینے کہا ہاں ہاں تونے
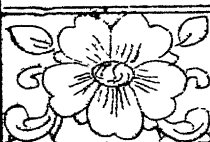
مر گیا میں تو مری قبر پہ آکر بولے
اکبر آباد کیا شہر خموشاں تونے
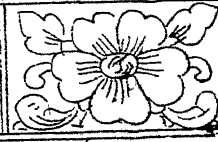
دوستی کیا اس بت سفاک سے
جو نہیں ڈرتا خدائے پاک سے
بچ کے تربت سے مری کہتے چلے
بچ گیا دامن خس و خاشاک سے
دیکھہ کر جوبن کو اٹھتی ہے امنگ
دیکھنا بچنا دل بیباک سے
آنکھہ میں سرمہ دہن میں پان ہے
ہوئی سج دھج نئی پوشاک سے

کیوں ملایا خاک میں اس صید کو | باندھ رکھتے تسمۂ فتراک سے
خون رویا لعل اور یاقوت کی | کان نکلی دیدۂ نمناک سے
ساتھ غیروں کے نہ پھر میر النصیب | رل رہا ہے گردش افلاک سے
کیا زبوں ہے نخل دیکھو آجکل | کوستے ہیں ابر کو امساک سے
کھیلنا گیسو سے کیا سمجھا ہے دل | سیکھ عبرت شانۂ ضحاک سے
دور ہے تو اور ترے راز و نیاز | جستجو سے فکر سے ادراک سے
عرش تک پونچا ہمارا تیر آہ | خاک بالاتر رہی افلاک سے
دل میں انجم سے زیادہ داغ ہیں | خاک بالاتر رہی افلاک سے
حسرت و ارمان دل یہ سب چلے | خون ہو کر دیدۂ نمناک سے
تاکہ چمکیں صورت سلک گہر | صاف دنداں کیجئے مسواک سے
تحفۂ درویش برگ سبز ہے | لو دل کا ہدیہ اس غمناک سے
بولے کس کمبخت کی تربت سی آج | گرد اڑ اڑ کر لگی پوشاک سے
ہاں روانی سیکھ لے بحر رواں | سیکھ لے اس دیدۂ نمناک سے
یہ لب پاں خوردہ تیرے شاہِ حسن | خوبتر ہیں غنچۂ ضحاک سے
کیسی کیسی صورتیں ترکیب دیں | آب و آتش ہی ہوا سے خاک سے
اپنے عشوہ اپنے انداز اپنے ناز | پوچھئے میرے جگر صد چاک سے
تیرا جلوہ دیدۂ انجم سے کون | دیکھتا ہے پردۂ افلاک سے
کس کا ارماں تھا کہ بنکر آبلہ | پھوٹ نکلا ہے دل صد چاک سے
بیخودی میں کہدیا بت کو خدا | شرم آتی ہے خدائے پاک سے
ٹال دینا چال دینا سیکھ لو | اس بت عیار سے چالاک سے
ہاں نہ کر نخوت کہ ہر اک خوبرو | خاک ہو جاتا ہے بنکر خاک سے
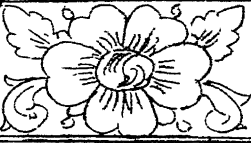
کیوں نہیں خوش بولتے ہو اے صنم
کیا خفا ہو اکبرِ غمناک سے
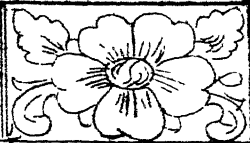
ہے گل غیرت سی غنچہ رشک سے گل شمع محفل ہے
نہ وہ ہمرنگ ہے تیرا نہ یہ تیرے مقابل ہے

وہ چھوتا ہی نہیں شوق شہادت سخت مشکل ہے
کہ میری آنکھ کا پردہ غلافِ تیغ قاتل ہے

کوئی پریوں کا دیوانہ کوئی حوروں پہ مائل ہے
ترا مائل ترے اندازِ جاں پرور کا قائل ہے

ہلالِ چرخ سے کہتی ہے تنکر ابروئے جاناں
ہٹا دو روبرو سے یہ ہمارے کیوں مقابل ہے

پس کشتن نہیں تھمتا لہو اور اپنے بچنے کو
وہ خونریزی سے دق ہو ہو کے کہتے اسے سل ہے

دماغ اڑتا ہے گلگشت چمن سے تیرے بن اے گل
کہیں غنچہ چٹکتے ہیں کہیں شور عنادِل ہے

سہارا ڈوبتے کو ایک تنکے کا بھی کافی ہے
کہیں اے خضر اس الفت کے قلزم کا بھی ساحل ہے

یہ ناصح بک رہا ہے اور دیوانہ نہیں سنتا
جو عاقل تھا وہ جاہل ہے جو جاہل تھا وہ عاقل ہے

ہزاروں لوٹتے پھرتے ہیں مقتل میں ترے کشتے
کوئی تیروں کا زخمی ہے کوئی تیغوں کا گھائل ہے

میری آنکھوں کے آئینہ میں یہاں تک عکس ہے تیرا

جدہر دیکھا ادہر مدِّ نظر تیری شمائل ہے
بشر کیا ہے فرشتے بچ نہیں سکتے اگر دیکھیں
زنخداں ہے کہ سحرِ دلفریب چاہِ بابل ہے
میری آنکھیں ہیں بلبل بلبلوں کی شوق نظارہ
گلو میں رنگ ہے اور رنگ میں تیری شمائل ہے
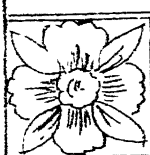
ترازوئے غزل میں تول اکبرؔ پھر دُرِ مضموں
سخن سنجی کا تیری بلبلِ شیراز قائل ہے
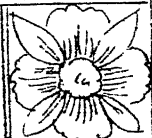
چلا آتا ہے تنہا کیا سجیلا میرا قاتل ہے
دہن پاں خوردہ آنکھیں سرمگیں رخسار پر تل ہے
میرے دم سے تجھے عیش میں کیا کیا لطف حاصل ہے
شراب خونِ ارماں ہے کباب حسرتِ دل ہے
ہے آغاز شب وصل اور چھری اللہ اکبر کی
تو اے عشاق کے موذی موذن ہے کہ قاتل ہے
یہ کہتے ہیں وہ ہمراہ عدو آ کے تربت پر
کہ مجھ کو دیکھ لے اُٹھ تو سہی تو کیا غافل ہے
نکل کر زلف سے پہنچوں گا کیونکر مصحفِ رخ پر
اکیلا ہوں اندھیری رات ہے اور دور منزل ہے
ہیں روشن انجم و شمس و قمر کی رات دن شمعیں
ہمارے واسطے گردوں بھی کیا رونق کی محفل ہے
نہ پوچھو بیدریغیہائے ارمانِ شہیدِ غم
ادہر جھکتا ہے سر کھینچی ادہر شمشیر قاتل ہے

الٰہی دیکھکر انعام تیرے شکر کرتے ہیں
ہمیں جام جہاں میں سے سوا ہر آنکھ کا تل ہے

ہوئی ہیں چار آنکھیں جب سے ہے یہ تفرقہ باہم
کہیں تن ہے کہیں سر ہے کہیں جاں ہے کہیں دل ہے

یہ دل گروہ ہے کسکا پھیرے دل ایسے بد خو سے
برہنہ تیغ ہے اک ہاتھ میں اک ہاتھ میں دل ہے

ادا غمزے کرشمے عشوے ہیں بکھرے ہوئے ہر سو
صفِ مقتل میں یا قاتل ہے یا انداز قاتل ہے

غزل اک اور بھی ہاں اکبر رنگیں سخن پڑہیے
ترے اشعار سے وہ چند تو چندی کی محفل ہے

غضب ہے حسن سے بھی امتیازِ عشق مشکل ہے
وہ کہتے ہیں مرا دل ہے میں کہتا ہوں مرا دل ہے

رگِ گردن کی پچکاری سے اڑتا خون بسمل ہے
یہ ہولی کھیلتی ہے کیسا رنگیلی تیغ قاتل ہے

محبت کے بیابانوں میں چلنا سخت مشکل ہے
کہ چھل لیتی ہے نقد جاں چھلاوہ تیغ قاتل ہے

عذاب دو جہاں دریا بکوزہ تیری حسرت میں
زیادہ نارِ دوزخ سے دہکتی آتشِ دل ہے

ہزاروں خوبصورت ہیں مگر تیرے بغیر اے گل
نظر برباد ہے سونا ہے دل ویران محفل ہے

بچا ہے اے جنوں مجنوں سے ثابت دامن صحرا

اڑا دے دھجیاں گر دسترس کچھ تجھکو حاصل ہے
ترے کشتوں میں کوئی رعب سے اف تک نہیں کرتا
یہ شہر خامشاں ہے یا ادب والوں کی محفل ہے

نیاز و ناز عشق و حسن کے انداز کیا کہئے
کسی کا ناک میں دم ہے کسی کے ہاتھ میں دل ہے

اگر ڈرتے ہوئے نکلا بھی نام دل کبھی منہ سے
تو بولے کھینچکر تلوار پھر کو کہہ مرا دل ہے

ابھی دم چھوڑ دونگا کیا اسے تکلیف کشتن دوں
ذرا سی تیغ ننھے ہاتھ ہیں نازک سا قاتل ہے

ترے عشاق اور یوں خاک چھانیں دشت غربت میں
ترے مشتاق اور یوں اُن پہ تیرا قہر نازل ہے

جیئے کیا خاک باقی شے ہے کیا اجزا انساں میں
یہ سب نانی ہے فانی آب و باد و آتش و گل ہے
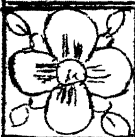
پڑھانے سورۂ اخلاص سے ہے زاہد یہ ملانے
لفظ اکبر تو قول قلقل مینا کا قائل ہے
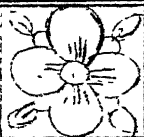
کہاں لیجاؤں دل دونو جہاں میں اسکی مشکل ہے
یہاں ساپریوں کا مجمع ہے وہاں حوروں کی محفل ہے

الٰہی کیسی کیسی صورتیں تونے بنائی ہیں
کہ ہر صورت کلیجے سے لگا لینے کے قابل ہے

مرا دل لے کے شیشہ کی طرح پتھر پہ دے پٹکا
میں کہتا رہ گیا ظالم مرا دل ہے مرا دل ہے

بلائیں کیوں نہ لے مقتل میں جھک جھک کر مری گردن
کہ بانکی تیغ ہے بانکی ادا ہے بانکا قاتل ہے

جو دل مچلا صنم کو دیکھکر حیرت یہ بول اُٹھی
ٹھہر او بے ادب یہ بزم گستاخی کے قابل ہے

جو دیکھا عکس آئینہ میں اپنا بولے جھنجلا کر
ارے تو کون ہے ہٹ سامنے سے کیوں مقابل ہے

لگاتا ہے یہ چھریاں کونسا نازک بدن کافر
کہ بسم اللہ بسم اللہ شور زخم بسمل ہے

تصور کے ترے تکئے لگا کر چین سے سویا
مجھے گہوارۂ مرقد بھی اک راحت کی منزل ہے

مری تربت پہ اک ٹھوکر لگائی اور یہ فرمایا
قیامت آگئی اُٹھ سونے والے کیسا غافل ہے

ہزاروں دل مسلکر پاؤں سے جھنجلا کے فرمایا
لو پہچانو تمہارا ان دلوں میں کونسا دل ہے

سوال بوسہ پر کیوں جھڑکیاں دیتے ہو اکبر کو
فلا تنہر کلام اللہ میں از بہر سائل ہے

ادھر بھی اک نظر او شاہزادے
مرنے کھوئے ہوئے دل کا پتہ دے
ترے گالوں سے پھر یہ رنگ لایا
بن جب جانو ترے اس بھولے پن کو
مزا آئے اگر واعظ کے منہ میں

تجھے اللہ دونا چوگنا دے
تو مٹھی کھولدے نے لفیں ہلا دے
طمانچہ پھول کے منہ پر لگا دے
مجھے بوسہ عدو کو سنکھیا دے
کوئی میخوار تھوڑی سی چوا دے

گرایا ہے مجھے آنکھوں نے اُسنے / تو اے سیلاب چشم تر بہا دے
لڑکپن میں دبا کرتا ہے بوسے / جوانی میں خدا جانے وہ کیا دے
ہے میری سخت جانی سے ہراساں / قضا ال میرے قاتل کا بڑھا دے
یہ بڑھ کر دخت رز زاہد سے بولی / جو تو یہ توڑ دوں تیری تو کیا دے
وہ کمسن شوخ ہے یا رب مجھے بھی / طبیعت شوخ دے دل چلبلا دے
مزے آئے یہ بوسوں کے شب وصل / کہا اُسنے کہ لے بیٹے کہا دے
بتوں کے ظلم کا شکوہ ہے بیسود / کہ انکی ایک چپ سو کو ہرا دے
یہی وہ ظلم سیکھے ہیں ستمگر / کلیجہ توڑ دے یا دل دکھا دے
کہاں تھا رات کسکے پاس تھا رات / ذرا اکبر سے آنکھیں تو ملا دے

خدا ہے دیکھیے کس طرح طے ہوں
ہیں اکبر عشق کے دشوار جادے

کٹ گئی جھگڑے میں ساری رات وصل یار کی / شام کو بوسہ لیا تھا صبح تک تکرار کی
لے لو بوسہ اپنا واپس کسلئے تکرار کی / کیا کوئی جاگیر ہمنے چھین لی سرکار کی
زندگی ممکن نہیں اب عاشق بیمار کی / چھد گئی ہیں برچھیاں دلمیں نگاہ یار کی
ہم جو کہتے تھے نہ جانا بزم میں اغیار کی / دیکھہ لو نیچی نگاہیں ہو گئیں سرکار کی
غیر کو سر پر چڑھاتے ہو نہ نیچا دیکھتے / تم نے نادانی سے مٹی آپ اپنی خوار کی
اے طبیبو اب شفا ہے شافی مطلق کے ہاتھ / آج حالت دیکھنے آئے ہیں وہ بیمار کی
زہر دیتا ہے تو دے ظالم مگر تسکین کو / اسمیں کچھہ تو چاشنی ہو شربت دیدار کی
خوبیاں تجھہ مجھہ سے لیکر تم نے بیشک قہر / منہ کلی کا پھول کے رخسار پلکیں خار کی
سر سے واعظ کے اتاری دیکھیے رندوں نے یہ چال / کیسی بندش ہے ذرا دیکھیں گرہ ہی دستار کی
یا گلے میں یا بغل میں یا رہے محرم کے پاس / جیت ہے ہر طرح اس گل پیرہن کے ہار کی

آ لگی غیروں کی ٹٹی میرے انکے درمیاں
یا الٰہی توڑ دے بنیاد اس دیوار کی

بعد مرنے کے ملی جنت خدا کا شکر ہے
مجھکو دفنایا رفیقوں نے گلی میں یار کی

لوٹتے ہیں دیکھنے والے نگاہوں سے مزے
آپ کا جوبن مٹھائی بن گیا بازار کی

تھوکدو غصہ پھر ایسا وقت آئے یا نہ آئے
آؤ مل بیٹھو کہ دو دو بات کرلیں پیار کی

دھول کر دیتی ہی کھو دیتی ہے دم میں آبرو
چلتی پھرتی آنکھ بل کھاتی ہوئی تلوار کی

حالِ اکبر دیکھ کر بولے بری ہے دوستی
ایسے رسوا ایسے رند ایسے خدائی خوار کی

جسکا ہے مجھے عشق وہ بت ہے نہ خدا ہے
دنیا سے نرالا ہے زمانہ سے جدا ہے

آنکھوں میں چلے آؤ ہے پلکوں کا اشارہ
چلمن بھی ہے پردا بھی ہے گھر خوب سجا ہے

چھریاں تو چلائیں مگر او کان ملاحت
زخموں میں نمک پیس کے بھر دے تو مزا ہے

وہ درد ہے دل میں کہ ہیں تھامے ہوئے پہلو
اٹھا تو بٹھایا ہی جو بیٹھا تو اٹھا ہے

آساں مری مشکل کسی صورت سے نہ ہوگی
جینے سے خفا ہیں مری اجل مجھسے خفا ہے

جو چھین لے دل کو وہی انداز ہے اچھا
کھب جائے جو نظروں میں وہی خوب ادا ہے

جتنی تھیں زمانے میں بلائیں شب فرقت
سب لیکے فلک سر پہ مرے ٹوٹ پڑا ہے

گھٹ گھٹ کے نکلتی ہیں جو قلقل کی صدائیں
واعظ نے صراحی کا گلا گھونٹ رکھا ہے

جنت میں جو رہتے ہیں کب آتی ہے انھیں موت
کوسا کرو کب آپکے گھر میری قضا ہے

اک بوسے پہ کیوں سرخ ہوا آپ کا چہرہ
لب چوما ہے یا لعل کوئی توڑ لیا ہے

اکبر وہ مری قبر پہ یہ لکھ گئے افسوس
دنیا سے یہ مرحوم بھی محروم گیا ہے

اے شیخ آنکھ میچ کے پی جا ثواب ہی
جلتی بجھی کبھی مری جھوٹی شراب ہے

نادم ہو مل کے غیر سے اب تو سمجھ گئے
ناداں کی دوستی کا نتیجہ خراب ہے

قاصد کا خوں چھڑک کے لفافہ پہ لکھ دیا
لیجئے یہ آپکے خط کا جواب ہے

بیتاب دل کو ہاتھ میں لیکر کہا ارے
کیا چیز ہے یہ اسمیں بڑا اضطراب ہے

وہ بت نہ یاں ملا ہے نہ جنت میں کچھ امید
واں بھی عذاب ہوگا یہاں بھی عذاب ہے

اچھی کہی کہ دختر رز کو تو چھوڑ دے
واعظ میں پا گیا تری نیت خراب ہے

وہ کہہ رہے ہیں آئینہ میں اپنے عکس سے
تیرا تو بیچ میں ہوں تو میرا جواب ہے

تم یوں کرو شمار نہ بوسوں کا چھوڑ دو
آپس کے لین دین کا کیا حساب ہے

دل میں ہے یا حور زباں پر ہے یا غفور
ظاہر پرست شیخ کا باطن خراب ہے

بدخط بتا کے کردیا اُس بے ہنر نے چاک
خط کی خطا نہیں مرا لکھا خراب ہے

اکبر نہ چھوڑ مصحف رخسار کا سبق
یہ وہ کتاب ہے جسے پڑھنا ثواب ہے

دل چھین لیا میرا اے رشک چمن تو نے
کھویا مجھے دنیا سے دکھلا کے پھبن تو نے

مسجد نہ شوالا ہے تسبیح نہ مالا ہے
رکھا نہ کہیں کا بھی او زہد شکن تو نے

دنیا نہ ستا مجھکو بس منہ نہ دکھا مجھکو
لوٹے ہیں جواں کیا کیا بن بنکے دلہن تو نے

داغی ہے گل لالہ گلشن میں ترے رخ سے
زخمی کئے آہو نے صحرا میں ہرن تو نے

تنتے ہوئے ابرو میں بکھرے ہوئے گیسو ہیں
کس شوخ سے سیکھا ہے بیساختہ پن تو نے

لے اور بھی دو چرکے جو جاؤں گذر جی سے
بسمل مجھے کیوں چھوڑا او صید فگن تو نے

اکبر کا ہے کیا شکوہ عالم کو کیا رسوا
اے غنچہ دہن تو نے اے مشفق من تو نے

مجھکو اُنسے اور انہیں غیروں سے الفت ہو گئی
میری شہرت سے زیادہ انکی شہرت ہو گئی

وصل میں جب اُنسے میری خاص خلوت ہو گئی
بس میں جاتی ہوں یہ کہکر شرم رخصت ہو گئی

ہم نہ کہتے تھے برا ہے صحبت بد کا اثر
غیر سے ملکر تمہاری غیر حالت ہو گئی

یہ بھی کچھ ملنے میں ملنا ہے کہ غیروں کی طرح
راستے میں مل گئے صاحب سلامت ہو گئی

بس بہت سی گالیاں سن لیں ہیں اب خاموش ہو
بس بہت ہی حال پر میرے عنایت ہو گئی

میرے مرنے کا خیال آیا بھی ان کو کب کہ جب
دفن مجھکو کر دیا تعمیر تربت ہو گئی

ڈانٹ کے واعظ کو بلا لی خوب پھر سمجھا دیا
جا مرے ہیں وعظ کہہ اب وہ حالت ہو گئی

قتل کر کے تیغ دھوئی اور دھو کر یہ کہا
اب تو اے خوں کی چھوڑی تیری عادت ہو گئی

شیخ جی اب میکدوں میں جوتے پھرتے ہیں ہاتھ
توبہ توبہ ٹوٹتے ہی کیا بری گت ہو گئی

خط مجھے لکھا تو اس پر ڈال دی چٹکی سے خاک
حرف وہ ان سے مٹے یہاں ثابت کدورت ہو گئی

سچ کہو اکبر دل آیا کس گلابی پوش پر
چاہ ہی دشمنیں تمہاری زرد رنگت ہو گئی

محمد مصطفے صل علے کی آج محفل ہے
حبیب کبریا صل علے کی آج محفل ہے

رہو صل علی صل علی صل علی پڑھتے
کہ محبوب خدا صل علی کی آج محفل ہے

وضو سے آئیں بیٹھیں باادب بھیجیں درود ان پر
جہاں کے رہنما صل علی کی آج محفل ہے

ملائک عرش سے آئیں اگر لوبان سلگائیں
رسول دوسرا صل علی کی آج محفل ہے

فرشتے عالم بالا سے سن سنکر یہ کہتے ہیں
چلو نور خدا صل علی کی آج محفل ہے

ہے جسکے نور سے رنگ بہار عالم ہستی
اسی رنگیں ادا صل علی کی آج محفل ہے

کرم کے پھول نیکی کے ثمر رحمت کے گلدستے
ٹینگے مصطفے صل علی کی آج محفل ہے

حضوری میں کریں سب پیش صل اللہ کی نذریں
کہ کل کے پیشوا صل علی کی آج محفل ہے

ہوئے ہیں جسکے فیض نور سے دونو جہاں روشن
اسی شمس الضحیٰ صل علی کی آج محفل ہے

ہوا ہے جسکے رخ داغ دلمیں ماہ کامل کے
اسی بدر الدجےٰ صل علی کی آج محفل ہے

ہے ادنے مرتبہ قوسین کا درگاہ میں جس کی
اسی شاہ دنے صل علی کی آج محفل ہے

نکالا جسنے چشمہ آب کا انگلی سے جنگل میں
اسی بحر سخا صل علی کی آج محفل ہے
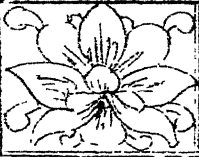
دعائیں مانگ لے جو مانگنی ہوں حق سے اے اکبر
ترے مشکلکشا صل علی کی آج محفل ہے
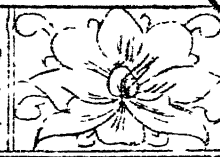
وہ جو دیوہ حاجی لقب ہے سجن موسے من کو لبھاوت ہے سجنی
جو میں دیکھوں ہوں واکی نرالی چھبن ہوی سدبدہ آوت ہے سجنی
واکے روپ کی جوت جگت میں بھئی واکے ناد نکورٹ کے بھگت ہیں بھی
مورا شام سندر جگت اُتہاری نئے رنگ رنگاوت ہے سجنی
واکے ناوں جو چیت پہ چڑھاوت ہے دلسے ایشور نیہا لگاوت ہے
واکے چرنوں جو سیس نواوت ہے بیکنٹھ کو جاوت ہے سجنی
نندن نندن رنگ رلیں میں واکے چمن ہریا دیوہ کی گلبن میں
واکی چلت پھرت چھب اچل چپل مورا من للچاوت ہے سجنی
واکی پیت کی رس کا پڑا چسکا کچھ اور نہیں جاکے جس کا
مورا میٹھا میاں ولین کا ولی میٹھے بچن سناوت ہے سجنی
وہ علی جی کے لالن کا لالہ وہ نبی جی کے نین کا اجیالا
قربان علی جی کا شہبالا موری لاج رکھاوت ہے سجنی
کیوں بدرا سے بندیاں برت چھم چھم کیوں جھری چھمارت ہے چھم چھم
نہ تو اندر سیا گنت نہ میگھا گنت موہے کھینچ بلاوت ہے سجنی

کیوں اڑ نہ ٹھوڑ کہاں جاتا اکبر ہے بھکاری وہ جگ داتا
جاکی ڈیوڑھی پہ منگتا کو بھیک ملے وہیں آوت جاوت ہے سجنی

شراب عشق سے ساقی فنا فی اللہ کر کر دے
مناسب ہیں چھپانی اہل دلکو راز کی باتیں
بُرا ہے اچھی صورت کا چھپانا سامنے آؤ
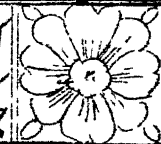
انا فی کل شئی سے بقا کا جام بھر بھر دے
جو سرِّ حق عیاں کر دے وہ اپنا سر بسر سر دے
نداؔلوغیرت کے تم ہمارے آنکھ پر پردے

بنا پھرتا ہوں جوگی ہر کے درشن کی تمنا میں
جو کرپا ہو تو پھر ہر موئے تن آواز ہر ہر دے

ہمیں ہفتاد و دو ملت کے جھگڑوں سے نہیں مطلب
بہتر سے یہ بہتر ہے مئے یکرنگ بھر بھر دے

لپٹ جاؤ کہ ہم تم دونو ملکر ایک ہو جائیں
دوئی نے ڈال رکھے ہیں پیچ کیسے قلب پر دے

تری دریا دلی جب قابل تحسین ہے ساقی
ہیں خالی جام کر کر دوں تو دونا مے سے بھر بھر دے

جو مرتا ہے تو پھر سب حسرتیں بیجا ہیں اے اکبر
وہ چاہے خاک کا گھر دے وہ چاہے سنگ مرمر دے

شراب عشق احمد سے ہمیں مخمور کر کر دے
جمال سرور عالم سے دل میں نور بھر بھر دے

وہاں پہنچوں پہنچکر حق کہوں حق کہکے مر جاؤں
مدینہ کی طرف جھونکا کوئی اے باد صرصر دے

مدینہ سے نجف پہنچوں نجف سے کربلا پہنچوں
پڑے دربار ہیں یا رب یہاں پیدا در در دے

مدینہ کی گدائی میرے حق میں بادشاہی ہے
نہ تاج جم کی حسرت نہ تخت اک بر دے

اسے کہتے ہیں عشق سرور اکرم میں جا پہنچے
دم رفتار رفرف کیوں نہ پھر آواز فر فر دے

جڑے ہیں رحمت حق کے در و دیوار میں گوہر
پڑے ہیں نور سبحاں کے مزار پاک پر پردے

سنیں لکھیں پڑھیں سب دل سے نعت مصطفیٰ اکبر
یہ اچھا شغل ہے اللہ اسکا شغل گھر گھر دے

چادر رحمت

سید الاولیا کی چادر ہے
ہند کے رہنما کی چادر ہے

رکھو سر پر لگاؤ آنکھوں سے
خواجۂ دوسرا کی چادر ہے
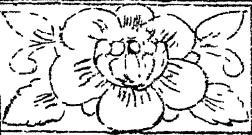
کیوں نہ حوریں نثار ہوں اس پر
یہ میرے دلربا کی چادر ہے

اس پہ ہے فضل خواجہ عثمان
یہ حبیب خدا کی چادر ہے

جس نے چھاگل میں بھر لیا ساگر
اسی بحر سخا کی چادر ہے

پنجتن پاک جلوہ فرما ہیں
کل آل عبا کی چادر ہے

صندل و عطر و گل مہکتے ہیں
میرے رنگیں ادا کی چادر ہے
دہوم ہی رنگ ہے زمانے میں
گل کے مشکلکشا کی چادر ہے
چڑھ رہی ہے رسول کی ریئی
رنگ والے خدا کی چادر ہے
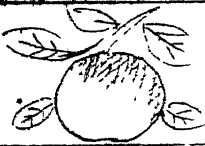
جو تجھے مانگنا ہو مانگ اکبر
تیرے حاجت روا کی چادر ہے
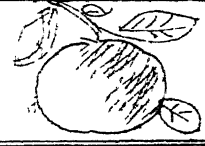
بات بگڑی ہوئی بنی دل کی
آپنے خوب قدر کی دل کی
اب تو تم ہم سے الکساتے ہو
وہ محبت کہاں گئی دل کی
بے وفا لے گیا چرا کر دل
گت بری آج بن گئی دل کی
وہ تجلے ہے یار کی جس سے
رہی حیرت میں آرسی دل کی
لیجئے دیکھئے ہے قابل دید
سجگئی کھل گئی کلی دل کی
آج مدت کے بعد آئے ہو
یار یہ دل سے راہ تھی دل کی
جب کہا روز کیوں نہیں آتے
مسکرا کر کہا خوشی دل کی
اُس کے کوچہ میں لیچلا ہے عشق
لیجیو خبر یا علی دل کی
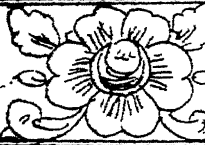
لکھو اکبر سمجھ کے یار کو خط
نہ سنو ایک بات بھی دل کی
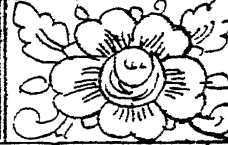
ہُوا کچھ خیال تو خواب میں وہ جمال اپنا دکھا گئے
یہ مہک لپٹ تھی لباس میں کہ مکان سارا بسا گئے
ہمیں دام غم سے چھڑا گئے ہمیں معصیت سے بچا گئے
وہ نبی محمد مصطفے کہ جو سوئے عرش علا گئے
وہ گناہگاروں کا غم لئے وہ شفاعتوں کا علم لئے
وہ ملک نے جنکے قدم لئے لو زمیں پہ عرش سے آگئے

نہ ہٹے قدم تیری راہ سے کہ یہ عاشقوں کا طریق ہے
جو ستم ہؤا اُسے سہہ لیا جو کڑی پڑی وہ اُٹھا گئے

یہ علیمہ بھید نہیں کھلا یہ مقام چون و چرا نہیں
تو خدا سے پوچھ وہ کون تھے تری بکریاں جو چرا گئے

ہو درود تم پہ ہزار ہا میرے رہنما میرے ناخدا
میرا پار بیڑا لگا گئے میری ڈوبی نیّا ترا گئے

ہمیں زندگی کی خبر نہیں رہے شام تک تو سحر نہیں
چلو اکبر اب تو گذر نہیں یہاں کس خیال میں آ گئے

کہوں کیا کہ گلشن دہر میں وہ عجب کرشمے دکھا گئے
کہیں عاشقوں کو مٹا گئے کہیں لن ترانی سنا گئے

کبھی دیر و کعبہ بتا دیا کبھی لامکان پتا دیا
جو خودی کو ہم نے مٹا دیا تو وہ اپنے آپ میں آ گئے

کہیں عندلیب شمار ہیں کہیں گل ہیں فصل بہار ہیں
کہیں نور ہیں کہیں نار ہیں وہ ہزار رنگ دکھا گئے

ہمیں جستجو رہی جا بجا کہیں تیرا ہی نہ ملا پتا۔
کبھی کاشی جا کے تلاش کی کبھی درشنوں کو گیا گئے

کہیں این و آں کہیں شوخیاں کبھی نرمیاں کبھی گرمیاں
کبھی بن گئے کبھی تن گئے کبھی چل دیے کبھی آ گئے

ہے یہ عاشقوں کی فنا بقا کبھی مر گیا کبھی جی اُٹھا
کہیں ترچھی نظروں نے کھا لیا کہیں عشوے آ کے جلا گئے

کہیں حسن بن کے قبول ہیں کہیں رنگ بن کے وہ پھول ہیں

کہیں نور بن کے رسول میں وہ جمال اپنا دکھا گئے

تیری جھونٹی کونٹی بچی کھچی جو ملے تو اکبر وارثی
وہ بھرے نشہ کی ترنگ میں کہ کہیں کہیں کی سنا گئے

پار بیڑا لگا ہوا جانے — جو محمد کو ناخدا جانے
جس نے پی لی شراب مرشد کی — وہ حقیقت کا ذائقا جانے
اس سمندر کے گھاٹ ہیں لاکھوں — پار اُترے جو راستہ جانے
اے صبا جا سلام کہہ دینا — تو اگر یار کا پتہ جانے
جب یہ اُس نے کہا کہ مرتا ہوں — ہنس کے بولے مری بلا جانے
دردِ دل کا نہ کر علاج طبیب — عاشقوں کی دوا تو کیا جانے
تیری ہم نے بہت سنی واعظ — سن ہماری جو ماجرا جانے
وہی سہتا ہے جس پہ پڑتی ہے — درد کوئی کسی کا کیا جانے
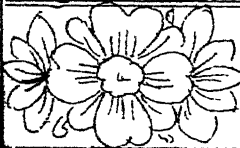
عشق کی چاٹ جس کو ہو اکبر
معرفت کا وہی مزا جانے

کس ہوا خواہ نے ڈالی ہے بنا پنکھے کی — دل کی کلیوں کو کھلاتی ہے ہوا پنکھے کی
جملہ ساماں میں جو عزت ہے سو اس پنکھے کی — اسلئے عالم بالا پہ ہے جا پنکھے کی
جس مکاں میں یہ معلق ہو بہار آ جائے — واہ کیا بات ہے اے صل علیٰ پنکھے کی
کھینچنے سے اسے صحت کی ہوا چلتی ہے — گرم موسم میں تو دلکش ہے ادا پنکھے کی
کیوں نہ رشک پر طاؤس ہو اسکی جھالر — ہو گئی اور بھی چھلنے سے جِلا پنکھے کی
دلکو تفریح نگاہوں کو ضیا قصر کو زیب — ہے شفا بخش دلآویز ہوا پنکھے کی
اسکی جھالر ہے جو زینت کا لئے سر سہرا — بن گئی آ کے دلہن بادِ صبا پنکھے کی
وجد میں صوفیوں کی طرح رہا کرتا ہے — آؤ کھا لو کہ تبرک ہے ہوا پنکھے کی
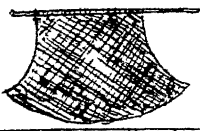
کس عرق ریزی سے تیار کیا ہے اکبر
کیوں نہ مرغوب ہو ہر ایک ادا پنکھے کی
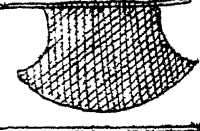
دل کا بدلہ یہ دلربا دیدے — شربت وصل کا مزا دیدے
چشتیہ رنگ رہنما دیدے — منزل یار کا پتہ دیدے
جام کثرت سے تلخ کامی ہے — مئے وحدت کا ذائقہ دیدے
مست آئے ہیں ہاتھ پھیلائے — کچھ تو اے صاحب عطا دیدے
رنگ کثرت مٹا کے یا مرشد — دل کے آئینہ کو جلا دیدے
خبر ہو میکدے کی اے ساقی — ایک ساغر شراب کا دیدے
دینے والا ہے وہی داتا — پاس جسکے نہ ہو وہ کیا دیدے
پھیری والا فقیر آیا ہے — اپنا جھوٹا بچا کھچا دیدے
مار ڈالا فراق جاناں نے — کوئی اس درد کی دوا دیدے
دیکھ لوں پھر جمال مرشد کا — اتنی مہلت مجھے قضا دیدے

کچھ نہ کچھ پائے گا ضرور اکبر
جا محمد کا واسطہ دے دے
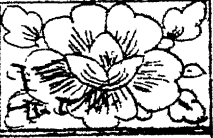
در شان مخدوم شاہ نصیر الدین روشن چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اے نور چراغ لم یزلی مخدوم نصیر الدین ولی
میرے وارث میرے والی مخدوم نصیر الدین ولی

حاصل ہے جمالِ دیں تم سے روشن ہے کمالِ دیں تم سے
اے جانِ نبی اے شانِ علی مخدوم نصیر الدین ولی

تم نورِ جمالِ قطب الدین رنگِ بستانِ فرید الدین
اے شاہ نظام الدین ولی مخدوم نصیر الدین ولی

سامان تھے گو سب شاہانہ پہنا ملبوس فقیرانہ
نخوت کی ردا تم نے کم لی مخدوم نصیر الدین ولی

روضہ پہ نور برستا ہے آوازہ چاند یہ کستا ہے
ہو کیوں نہ چراغاں میں دہلی مخدوم نصیر الدین ولی

ہو دل کا کلس اس قبے پر پلکوں کی در پہ ہو جھالر
آنکھوں کے پردوں کی جالی مخدوم نصیر الدین ولی

ناسوت میں رم کر کے ہر سو چرتے پھرتے ہیں ترے آہو
لاہوت کے بن کی ہریالی مخدوم نصیر الدین ولی

اس در پر ہے جاں کھونے کو دہلیز پہ قرباں ہونے کو
دل کیوں نہ کہے دلی دلی مخدوم نصیر الدین ولی
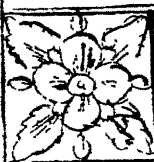
ملجا و اکبرِ عاصی سے کالی ہے فرطِ معاصی سی
ہو وصل تو دھل جائے وصلی مخدوم نصیر الدین ولی
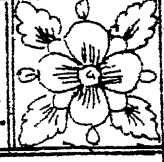
در شانِ حضرت مولٰنا فخر الدین فخرِ جہان چشتی رحمۃ اللہ علیہ

اے فخرِ محمد فخرِ علی مولنا فخر الدین ولی
ہے عرش علا تیری کرسی مولنا فخر الدین ولی
محبوب معین الثانی چشتی مولنا فخر الدین ولی
ہم راز شہ مکی مدنی مولنا فخر الدین ولی

خادم ہیں جن و بشر قدسی لیکن ہے بھی تم نے لی
قطب العالم کی دربانی مولنا فخر الدین ولی
حضرت کے تن پہ چست ہوا اکسیر آ کے درست ہوا
یہ خلعت الفقر فخری مولنا فخر الدین ولی

رنگ فخری سے تازہ کیں وارث سے محمد تک رنگیں
تھیں جتنی صفیں اگلی پچھلیں مولنا فخر الدین ولی
سیراب مجھے بھی تم کردو اپنی الفت میں گم کردو
بھر دو گگری گگری گگری مولنا فخر الدین ولی

اس در سے کوئی خالی نہ گیا جسنے جو مانگا وہ پایا
سرکار ہے تیری البیلی مولنا فخر الدین ولی
بر لادو میری امیدیں سب عرض مطلب ہے ترک ادب
ہے کونسی تجھ سے بات چھپی مولنا فخر الدین ولی

گن گاؤں گا گن مانوں گا وہ پیر ملے جب جانوں گا
جو آتی ہے سینہ بسینہ چلی مولنا فخر الدین ولی
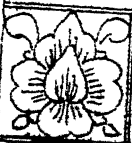
اس در سے آس لگائی ہے وارث داتا کے صدقے سے
منظور ہو اکبر کی عرضی مولنا فخر الدین ولی

در شان محبوب الٰہی حضرت سلطان نظام الدین اولیا زری زر بخش رحمۃ اللہ

نظام الدین محبوب الٰہی
ہے شایاں تمہیں شان کج کلاہی

ہے تو ایسا امیر ملک عرفاں
کہ خسرو ہیں فقیرے بے سپاہی

تو وہ خورشید وحدت ہے کہ تیری
تجلی گاہ ہے ماہ تا بماہی

ترا وعدہ ہے تیرے سلسلے میں
ذرا سے ہو نہیں سکتی تباہی

وضو کر لے جو تیری باوری میں
رہے باقی نہ داغ روسیاہی

حضوری میں وہاں تر دامنی کو
حیا میں ڈوب مرے بیگناہی
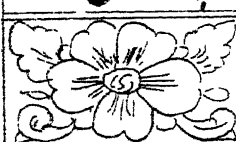
وہ کی گنج شکر بابا نے پوری
کہ جو بات اس مرے یوسف نے چاہی

مرے مہر و تبرک کے بہانے
مجھے نعمت کے دیئے چاند شاہی

ہے چشتی وارث فخری نظامی
کرے پھر کیوں نہ اکبر بادشاہی

یا الٰہی کون یہ شکل قمر آنکھوں میں ہے
زینت عرش معلی جلوہ گر آنکھوں میں ہے

تو رہے آباد اس میں تو یہاں پھر آئے جائے
تیرا گھر ہے دل میں تیری رہگذر آنکھوں میں ہے

مار ہی ڈالا جسے دیکھا نگاہ ناز سے
تیر ہیں پلکوں میں جادو کا اثر آنکھوں میں ہے

تو خبر لینے نہیں آتا تو کچھ پرواہ نہیں
تیری صورت تو لئے اے بیخبر آنکھوں میں ہے
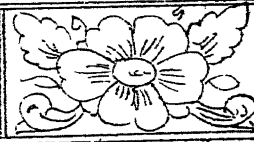
آنکھ والے دیکھتے ہیں تیرے جوبن کی بہار
تو ہے ہر شے میں تو ہر شے جلوہ گر آنکھوں میں ہے

لن ترانی تھی جہاں تھی یاں تو اپنی آنکھ سے
ہمنے دیکھا کحل ما زاغ البصر آنکھوں میں ہے

ڈھونڈتا پھرتا ہے اکبر دیر و کعبہ میں جسے
اسکو غافل دیکھ آنکھیں کھول کر آنکھوں میں ہے

نورؐ من نور اللہ سے احد احمد کا روپ دکھاوت ہے
کہوں میم کی چادر اوڑہت ہی کہوں آپ ہیں آپ سماوت ہی
ایسی بھی کیا ہے بیتا لی کیوں عرش پہ آوت جاوت ہے
ہم جانت ہیں تورے من کی بات تو امت کو بخشاوت ہے
والّیل کا لٹکا زلفن ہیں والشمس کا مقنع چیتوں ہیں
مازاغ کا سرمہ نینن میں کیا روپ انوپ دکھاوت ہے
تجھسا نہیں کوئی جہاں میں نبی توری کرپا سے موری بات بنی
یاسیّد نا مکی مدنی تو رسول کریم کہاوت ہے
بطحا جنگل طیبہ بن میں ڈہونڈت ہوں ملکن ملکن میں
آجا آجا مورے نینن میں کیوں دیس بدیس پھراوت ہے
کاندہے پر ڈالے بردیمین ہونٹن پر کلمے کی سمرن
دکھا کے اَنَا بَشَرٌ کی پھبن توحید کا رنگ جماوت ہے
تجھسا کوئی جگمیں کو راہ نہیں مورے پاپن کی کچھ تھاہ نہیں
یاربّ اغفر لی وارحمنی کہ تو ربّ غفور کہاوت ہے
سب ماتا پتا اور کل ناری اُس سیّدنا کے بلہاری
یاربّ ہب لی امت کو جو ہر کو کوت سناوت ہے
اک ماہ مدن گورا سا بدن نیچی نظریں کل کی خبریں
کملی اوڑہے زلفیں چھوڑے دل چھینت ہی من بھاوت ہے
اوگن کی گھٹائیں ہیں چھائیں کرپا ہو اکبر کی مائیں
اے کلجگ ست جگ کے سائیں تو کل لاج رکھاوت ہے

بہر صورتے دلپذیر آمدی	بخوبی چو گل بے نظیر آمدی

بہر رنگ شد قدرتت آشکار
علٰے کُلّ شئٍ قدیر آمدی
فلمّا تجلّٰے الی الکائنات
بشانِ بشیر و نذیر آمدی
علی نام کردی بملکِ عرب
بسوئے غریباں امیر آمدی
بمنصور بانگِ انا الحق زدی
بسلطاں پئے دار و گیر آمدی
باشکال ہاریختی رنگہا
بنوعے سمیع و بصیر آمدی
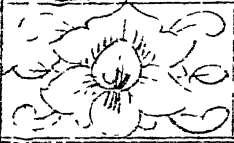
بگیر آنچہ مے خواہی اکبر بگیر
بدرگاہ وارث فقیر آمدی
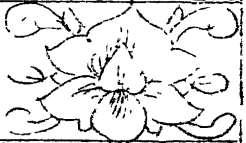
بتوں میں کیوں یہ شانِ کبریائی ہوتی جاتی ہے
کہ ان کے حکم میں ساری خدائی ہوتی جاتی ہے
وہ برسوں سے خفا تھے مدتوں سے روٹھے بیٹھے تھے
خدا کا شکر ہے اب تو رسائی ہوتی جاتی ہے
میں اُن کو پیار کرتا ہوں وہ مجھ کو گالی دیتے ہیں
بھلائی کرتا جاتا ہوں برائی ہوتی جاتی ہے
زمینِ کوئے جاناں میں ہے گنجائش قیامت کی
کہ لاکھوں مرنے والوں کی سمائی ہوتی جاتی ہے
یہ کس بے جرم کا خوں رنگ لایا کوئے قاتل میں
در و دیوار کی رنگت حنائی ہوتی جاتی ہے
اگر ملنا نہیں منظور تھا تو صاف کہہ دیتے
یہ کیوں در پردہ ہم سے بے وفائی ہوتی جاتی ہے
کیا دس بیس کا خون اور پھر کہتے ہیں شوخی سے
ہمارے ہاتھ میں اب تو صفائی ہوتی جاتی ہے

ہزاروں مشکلیں درپیش آئی تھیں مگر اکبر
علی کے نام سے مشکل کشائی ہوتی جاتی ہے
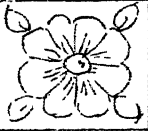
بکا ہوں جا کے ایسے جوہری کے ہاتھ میں اکبر
بقا باللہ تک اپنی رسائی ہوتی جاتی ہے
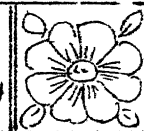
درشان سراپا فیضان حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ

گنج شکر فرید الدین بابا ڈھولے گنبد والے

فرد الحق فرد الافراد تو ہے ولی مادر زاد
تجھ پر فدا ہیں غوث اوتاد جن و لبشر ترے متوالے

تازہ کی عرفان کی کشت تجھ سے چمن چمن ہے چشت
تو نے کھولا در بہشت جو نکلے وہ جنت پالے۔

قطب الدین کے دلدار ہند الولی کا تم پر پیار
تم ہو ولیوں کے سردار مردہ طیر جلانے والے

ذات خدا کا تو مقبول صابر ترے چمن کا پھول
تجھ پر عاشق نبی رسول حور و ملک تیرے متوالے
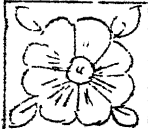
اکبر تیرا مدحت سنج اس سے دوئی کا کھو دے رنج
دے وحدت کے شکر کا گنج گنج شکر بانٹنے والے

میں بندہ عاصی تیرا تو میرا استار | گنہ میرے سب بخشدے نام تیرا غفار

نام ترا غفار گنہ کی گٹھری سر پہ لایا
کیسے کیسے فعل کئے جب شیطاں نے بہکایا
کہیں ٹھکانا ملا نہیں جب تیرے در پہ آیا
محشر کے دن کرم کا تیرے ہو اکبر پر سایا

تجھی سے ہو نستاہ توکل کا کھیون ہارا پار ہو بیڑا ہمارا
تو سب کا سر تاج تجھے دھاوے سنسارا
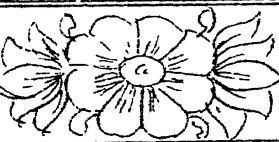
رنگ دیگر
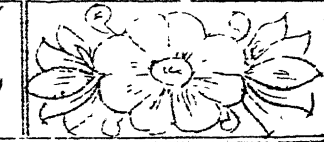
ہے وارث تیری عجب البیلی سرکار

سرکار وارث مجھکو بنادے سلطان
سرکار وارث اپنا دکھادے دیدار
سرکار وارث لیلے اشرفی دس پانچ
سرکار وارث پھر میں کروں کیا کام

نئی نئی رے اکبر دنیا کا لالچ پڑ جائے
نئی نئی رے اکبر طور کی طرح جلجائے
نئی نئی رے اکبر شوتوں کا کام نائے
سن سن رے اکبر یا دہماری کئے جائے

رنگ دیگر

سرکار وارث یاد سے تیری کیا فیض
سن سن رے اکبر دونو جہاں میں سکھ پائے

یاں بھی ہوتے جانا پار کالی کالی زلفوں والے

کیوں نہ آئے ہم کو پیار گورے گورے ہیں رخسار
اور کٹیلے ابرو ہیں خم دار اُنپر بال گھونگر والے

ہو بھی جاتی ہے تکرار پھر بھی ملتے ہیں اے یار
اتنا تو کیوں ہے بیزار جھگڑے لڑنے نہ بولے چالے

تجھ سے کہتے ہم کب سے ڈر تو حق کے قہر و غضب سے
لڑتے پھرتے ہیں یہ سب سے اپنی آنکھوں کو سنبھالے

اک دن میں نے اُنسے پوچھا اتنا کیوں کرتے ہو نخرہ

بولے ہم ہیں حسن میں یکتا میرے جوبن کے متوالے

دیکھا غور سے اور پہچانا - بولا جوڑ کے پھر یارانہ
اکدن میرے گھر بھی آنا اکبر غزل بنانے والے

لاکھوں پھرتے ہیں اے یار تیرے جوبن کے متوالے

ملا تھا مشکل سے اک یار ہو گئی بوسوں پر تکرار
اچھے ہوتے ہیں دلدار لیکن پالا خدا نہ ڈالے
کبتک غم میں رہوں اُداس ہو میں جینے سے بے آس
یا تو آجا میرے پاس ورنہ مجھکو وہاں بلا لے
پہلے تو نے شکل دکھائی پھر تو کہاں رہا ہرجائی
مجھکو راتوں نیند نہ آئی چلگئے غم کے دل پر بھالے
مینے کہا کہ اے محبوب تجھکو ہم بھی ہیں مرغوب
بولا ہنسکر وہ کیا خوب آئے بات بنانے والے

رنگ دیگر

اکبر یہاں ہوئے لاچار زہری گیسو تھے خمدار
اُنپر پڑے خدا کی مار میرے دلکو ڈس گئے کالے

کیا پھولوں میں پکتا ہے جوبن تول تول تول

دل دینا دشوار نہیں ہے جان بھی سے انکار نہیں ہے
یوسف ثانی کیا ہے تیرا مول مول مول
پیشانی کیا نکھر رہی ہے زلف کی ناگن بکھر رہی ہے
زہر پلاتی ہے عاشق کو گھول گھول گھول
آنکھ میں شوخی دل میں شرارت آنکھ لڑی تو کردی غارت
باتیں ہیں پیچیدہ کیا کیا گول گول گول

غیروں کے گھر جائیگا کبتک صنم ہمیں تڑپائے گا کبتک
بیٹھا ہے کیا چپکا چپکا بول بول بول

رنگ دیگر

اکبر عاشق در پہ کھڑا ہے دروازہ کھول نیند پڑا ہے
گھر میں بلالے کنڈی تالا کھول کھول کھول

خاک میں ملایا ظالم عشق نے ہمیں

یار نے ہم سے خاک چھنوائی مجنوں بنایا ظالم عشق نے ہمیں
یار کے کارن دھونی رمائی جوگی بنایا ظالم عشق نے ہمیں
تارے گنتے رین گنوائی سامی ان لایا ظالم عشق نے ہمیں
ملک ملک میں ہوئی رسوائی خوب ہی ستایا ظالم عشق نے ہمیں
یار نے جب سے صورت دکھائی وحشی بنایا ظالم عشق نے ہمیں

اکبر عرب کی نگری نہ پائی
دربدر پھرایا ظالم عشق نے ہمیں

خواجہ لیجو خبر یا ہماری رے

کر تیجیے وعدہ آج تو بوس و کنار کا ٭ دل توڑتے ہو کیوں کسی امیدوار کا
گذری جائے عمر یا ہماری رے

پوچھا کہ حال کیا ہے دل بیقرار کا ٭ ہم نے کہا کہ شکر ہے پروردگار کا
سوئی رہ گئی اٹریا ہماری رے

میں عندلیب ہوں چمن کوئے یار کا ٭ صیاد چھوڑ دے کہ ہے موسم بہار کا
بھر دے گگریا ہماری رے

آتے ہی لوٹے وقت ہو بوس و کنار کا ٭ منہ چوم لوں میں ایسے محبت شعار کا
سج گئی سیجریا ہماری رے

بس گل سے تھی امید چڑھائیگا لاکے پھول + گل کر گیا چراغ وہ میرے مزار کا
پھر نہ لینی خبر یا ہماری رے

نیکی بدی کی طرح جو یوسف کو گنتے ہو + یہ رات وصل کی ہے کہ ہے دن شمار کا
اب توسن لو سنور یا ہماری رے

اچھا نہیں غبار دعا پڑھتے جائیے + مدفن ہے رستہ میں کسی خاکسار کا
بھولے آگئی نگر یا ہماری رے

اکبر خدا کے سامنے یونہی چلے چلو + فریاد لب پہ ہاتھ میں دامن ہے یار کا
یونہی ہوگئی فجر یا ہماری رے

نوحہ پر غم

عرض کرتی تھی رو رو کے صغرا مجھکو لیتے چلو ساتھ بابا
چھوڑے جاتے ہو یاں کس پہ تنہا مجھکو لیتے چلو ساتھ بابا

ہیں مدینہ کی سنسان گلیاں یاں برادر نہ خواہر نہ اماں
کون بیکس کو دے گا دلاسا مجھکو لیتے چلو ساتھ بابا

تم سے کوئی سواری نہ لونگی کربلا تک میں پیدل چلونگی
اب جدائی نہیں ہے گوارا مجھکو لیتے چلو ساتھ بابا

اپنے محمل کو ٹھیرائیے گا آؤگے کب یہ فرمائیے گا
بے تمہارے رہوں گی نہ زندہ مجھکو لیتے چلو ساتھ بابا

کون فریاد و زاری سنے گا کون بیکس کو تسکیں دے گا
مجھکو لیتے چلو ساتھ بابا مجھکو لیتے چلو ساتھ بابا

راستے میں کراہوں تو کہنا کچھ دوا تم سے چاہوں تو کہنا

اب نہیں ہوں میں بیمار حاشا مجھکو لیتے چلو ساتھ بابا
گھر میں کسطرح تنہا رہونگی میں تو اصغر کو جانے نہ دونگی
یا تو تم اُسکو بھی چھوڑ دیجیں یا مجھے کو لیتے چلو ساتھ بابا
کیا لکھوں غم کا اکبر فسانہ ہوگیا قافلہ سب روانہ
رہ گئی کہتی ہیہات صغرا مجھے کو لیتے چلو ساتھ بابا

بولی زینب یہ لاشہ پہ رو کر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر
جان قربان ہو میری تم پر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر

میری آغوش الفت کے پالے میرے بھائی کے گھر کے اُجالے
خاک و خوں پر نہ تکیہ نہ بستر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر
ہائے اس فکر میں ہوں میں غمگیں کسطرح ہوگی تجہیز و تکفین
یاں کفن بھی نہیں ہے میسر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر
مجھکو تھی اسقدر تم سے الفت آگے آئی جو نورانی صورت
دیکھتی بھی نہ تھی آنکھ بھر کر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر
میں نے پالا تھا مجھ سے تو بولو لاڈلے اپنی آنکھیں تو کھولو
جاگو جاگو شبیہ پیمبر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر
اٹھو اٹھو نبی کے نواسے کچھ تو بولو مرے بھو کے پیاسے
دیکھ تو لو ذرا سر اُٹھا کر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر
تھی یہ خواہش کہ دولھا بناتی ہیں تو شادی تمہاری رچاتی
مٹ گئیں حسرتیں خاک ہو کر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر

کیا لکھوں غم کی اکبر حقیقت ہوگئی بیکسوں کی جو حالت
جب کیا بین زینب نے رو کر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر

محبت وادۂ یاری نہ کردی | خیالے بر جفا کاری نہ کردی
علاجِ ہیچ بیماری نہ کردی | کہ ترکِ عاشق آزاری نہ کردی

دلم بردی و دلداری نہ کردی
غمم دادی و غمخواری نہ کردی

صنم ترکِ جفا کاری بھی کرتے | محبت تھی تو کچھ یاری بھی کرتے
دیا تھا غم تو غمخواری بھی کرتے | لیا تھا دل تو دلداری بھی کرتے

دلم بردی و دلداری نہ کردی
غمم دادی و غمخواری نہ کردی

نہ دیکھے سی ترکا افسوس افسوس | ہیں کرتا ہی رہا افسوس افسوس
سنا جسنے کہا افسوس افسوس | یہ تونے کیا کیا افسوس افسوس

دلم بردی و دلداری نہ کردی
غمم دادی و غمخواری نہ کردی

اگر تھا خلد ہی کا عزم دلخواہ | لیا ہوتا مجھے بھی اپنے ہمراہ
جو تیری چال سے ہوتا ہیں آگاہ | نکلتی کیوں دلِ مغموم سے آہ

دلم بردی و دلداری نہ کردی
غمم دادی و غمخواری نہ کردی

جدائی میں تری روتا ہوں دن رات | خدا جانے کہ کب ہو گی ملاقات
قیامت تک کو تجھسے چھٹ گیا ساتھ | نہیں اب زندگی کا لطف ہیہات

دلم بردی و دلداری نہ کردی
غمم دادی و غمخواری نہ کردی

وہاں گذری ہے کیا کیا تجھپہ جا کر | کبھی تو خواب میں آ اور آ کر۔

میرا دکھ درد سن اپنا سنا کر | میرا دل چھیڑے غم سے رہا کر

دم بردی و دلداری نہ کردی
غم دادی و غمخواری نہ کردی

یہ کیوں ہے اسقدر اکبر پہ بیداد | اٹھاتا ہے الم تو دل کرے کبھی شاد
اٹھا سکتا نہیں اب غم کی افتاد | دریغا حسرتا فریاد فریاد

دم بردی و دلداری نہ کردی
غم دادی و غمخواری نہ کردی

مسدس بحضور حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ

ترے نام پاک کی جو لے سند اے غوث پاک
کیوں نہ اسکی ہر بلا ہو جائے رد اے غوث پاک
میرے عیبوں کی نہیں ہے کوئی حد اے غوث پاک
جوش زن ہے بحر غم کا جزر و مد اے غوث پاک

آئیے امداد کو بہر صمد اے غوث پاک
الغیاث اے غوث اعظم المدد اے غوث پاک

ملتجی ہیں آپ سے ہر نیک و بد اے غوث پاک
کرتے ہیں سب اپنی اپنی جہد و جد اے غوث پاک
پھر پھرا کر ہیں بھی مثل دام و دد اے غوث پاک
دست بیہ لایا ہوں گناہ لا تعد اے غوث پاک

آئیے امداد کو بہر صمد اے غوث پاک

الغیاث اے غوث اعظم المدد اے غوث پاک

اولیا کو ہے تمہارے نام اقدس سے شرف
اصفیا ہیں سرنگوں دربر مؤدب صف بصف
آپ کا ارشاد عالی ہے مریدی لا تخف
پھر مجھے کیا خوف کیوں حیراں پھروں میں ہر طرف

آئیے امداد کو بہر صمد اے غوث پاک
الغیاث اے غوث اعظم المدد اے غوث پاک

یا محی الدین جیلانی شہ روشن ضمیر
بیکسوں کے چارہ فرما بے بسوں کے دستگیر
ایک جان ناتواں ہے سو بلاؤں میں اسیر
آپکا ہو کر رہوں دشمن کی آنکھوں میں حقیر

آئیے امداد کو بہر صمد اے غوث پاک
الغیاث اے غوث اعظم المدد اے غوث پاک

ذات اقدس ہے تمہاری فخر آدم فخر شیث
جو سخن نکلا زباں سے ہے وہ قرآن و حدیث
نام لیتے ہی بلائیں رد ہوں جل جائے خبیث
استغاثہ کیوں نہ پھر تم سے کرے ہر مستغیث

آئیے امداد کو بہر صمد اے غوث پاک
الغیاث اے غوث اعظم المدد اے غوث پاک

درد و دکھ اپنا کہیں کہنے کی عادت ہی نہیں
اور کہیں کیا خاک امید سماعت ہی نہیں

آپ سے تو عرض کرنے کی ضرورت ہی نہیں
آپ خود واقف ہیں ہمیں کوئی حجت ہی نہیں

آئیے امداد کو بہر صمد اے غوث پاک
الغیاث اے غوث اعظم المدد اے غوث پاک

ایک دکھ ہو تو سناؤں ایک غم ہو تو کہوں
ہیں ستم لاکھوں ادھر چشم کرم ہو تو کہوں
جاں کنی سے بھی سوا مشکل ہے کم ہو تو کہوں
تم اگر سن لو مجھے کہنے کا دم ہو تو کہوں

آئیے امداد کو بہر صمد اے غوث پاک
الغیاث اے غوث اعظم المدد اے غوث پاک

مامن عرش معظم خطۂ بغداد ہے
کیوں نہ ہو واں ذات اقدس آپ کی آباد ہے
آج کل مجھ پر نہایت ظلم ہے بیداد ہے
زندگی سے تنگ ہوں فریاد ہے فریاد ہے

آئیے امداد کو بہر صمد اے غوث پاک
الغیاث اے غوث اعظم المدد اے غوث پاک

سلسلے میں آپکے ہوں نام لیوا آپ کا
دونو عالم میں ہے بندہ کو سہارا آپ کا
ہو گیا گر کام میرا نام ہو گا آپ کا
غور تو کیجے کہ کہلاتا ہوں کس کا آپ کا

آئیے امداد کو بہر صمد اے غوث پاک

الغیاث اے غوثِ اعظم المدد اے غوثِ پاک

تم کو مانا ہے معظم ہر حد آگاہ نے
غرق وحدت کر دیے صد ہا تمہاری چاہ نے
فیض پایا تم سے لاکھوں اولیاء اللہ نے
عرض کی ہے یوں فقیروں کی طرح ہر شاہ نے

آئیے امداد کو بہرِ صمد اے غوثِ پاک
الغیاث اے غوثِ اعظم المدد اے غوثِ پاک

فاطمہ کے گل علی کے ماہ اب کیا دیر ہے
جلد مقصد کی نکالو راہ اب کیا دیر ہے
آبرو پر آ بنی ہے آہ اب کیا دیر ہے
آقا اب کیا دیر ہے یا شاہ اب کیا دیر ہے

آئیے امداد کو بہرِ صمد اے غوثِ پاک
الغیاث اے غوثِ اعظم المدد اے غوثِ پاک

سید عالم محمد مصطفیٰ کے واسطے
حضرتِ مولا علی مشکل کشا کے واسطے
بنتِ محبوبِ خدا خیر النساء کے واسطے
آل و اصحاب و شہید کربلا کے واسطے

آئیے امداد کو بہرِ صمد اے غوثِ پاک
الغیاث اے غوثِ اعظم المدد اے غوثِ پاک

بوجھ ہے اندوہ کا دل ڈہ رہا ہے دیر سے
غم پہ غم اکبر ہزاروں سہ رہا ہے دیر سے

آنکھ سے آنسو پہ آنسو بہہ رہا ہے دیر سے
منہ سوئے بغداد ہے یہ کہہ رہا ہے دیر سے
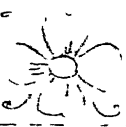
آئیے امداد کو بہر خدا اے غوث پاک
الغیاث اے غوثِ اعظم المدد اے غوثِ پاک
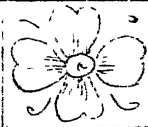
شجرۂ قادریہ رزاقیہ وارثیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد بعدد کل شئ معلوم لک

اے خدا اپنے محمد مصطفےٰ کے واسطے	حیدر و صفدر علی مشکلکشا کے واسطے
حضرت حسنین زین العابد باقر و جعفر امام	موسیٰ کاظم شہ موسیٰ رضا کے واسطے
حضرت معروف کرخی سری سقطی جنید	شبلی و عبدالعزیز پر رضا کے واسطے
عبدالواحد بوالفرح طرطوس حضرت بوالحسن	بوسعید باسعادت پارسا کے واسطے

سنہ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ ہجری میں وصال ہوا مزار اقدس مدینہ شریف سنہ ۲۱ رمضان ۴۰ھ میں وصال ہوا
مزار پاک در نجف شریف سنہ ۱۰ محرم ۶۱ ہجری میں شہادت پائی مزار پاک در کربلا معلیٰ سنہ ۲۸ محرم ۹۳ھ میں زہر سے شہید
ہوئے مزار پاک در جنت البقیع سنہ ۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ میں وصال ہوا مزار پاک در جنت البقیع سنہ ۱۵ ربیع الاول ۱۴۸ھ میں
وصال ہوا در جنت البقیع سنہ ۵ رجب ۱۸۳ھ میں وصال ہوا مزار پاک در بغداد شریف سنہ ۲۱ رمضان ۲۰۳ھ
میں زہر سے شہید ہوئے مزار پاک در خراسان سنہ ۲ محرم ۲۰۰ھ میں وصال ہوا مزار پاک در بغداد شریف سنہ ۳
یا ۲۳ رمضان ۲۵۳ھ ہجری میں وصال ہوا مزار پاک در بغداد شریف سنہ ۲۷ رجب ۲۹۸ھ میں وصال ہوا
مزار پاک در بغداد شریف سنہ ۲۷ ذی الحجہ ۳۳۴ھ ہجری میں وصال ہوا مزار پاک در بغداد شریف سنہ ۳۰
جمادی الثانی ۴۲۵ھ میں وصال ہوا مزار در مقبرہ امام حنبل سنہ یکم محرم ۴۵۱ھ میں وصال ہوا سنہ ۱۵
۱۷ محرم ۴۵۶ھ میں وصال ہوا سنہ یکم محرم ۵۱۳ھ میں وصال ہوا سنہ ۱۷ ربیع الاول ۵۱۰ھ میں وصال
ہوا۔ مزار شریف در بغداد شریف ۱۲

وارثِ ارث علی و دستگیر بیکساں	غوثِ اعظم افتخارِ اولیا کے واسطے

عبدرزاق وشہ سید محمد پیشوا | سید احمد صاحب جود وسخا کیواسطے
حضرت سید علی وخواجہ موسیٰ خطاب | شاہ دیں سید حسن اہل صفا کیواسطے
شیخ بوالعباس سیدنا بہاؤ الدین مست | حضرت سید محمد پیشوا کے واسطے
ہادی برحق جلال سرور بھکر فرید | شاہ ابراہیم شیخ باصفا کیواسطے
شیخ ابراہیم وسیدنا امان اللہ شاہ | حضرت شاہ حسین مقتدا کے واسطے
حضرت شاہ ہدایت عارف وکامل ولی | سید عبدالصمد شاہ ہدا کے واسطے
عبدرزاق وجناب سید اسمعیل شاہ | سرور دیں شاکر اللہ رہنما کے واسطے
شاہ دیں حضرت نجات اللہ فخر اولیا | حاجی خادم علی مہتدا کے واسطے
حافظ وحاجی وآل مصطفےٰ وآل علی | فخر عالم شاہ تسلیم ورضا کیواسطے
سرپہ اکبر کے ہو سایہ اُن بزرگوں کا مدام | خاندان قادری باصفا کے واسطے
جو پڑھیں پائیں مرادیں رب کی قبر میں | کھولدے فردوس سے کھڑکی ہوا کیواسطے
جو اسے پڑھتا رہے پڑھتا رہے بس ذوق وشوق | انبیا کے اولیا کے اصفیا کے واسطے

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلٰی صِرَاطِ الْمُسْتَقِیْم

پڑھے جو روز بزرگان چشت کا شجرہ
وہ پائے فضل خدا سے بہشت کا ثمرہ

سلہ ۹ شوال ۶۳۳ سنہ میں وصال ہوا مزار در بغداد شریف سلہ ۱۷ ذیقعد ۶۹۶ سنہ میں وصال ہوا مزار در جیلان سلہ ۲۵ ذی الحجہ سنہ میں وصال ہوا سلہ ۱۵ صفر ۷۳۰ سنہ میں وصال ہوا سلہ ۲۱ شوال ۸۴ سنہ میں وصال ہوا سلہ ۲۰ شعبان ۶۰ سنہ میں وصال ہوا مزار در بغداد شریف سلہ ۱۷ رجب ۸۵ سنہ میں وصال ہوا سلہ ۳ ربیع الاول ۳۰ سنہ میں وصال ہوا سلہ ۲ رجب ۸۲۵ سنہ میں وصال ہوا سلہ ۷ شعبان ۸۸۹ سنہ میں وصال ہوا سلہ ۱۱ رمضان ۸۸۵ سنہ میں وصال ہوا مزار در بھکر سلہ ۱۸ رجب ۹۰ سنہ میں وصال ہوا مزار در ملتان سلہ ۲۳ ذی الحجہ ۹۱۱ سنہ میں وصال ہوا مزار در بھکر سلہ ۲ محرم ۹۱۶ سنہ میں وصال ہوا سلہ ۷ محرم … صفر ۹۲۹ سنہ میں وصال ہوا مزار در ملتان سلہ ۲ جمادی الثانی ۱۰۲۵ سنہ میں وصال ہوا مزار در شہر کھماج سلہ ۵ ربیع الاول ۱۱۲۹ سنہ میں وصال ہوا مزار در احمدآباد گجرات سلہ ۵ شوال ۱۱۳۴ سنہ میں وصال ہوا مزار در قصبہ ہانسہ سلہ ۱۳ ذی الحجہ کو وصال ہوا مزار در قصبہ مسولی ضلع بارہ بنکی سلہ ۸ ذیقعد ۱۱۵۳ سنہ میں وصال ہوا مزار در موضع ہندولی ضلع بارہ بنکی سلہ ۵ شعبان ۱۱۳۵ سنہ میں وصال ہوا مزار در قصبہ کرسی ضلع بارہ بنکی سلہ ۱۳ ایام ۱۴ صفر ۱۱۹۳ سنہ میں وصال ہوا مزار در لکھنؤ سلہ سیدنا خادم علی شاہ ۱۴ صفر ۱۲۵ سنہ میں وصال ہوا مزار در لکھنؤ محلہ گولہ گنج ۱۲

شجرہ چشتیہ عالیہ نظامیہ فخریہ وارثیہ

خدا بحرمت ارواح انبیا مدد دے — پئے محمدؐ و محمود و مصطفٰی مدد دے
بحق حضرت مولا علیؓ پاک نہاد — اسیر بیکس غرب شاہ لافتے مدد دے
برائے پنجتن پاک و چار یار نبیؐ — بہ برکت ہمہ ارواح اولیا مدد دے
طفیل حضرت خواجہ حسنؒ شہ بصری — بہ عبد واحدؒ سردار دوسرا مدد دے
پئے فضیلت شاہ فضیلؒ و ابراہیمؒ — سدید دین حذیفہؒ بکار ہا مدد دے
امین دینؒ ہبیرہ و خواجہ ممشادؒ — بحضرت ابو اسحاقؒ باصفا مدد دے
بہ خواجہ ابو احمدؒ بہ بو محمدؒ شاہ — برائے ناصر دینؒ شاہ اتقیا مدد دے
طفیل حضرت مودودؒ و شاہ یوسف چشت — بروح اطہر حاجی شریفؒ با مدد دے
عمر خصال ابوبکر خو علی اوصاف — غنی صفات بہ عثمانؒ با حیا مدد دے
بخواجہ شہ ہند الولی معینؒ الدین — حبیب حق گہر تاج اولیا مدد دے
بحق خواجہ بختیار قطبؒ الدین — پئے فرید شکر گنج با سخا مدد دے
بحق حضرت محبوب حق نظامؒ الدین — نصیر دینؒ و چراغ رہ ہدا مدد دے
پئے جناب ولئ زماں کمال الدین — سراج دینؒ نبی شاہ صفیا مدد دے

۱؎ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ میں وصال ہوا مزار اقدس در مدینہ شریف ۲؎ ۲۰ یا ۲۱ رمضان سنہ ۴۰ھ میں وصال ہوا مزار پاک در نجف اشرف ۳؎ یکم رجب سنہ ۱۱۰ھ میں وصال ہوا مزار در بصرہ ۴؎ ۲۷ صفر سنہ ۱۷۷ھ میں وصال ہوا مزار در بصرہ ۵؎ ۳ ربیع الاول سنہ ۱۸۷ھ میں وصال ہوا مزار در مکہ شریف ۶؎ ۲۶ جمادی الاول سنہ ۲۶۳ھ میں وصال ہوا مزار در شام ۷؎ ۴ یا ۲۵ شوال سنہ ۲۰۷ھ میں وصال ہوا مزار در بصرہ ۸؎ ۵ یا ۷ شوال سنہ ۲۸۷ھ میں وصال ہوا مزار در بصرہ ۹؎ ۳ یا ۴ محرم سنہ ۲۹۹ھ میں وصال ہوا مزار پاک در شام ۱۰؎ ۲ ربیع الاول یا ۴ ربیع الثانی سنہ ۳۲۹ھ میں وصال ہوا مزار در شام ۱۱؎ یکم جمادی الثانی سنہ ۳۵۵ھ میں وصال ہوا مزار در شام ۱۲؎ یکم رجب سنہ ۴۱۱ھ میں وصال ہوا مزار در چشت ۱۳؎ یکم رجب سنہ ۴۵۹ھ میں وصال ہوا مزار در چشت ۱۴؎ رجب سنہ ۵۲۷ھ میں وصال ہوا مزار در چشت ۱۵؎ ۱۰ رجب سنہ ۵۵۴ھ میں وصال ہوا مزار در زندانہ ۱۶؎ ۵ شوال سنہ ۶۰۲ھ میں وصال ہوا مزار در مکہ معظمہ ۱۷؎ ۶ رجب سنہ ۶۳۲ھ میں وصال ہوا مزار در اجمیر شریف ۱۸؎ ۱۴ ربیع الاول سنہ ۶۳۳ھ میں وصال ہوا مزار در مہرولی ۱۹؎ ۵ محرم سنہ ۶۶۴ھ میں وصال ہوا مزار در پاک پٹن ۲۰؎ ۱۳ یا ۱۸ ربیع الاول سنہ ۷۲۵ھ وصال ہوا مزار در دہلی ۲۱؎ ۱۸ رمضان سنہ ۷۵۶ھ میں وصال ہوا مزار در چراغ دہلی ۲۲؎ ۲۷ ذی قعدہ میں وصال ہوا مزار در چراغ دہلی ۲۳؎ ۲۱ جمادی الاول سنہ ۶۳۰ھ میں وصال ہوا مزار در پاک پٹن ۱۲

به علم دین و به راحت شهنشه محمود — جمال دین چمن شاه حق نما مدد ے
پیئے جناب محمد حسن محمد شاه — برائے خواجه یحییٰ شه عطا مدد ے
طفیل حضرت شاهنشه کلیم الله — نظام دین نبی معدن سخا مدد ے
بحق فخر دو عالم حضور فخر الدین — به قطب دین محمد شه هدیٰ مدد ے
بحرمت شه ارض و سما جمال الدین — برائے شاه عبدالله پیشوا مدد ے
طفیل حضرت شاه بلند و سید نا — جناب حاجی خادم علی بما مدد ے
بحق حضرت وارث علی شه کونین — پناه جن و بشر حرز دو سرا مدد ے
بهر مصیبت و هر درد و هر تباهی ما — طفیل اکبر مداح مصطفیٰ مدد ے
برائے جمله بزرگان چشت اکبر را — بده محبت خود بهر [illegible] مدد ے

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلٰی صِرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ اٰمِیْن اٰمِیْن یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْن ط

قصیدۂ در تہنیت جشن جوبلی شصت سالہ ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند و انگلینڈ دامت اقبالہا

بلبلیں گل پر ادا کرتی ہیں شکر ایزد ہزار — کس سے ہو سکتا ہے حقا تیری نعمت کا شمار
پھول پتے سے چمن کے ہے عیاں شادابی — در و دیوار سے پیدا ہیں خوشی کے آثار
بے نشاں ہی کیا باعث تفریح چمن — پھول گلشن میں سماتے نہیں پھولوں میں بہار
برگ برگ گل گلشن سے ٹپکتی ہے خوشی — شاخ شاخ چمنستاں پہ عنادل ہے نثار

لہ ۲۶ صفر میں وصال ہوا مزار در پاکپٹن۔ ۲ ذالحجہ میں وصال ہوا مزار در احمد آباد گجرات ۲۸ ذیقعد ۱۲۵۲ھ میں وصال ہوا ۲۹ ربیع الاول ۱۰۲۱ھ میں وصال ہوا مزار در احمد آباد گجرات ۵ صفر ۱۱۲۲ھ میں وصال ہوا مزار در مدینہ شریف ۲۴ ربیع الاول ۱۱۴۲ھ میں وصال ہوا مزار در دہلی ۱۲ ذی قعدہ میں وصال ہوا مزار در اورنگ آباد ۲۷ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ میں وصال ہوا مزار در مہرولی ۵ جمادی الثانی میں وصال ہوا مزار در مدینہ شریف ۳ [illegible] شانے کو وصال ہوا، رجب میں آپ کا وصال ہوا ۲۲ محرم کو آپ کا وصال ہوا سیدنا خادم علی شاہ صاحب کو ۱۴ صفر ۱۲۵۲ھ ہجری کو وصال ہوا مزار در لکھنؤ محلہ گولہ گنج سیدنا وارث علی شاہ صاحب یکم صفر ۱۳۲۳ھ میں وصال فرمایا آپ کا مزار مبارک دیوہ شریف میں ہے:-

اب ہیں یوں خندہ بلب نیم شگفتہ غنچے ۔۔۔ جیسے ساکت بہ تبسم ہوں بتانِ عیار
باغ میں نرگس شہلا سے یہ لالہ نے کہا ۔۔۔ کہ مرا رنگ تری چشم خماریں پہ نثار
دلکش و دلبر و دلدار و دل آرام ہے آج ۔۔۔ نازِ گل طرز صبا آن فضا شان بہار
وہ پڑھوں مطلع نو بلبل شیراز بھی ہو ۔۔۔ جوشِ نیرنگیٔ گلزار طبیعت پہ نثار
بر سرِ شاخ ہے یوں جلوۂ گلہائے بہار ۔۔۔ لیڈیاں جیسے کہ ہوں ٹمٹم زریں پہ سوار
یوں محافوں پہ گل ترکی ہے جانِ بلبل ۔۔۔ جسطرح محمل لیلےٰ پہ دل قیس نثار
طوطیاں گاتی ہیں کیوں عیش و طرب کے نغمے ۔۔۔ بلبلیں پڑھتی ہیں کیوں لطف و خوشی کے اشعار
جوبلی آج ہے اُس شاہ حشم کی جس کی ۔۔۔ دہوم ہے تا عرب و چین و فرنگ و تتار
ملکۂ قیصرۂ ہند شہنشاہ شہاں ۔۔۔ ملک اوصاف فلک مرتبت و کوہ وقار
اخترِ برج شرف مہر سماء اجلال ۔۔۔ گوہرِ درج ایالت مہ گردوں وقار
معدنِ فضل نعم مظہرِ الطاف سخا ۔۔۔ مخزنِ لطف و کرم مصدرِ جود و ایثار
فیض بخش شرفا حامیٔ مظلوم و حقیر ۔۔۔ دستگیر غربا ماحیٔ مکرِ عیار
زینتِ تخت شہی زیب سریر اقبال ۔۔۔ رونق دین مسیح و ملک چرخ حصار
تو ہے وہ ابر کرم جسکے سبب سے ہے نہال ۔۔۔ انگلستاں کا چمن گلشن لندن کی بہار
تھی تحکم کو ترے حاجت پیمائش ملک ۔۔۔ نہ ملا جبکہ مساحت کا کوئی لائق کار
فخر گردوں کہ ہوا مہتمم پیمائش ۔۔۔ ناپتا پھرتا ہے معمورہ و دشت کہسار
اک زمانے کو ترے نظم و نسق کے باعث ۔۔۔ وہ ملے راحت و آرام نہیں جن کا شمار
ڈاک ہی چٹھی رسانی کو سواری کو ہے ریل ۔۔۔ پمپ ہیں پانی پلانے کو خبر دینے کو تار
مدرسے درس کو رہرو کو مسافر خانے ۔۔۔ کھانے بھوکوں کو شفاخانے برائے بیمار
قید بدکار کو آرام ہے نیک معاش ۔۔۔ حاکم انصاف کو فریاد رسی کو دربار
چشم انجم سے فلک دیکھ رہا ہے کہ نہ ہو ۔۔۔ تیرے دورانِ حکومت کو کوئی کجرفتار

تیرا منشور حکومت ہی یوں عالم میں رواں ۔۔۔ جسطرح خطۂ یونان میں تُرکی تلوار
اب سخن سنج دعا باغ فصاحت میں ہے یوں ۔۔۔ اکبرِ شوخ زباں بلبل شیریں گفتار
ہو زمانے میں ترے حکم کا سکہ جاری ۔۔۔ صورتِ شمس و قمر تا روش لیل و نہار
خیر خواہ تیرے ہوں پُر دامن گلہائے مراد ۔۔۔ اور بدخواہوں کی آنکھوں میں کھٹکتے رہیں خار

قطعۂ تاریخ وصال سرکار عالم پناہ قبلہ و کعبہ سیّدنا و مولٰنا سیّد حاجی وارث علیشاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مشتمل بر مختصر احوال بیعت مصنف کتاب ھذا

پتہ نہیں تھا مجھے کون ہوں میں کیا ہوں میں ۔۔۔ ملی نہیں تھی کہیں اپنے مبتدا کی خبر
وہ کون تھا جو عدم سے وجود میں لایا ۔۔۔ وہ کون ہی جو ہے ان صنعتوں کا کاریگر
یہ حال مولوی صاحب سے جاکے پوچھا تھا ۔۔۔ دماغ چاٹ گئے کی نہ مدعا پہ نظر
رواتیوں سی حدیثوں سے خوب سمجھایا ۔۔۔ مگر مآل تھا اس قیل و قال سے باہر
بہت فریق ہیں جنکے جدا جدا ہیں طریق ۔۔۔ بہت طریق ہیں جنکی الگ الگ ہی ڈگر
خدا خدا ہے کہیں اور گا ڈگا ڈ کہیں ۔۔۔ علی علی ہی کہیں اور ہے کہیں ہر ہر
چلا تلاش میں ہر کی کبھی سوئے متھرا ۔۔۔ گیا کبھی گرونانک کی سمت امرتسر
بنی ہوئی ہیں طرح طرح کی تصویر ۔۔۔ سجے ہوئے ہیں کہیں بھانت بھانت کے پتھر
طریق پادریوں کی نگاہ سے گذرے ۔۔۔ برہمنوں کی کتھا کان سی سنی اکثر
کبھی خدا کی عبادت کو حجرۂ مسجد ۔۔۔ کبھی بتوں کی پرستش کو گوشۂ مندر
نصیریوں میں اگر کہدیا علی کو خدا ۔۔۔ تو دہریوں میں خدا بن گیا میں خود جاکر
کہیں میں صوفیوں کے حال قال میں خوشحال ۔۔۔ کبھی میں رندخراباتیوں میں خاک بسر
منجموں میں ستارو نیہ خوب بحثیں کیں ۔۔۔ سخنوروں میں سخن کے پلٹ دئے دفتر

اسی تلاش پھرتا رہا بہت دن تک
بھٹکتا پھرتا جا بجا کی چھانی خاک
کہیں ہوا نہ مرا مقصدِ دلی حاصل
باتفاق سلیمان شہ کی کوٹھی میں
تمام شہر میں شہرت ہوئی جو آنے کی
غرض گیا تو وہاں جا کے دیکھتا کیا ہوں
خود اسپہ بیٹھے ہیں پیلا بندھا ہوا احرام
ضعیف عمر نہائت حسین زود کلام
سخن زبانیں سخن ہیں چمن چمن ہیں بہار
شبیہہ پاک یہ شبہہ تھا کہ دنیا میں
تھی رنگ حسن میں تاباں سپیدی و سرخی
رخ ملیح سے اس غوث وقت کی روشن
کئے ہوئے کئی حج اور ملک ملک کی سیر
مہک رہا تھا وہ کمرہ تمام خوشبو سے
مگر سمجھ میں نہ آیا کہ ماجرا کیا ہے
فقیر صوفی و مست و قلندر و مجذوب
انار چھٹتے تھے باجے خوشی کے بجتے تھے
مرے دماغ میں بو تھی بھری تو سب کی
خلاف شرع جو دو تین باتیں دیکھیں وہاں
نہ تھی نگاہ مری انکے دید کے قابل
یہاں سنے جا کے بہت وہمیں پھر خدا کی شان

اسی ٹٹول میں مجھکو گیا زمانہ گذر
ہوا اِدھر نہ اُدھر رہ گیا خیال اِدھر
کسی جگہ نہ لگا نخلِ آرزو میں ثمر
بڑے بزرگ کہیں سے ہوئے مقیم آکر
کسی نے مجھسے بھی آکر کہا کہ چل اکبر
ہے اک سجے ہوئے کمرے میں مخملی بستر
ادھر اُدھر کھڑے خادم ہلا رہے تھے چنور
سخن سے معجزے پیدا نگاہِ جادوگر
روش قدم میں روش میں ادا اداؤں میں اثر
جھلک دکھاتا ہے وارثِ علی سے دِل چلکر
کہ حل کیا ید قدرت نے لعل میں گوہر
تجمل شہ لولاک جلوۂ حیدر
لئے ہوئے وہ خزانہ کہ کل فدا جس پر
دہک رہا تھا تجلی سے اسکا سارا گھر
کہ جمع تھے وہاں ہر فن کے جملہ اہل ہنر
فقیہ عالم و جہال و اکبر و اصغر
سرود و رقص کے ساماں تھے جمع کوٹھی پر
تو پاؤں میں ملانہ پن کا تھا چکر
سلام دور سے کرکے میں لوٹ آیا گھر
کہ پاک ذاتِ خدا ہے عیاں بشکل بشر
علیگڈھ آئے یہ مولا علی کے لختِ جگر

وہاں ہیں آپکے اک جاں نثار قطب جہاں ‏ ‏ امین وارثی حافظ حسن فرشتہ سیر
جلیس محفل وارث انیس بزم شہود ‏ ‏ ولیٔ خالق و مقبول درگہ داور
اُنہوں نے مجھکو بلا کر کیا حضور میں پیش ‏ ‏ حضور نے مجھے دیکھا بغور اور ہنس کر
کہا کہ آج تو آیا ہے اتنے دنِ بعد ‏ ‏ کہاں گئے جو وہ پہلے خیال تھے ابتر
میں اُس خیال سے اپنے بہت ہوا نادم ‏ ‏ چلا گیا تھا جو اول میں بدگماں ہوکر
خیال فاسدہ سے ہوکے اپنے شرمندہ ‏ ‏ جھکا لیا جو خجالت سے میں نے اپنا سر
گرا کے زانو پہ مکا کیا کمر میں رسید ‏ ‏ پکڑ کے ہاتھ لگا دی نگاہ کی ٹھوکر
مذاق حسن پرستی سی پر کیا شیشہ ‏ ‏ شراب عشق سے بھر کر پلا دیا ساغر
بتا دیا مجھے جو جان بوجھ سی تھا الگ ‏ ‏ دکھا دیا مجھے جو دیکھنے سے تھا باہر
اُٹھا دیا من و تو کا حجاب آنکھوں سی ‏ ‏ پڑھا دیا اَنَا فِی کُلِّ شَئٍ کا ڈیڑہ انچھر
بڑے کریم بڑے مہرباں غریب نواز ‏ ‏ بڑے رحیم بڑے قدرداں کرم گستر
کہوں میں کیا کئے جو جو کرم ہیں حضرت نے ‏ ‏ لکھوں میں کیا ہوئیں کیا کیا عنایتیں مجھپر
وہ ذائقہ کہ زباں جسکا کچھ بیاں نہ کرے ‏ ‏ چکھایا پھر مجھے دیوہ شریف بلوا کر
اگر ہزار سمندر کی روشنائی ہو ‏ ‏ اس آفتاب کی توصیف ہو نہ ذرہ بھر
وہاں تو پیری مریدی کی کچھ غرض ہی تھی ‏ ‏ وہ اپنا شیفتہ کرتے تھے اپنی صورت پر
بنا کے اپنا مجھے ہر طرح کا دیوانہ ‏ ‏ کیا حضور نے تہ خانۂ زمیں میں گذر
فلک پہ چھا گئیں تاریکیاں اُداسی کی ‏ ‏ زمین ہونے لگی زلزلہ سے زیر و زبر
چھپا وہ عاشق مولا جہان کا معشوق ‏ ‏ ہزار جاہ و حشم سے زمین کے اندر
نماز صبح سے پہلے قریب چار بجے ‏ ‏ کیا ہے نور کے تڑکے یکم صفر کو سفر

قطعۂ

ندایہ غیب سی آئی حضور کی تاریخ
ہے وصل وارث کونین کعبۂ انور
۲۲ ۱۳ ھ

دیگر

محرّم ہو گیا پہلی صفر کو
تم اُٹھے دل میں اُٹھا درد جاں کاہ

الٰہی کیا قیامت آ گئی ہے
کہ مشرق میں یکم کو چھپ گیا ماہ

گئے کیوں قدس میں اے ہادیٔ خلق
کہیں قدسی ہوئے جاتے تھے گمراہ

اگر دل میں نہیں ہے درد تیرا
نکلتی ہے یہ کیوں بیساختہ آہ

جہاں میں آشنا نا آشنا کو
ترا آتی ہے مرے یوسف تری چاہ

وہ کہتا تھا جو تم کو دیکھتا تھا
زباں سے صاف صاف اللہ اللہ

یہ لکھ دو مصرعۂ تاریخ اکبر
ہے مقبول ابد وارث علی شاہ ۱۳۲۴ھ

قطعات تاریخ انتقال والدۂ ماجدہ محترمہ مصنّف دیوان ہٰذا سلمہ اللہ تعالیٰ

نقرۂ	لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت محمدی	تاریخ

شد بجنت محمدی بیگم
اکبر اندر مزار پاکش باد

عابدہ زاہدہ ولیٔ زمن
شمع نورِ محمّدی روشن ۱۳۲۴ھ

خاتون پاک حضرت رفت از مقام کثرت
از بہر سال اکبر شد ایں ندا ز ملہم

شانِ صفاتِ ایزد در ذاتِ ایزدی شد
نورِ محمدی شد نورِ محمدی شد ۱۳۲۴ھ

جب والدۂ ماجدۂ اکبر عاصی
آئی یہ ندا ملہم دربارِ خدا سے

جنت میں ہوئیں محو تجلائے محمّد
تاریخ لکھو بخشش زیبائے محمّد ۱۳۲۴ھ

قطعات و رباعیات

آفاق میں شہرہ ہے ترے شعر و سخن کا
بھڑکا دیا نغموں نے ترے اہل سخن کو

بندش کا مضامین کے بیساختہ پن کا
اکبر ہے کہ بلبل ہے فصاحت کے چمن کا

دیگر

جو سخندانِ فصاحت ہیں انہیں معلوم ہے
جیسا فیض حضرتِ یزدانی مرحوم ہے

کیوں نہ چومیں بلبلیں آ آکے گلشن کے قدم | چاسوا کبر کی گلزار سخن میں دہوم ہے

دیگر

اکبر ہے غضب سحر بیاں فیض سخن سے | تو ہین میں تا حشر تو آباد رہے گا
جن اہل سخن کو کہ ہے تجدید کا دعوی | ہونگے ترے شاگرد تو استاد رہیگا

حضرت مصنف کا بہت سا کلام چوری ہو گیا تھا اس وقت یہ لکھا گیا تھا

چورا کے لیگئے افسوس بد شعار غزل | گئی ہیں چوری ہیں اکبر کی بیشمار غزل
غزل کو میری چرانیسے فائدہ کیا ہے | مجھے چرا کہ میں لکھدوں ابھی ہزار غزل

شکریہ بارش

گھٹائیں جھک رہی ہیں کالی کالی | نہاں داغ سیہ کاری ہوا آج
پڑہیں سب مومنین الحمدللہ | نزول رحمت باری ہوا آج

عیدی عید الفطر

روزہ داروں کی زباں پر نغمہ توحید ہے | شادمانی سے شگفتہ غنچہ امید ہے
صورت شیر و شکر ملتے ہیں خوش ہو ہو کے سب | اے مسلمانو مبارک ہو کہ روز عید ہے

ہولے

لٹا رہے ہیں یہ رنگیں خیال ہولی میں | اڑا رہے ہیں عبیر و گلال ہولی میں
کہیں ہے رقص کہیں ہے سوانگ کا جلسہ | کوئی گلابی کوئی لال لال ہولی میں

دعا بدرگاہ قاضی الحاجات

مومنو وقت رحمت رب ہے | اب وہ مانگو جو دل کا مطلب ہے
سب کو رب غفور دیتا ہے | ہے وہ داتا ضرور دیتا ہے

انکساری سے مانگ لو سب کچھ
ذاتِ باری سے مانگ لو سب کچھ

اے خدا اے کریم اے سبحان
اے احد اے بصیر اے رحمان

ہے غفور الرحیم تیرا نام
بخشنا ہے قدیم تیرا کام

تو ہی دیر و حرم کا ہے والی
تجھ سے کوئی جگہ نہیں خالی

درد میں دکھ میں سب کے ساتھ ہے تو
کل کا حلال مشکلات ہے تو

ہے تو دکھیے دلوں کا چارہ ساز
اے مرے کبریا غریب نواز

بات بگڑی ہوئی بناتا ہے
ناؤ ڈوبی ہوئی ترا تا ہے

سیکڑوں والے معرفت والے
سب ترے عشق کے ہیں متوالے

بطفیل محمد عربی
بہرِ اصحاب پاک و آلِ نبی

ہو نگاہِ کرم کرم والے
ہاتھ پھیلائے ہیں غم والے

بخش اکل حلال و صدق مقال
نیک خو صاف قلب پاک خیال

نہ ہو دنیا میں کوئی لاوارث
سب پہ ظلِ علی ہو یا وارث

جو کہ اولاد کے ہیں خواہشمند
دے خدا اُن کو دختر و فرزند

لے خبر ہم تباہ کاروں کی
مغفرت کر گناہ گاروں کی

بھر کے پیمانہ شریعت دے
اپنے محبوب کی محبت دے

ہاں دکھا دے بہار جینے کی
ہو زیارت ہمیں مدینے کی

تیرے محبوب کی ہیں امت میں
شرم رکھیو قیامت میں

جس جگہ مومنوں کا مدفن ہو
واں محمد کا نور روشن ہو

باپ ماں بھائی اور کل مومن
بخش دینا خدا جزا کے دن

ہوں نہ میزانِ عدل میں ہلکے
پُل سے اک پل میں پار ہوں چلکے

دونوں عالم میں آبرو دینا
اپنے بندوں کے عیب ڈھک لینا

حشر کے دن ہو قاضی الحاجات | آل و صحاب مصطفےٰ کا ساتھ
گر محمدؐ کا ساتھ ہو جائے | پھر تو گویا نجات ہو جائے
نزع میں راہ زن نہ ہو شیطان | نام حضرت کا لیکے دیدوں جان
یا محمدؐ ہیں لوں عدم کا راہ | کہتے ہی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ
آپ کے نام پر میں مرجاؤں | عاشقوں میں یہ نام کر جاؤں
پورا یارب طفیل احمد ہو | بانئے بزم کا جو مقصد ہو
جس قدر حاضرین محفل ہوں | سب کی یارب مراد حاصل ہوں
یہاں پھولے پھلے چمن سب کا | وہاں جنت میں ہو وطن سب کا
جتنے ہیں سامعین با تمکین | یہ دعا سن کے سب کہیں آمین
اے خدا صدقہ آل اطہر کا | خاتمہ ہو بخیر اکبر کا

قطعہ تاریخ

نے ہے دیوان خاص اکبر خان | کہ فصاحت بود درو گلچین
اے محمد علی پئے تاریخ | گفت ہاتف ریاضی اکبر این

تمت

یہ کتاب اور نیز ہر قسم کی کتابیں ہمسے مل سکتی ہیں

المشتہر

ملک دین محمد تاجر کتب لاہور کشمیری بازار

اشتہار
صاحبان! ہمارے کتبخانہ سے ہر قسم کی کتابیں
عربی۔ فارسی۔ اردو۔ درسی۔ طبی کے علاوہ ہر قسم
کے قرآن مجید مترجم و معرا جلی قلم۔ و نیز ہر قسم کی
حمائلیں۔ قاعدے سیپارے۔ اور قطعات
ہر قسم ملتے ہیں۔ آپ ایکدفعہ ہم سے مال منگوا کر
تجربہ فرمالیں۔ کہ ہمارا مال عمدہ اور بارعایت ہوتا ہے
مختصر فہرست کتب مفت ارسال ہوتی ہے
المشتہر
ملک دین محمد تاجر کتب لاہور
کشمیری بازار

اشتقاق ایک کلمے سے دوسرے کو نکالنا۔ اول کو **مشتق منہ** اور دوسرے کو **مشتق** کہتے ہین *

اُردو اگلے زمانہ مین بادشاہ کے ساتھ اُردو۔ اُردو کے ساتھ بادشاہ کا ہونا لازم تھا۔ غرض اُردو یا لشکر جو بادشاہ کے ساتھ ساتھ رہتے ہین۔ اسلیئے اردو کی بولی سے بادشاہی اور یہ درباری زبان مُراد ہے۔ اور یہ بولی شاہ جہان سے کئی سو برس پیشتر کی ہے۔ امیر خسرو کا کلام اس کا شاہد ہے۔ اردو و لشکر کا استعمال مجازاً بادشاہ کے معنے مین ہوتا ہے۔ یہان حقیقت و مجاز مین علاقہ ملازمتہ ہے۔ مثلاً کوئی کہے کہ لشکر آج کل فلان مقام مین ہے۔ تو اوس کے معنے یہی لیئے جائینگے۔ کہ بادشاہ اس مقام مین ہین۔ خط کے لفافہ پر فقط اتنا لکھدینا۔ کہ فلان شخص کو اُردو مین پہنچے۔ کافی ہوتا تھا۔ یعنے جس شہر مین بادشاہ ہو وہان پہنچے۔ دِلّی والون نے دِلّی کی عظمت بڑہانے کیلئے لکھدیا ہے۔ کہ یہ زبان شاہ جہان کے وقت مین پیدا ہوی۔ اگر اکبر کی تختگاہ آگرہ نہوتا تو ضرور وہ یہی کہتے۔ اکبر کے وقت مین یہ زبان پیدا ہوی ہے۔ تاریخ سے ظاہر ہے کہ شاہِ جہان کو دہلی مین رہنا بھی بہت کم نصیب ہوا *

باب اوّل صرف کے بیان مین

صرف وہ علم ہے جس سے ایک لفظ سے دوسرے لفظ کا بنانا آور ہ

اسمی گردان اور تبدیل اور حروف کی زیادتی و حذف اور کلمے کی شناخت اور اسماء و افعال کی تعریف و اقسام معلوم ہون ۔ علم صرف کا موضوع کلمہ ہے ۔ زبان مرکب ہوتی ہے جملون سے ۔ جملہ کلمون سے ۔ کلمہ حروف تہجی سے ✤

حروف تہجی کا بیان

حروف تہجی اُس غیر مرکب آواز کو کہتے ہین جو انسان کی زبان سے نکلتی ہے جیسے

ا ب پ ت ٹ ث ج چ ح خ د ڈ ذ ر ڑ ز ژ س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک گ ل م ن و ہ ی ۔ اُنمین سے آٹھ حرف ث ح ص ض ط ظ ع ق فقط عربی لفظون مین آتے ہین ۔ اور ایک حرف ژ فقط فارسی کے ساتھ مخصوص ہے ۔ اور تین حرف ٹ ڈ ڑ اُردو زبان کے حرف ہین تین حرف **پ چ گ** اُردو فارسی مین آتے ہین ۔ عربی مین نہین آتے ۔ باقی سب حروف تینون زبانون مین مشترک ہین ۔ اور اُن مین سے حروف **و ۔ آ ۔ ے** ۔ کو حروفِ علت کہتے ہین ✤ زبر کے کھینچنے سے **ا** ۔ زیر کے کھینچنے سے **ی** پیش کے کھینچے سے **و** پیدا ہوتا ہے ۔ **واو اور یائے** ساکن کی دو قسمین ہوتے ہین ۔ معروف اور مجہول ۔ **واو معروف** وہ ہے جس کے ماقبل ضمہ ہو اور خوب صاف اور باریک پڑھا جائے ۔ جیسے مزدور کا واو ✤ **واو مجہول** وہ ہے جس کے ماقبل ضمہ ہو اور خوب صاف اور باریک نہ پڑھا جائے جیسے شور کا واو ✤ **واو معدولہ**

یای معروف وہ ہی جو لکھنے مین آئے لیکن پڑہنے مین نہ آئے مثلاً خواب کا واؤ ✣ **یای معروف**

وہ ہی جس کے ماقبل کسرہ ہو اور خوب ظاہر اور باریک پڑہی جائے جیسے چھوکری

کی ی اس کو سیدھی اور گول لکھتے ہین مثلاً (ی) اور **یای مجہول** وہ ہی

جو صاف اور باریک نہ پڑہی جائے - جیسے چھوکرے کی ے وہ اُلٹی لکھی

جاتی ہی مثلاً (ے) ✣ اگر کسی حرف پر زیر یا زبر یا پیش ہو تو اُس کو **متحرک**

کہتے ہین ✣ جس حرف پر کوئی حرکت نہو اسکو **ساکن** کہتے ہین جیسے لفظ

بدکی دال - اور لفظ کے آخر ساکن کو جو ساکن کے بعد آوے اسکو **موقوف**

کہتے ہین - جیسے لفظ **دوش** کا ش ✣ اور تشدید والے

حرف کو مشدّد کہتے ہین - جیسے لفظ **منّت** کا نون ✣

بیان کلمہ کا

کلمہ وہ لفظ ہی کہ معنی مفرد کے واسطے موضوع ہو - کلمہ کی تین قسمین ہین - اسم

فعل - حرف ✣

پہلی فصل حرف کے بیان مین

حرف وہ ہی کہ دوسرے لفظ کے بے ملائے اُس کے معنے سمجھ مین نہ آئین

اور اُس مین کوئی زمانہ نہ پایا جائے - جیسے **سے** اور **تک** وغیرہ کہ

اُن کے کچھ معنے نہ سمجھے گئے - مگر جب کہین کہ کلکتے سے پشاور تک تار

برقی لگا یا گیا ہی تو معلوم ہوا کہ **سے** کے معنے ابتدا کے ہین اور **تک** کے

سے معنے انتہا کے ہیں ٭

حروف معنوی کا بیان

حروف معنوی وہ بندھن ہین جو اسمون اور فعلون کو باندھ دیتے ہین چنانچہ سے ابتدا کے واسطے اور تک انتہا کے لئے ہی۔ جیسے مین نے بصرے سے کوفے تک سیر کی مین ظرفیت کے واسطے آتا ہی جیسے زید گھر مین ہی۔ کبھی یہ حرف مقدر رہتا ہی۔ جیسے مین مدرسہ گیا یعنے مدرسے مین پر استعلا یعنے بلندی کے لئے آتا ہی جیسے گھوڑے پر سوار ہو۔ اور کبھی لیکن کے معنے مین آتا ہی۔ جیسے پڑھتا ہی پر دھیان نہین کرتا ٭ کو اور کے تئین علامتین مفعول بہ کی ہین۔ اور صرف ضمائر اور اسم اشارہ اور اسم موصول اور اسم استفہام کے واحدین سے مجہول اور جمع مین ہین علامت مفعول ہوتی ہی۔ جیسے زید کو بلاؤ۔ اور اُسے پڑھو۔ اُنہین کہو ٭ و اور او ر حروف عطف ہین جیسے گلستان اور بوستان لاؤ ٭ یا حرف تردید ہی۔ یعنے خواہ۔ چاہو۔ نہین تو کی جگہہ بولا جاتا ہی جیسے وہ آے یا زید۔ یعنے دونون مین سے ایک شخص آے گا۔ کی۔ کے۔ اور صرف ضمائر مین۔ را۔ ری۔ رے اضافت کی علامتین ہین۔ جیسے زید کا گھوڑا۔ عورت کی کتاب۔ ساہوکار کے گھوڑے۔ میرا قلم۔ تیری تختی۔ ہمارے گھوڑے ٭ ای۔ اجی۔ او۔ حروف ندا ہین۔ جیسے ای صاحب۔ اجی میان۔ او صاحبو ٭ اے۔ ابے

محبت اور حقارت سے پکارنے کیلئے موضوع ہوئے ہیں ✤ اگر اور جو حروفِ شرط ہیں ✤ تو۔ پس۔ حروفِ جزا ہیں۔ مثلاً اگر علم پڑھوگے تو عزت پاؤگے ✤ سوائے۔ پر۔ مگر۔ اِلّا حروف استثنا ہیں۔ جیسے سب لوگ آئے اِلّا زید ✤ ہاں۔ اچھا۔ جی ہاں۔ حروفِ ایجاب و اقرار ہیں۔ جیسے کوئی پوچھے کتاب لوگے؟ اس کے جواب میں تم کہو کہ ہاں ✤ حرف سا۔ تشبیہ کے واسطے آتا ہے۔ جیسے زید شیر سا ہے ✤ البتہ اثبات و نفی کی تاکید کے واسطے آتا ہے جیسے البتہ حیدرآباد جاؤنگا۔ یا البتہ جانے نہ دونگا ✤ ہرگز نفی ہی کی تاکید کے لئے آتا ہے۔ جیسے ہرگز نہ دونگا ✤ نہ۔ نہیں ہر فعل کی نفی کے واسطے آتے ہیں۔ جیسے زید نہ آیا۔ وہ نہیں پڑھتا ہے ✤ اور حرفِ نہ۔ مت۔ نہی کیواسطے آتے ہیں۔ جیسے نہ مارو۔ مت کھیلو ✤ کہ اور جو بیان ماقبل کے واسطے آتے ہیں۔ جیسا اُستاد کہتے ہیں کہ لڑکا اچھا پڑھتا ہے۔ میرا گھوڑا جو چالاک تھا شرط جیتا ✤ ہی حصر اور خصوصیت کے واسطے آتا ہے۔ جیسا زید ہی آئے۔ وہ ہی جائے۔ یہی دو ✤ لئے۔ واسطے۔ کیونکہ۔ مارے سب کے معنے میں آتے ہیں۔ جیسے یہ تمہارے لئے ہے۔ یا اس واسطے کہتا ہوں۔ نہ کھیلو کیونکہ مار کھاؤگے زید ڈر کے مارے بھاگ گیا ✤ اور ہائے۔ وائے۔ آہ۔ حروفِ تاسف ہیں اور واہ واہ۔ کیا خوب۔ اچھا۔ حروفِ تعجب و تحسین ہیں ✤

دوسری فصل فعل کے بیان میں

فعل

فعل وہ کلمہ ہی جس کا مادّہ کسی واقعہ پر اور صیغہ کسی زمانہ پر دلالت کرے
زمانے تین ہین - ماضی یعنے گذرا ہوا - حال یعنے زمانہ موجودہ - اور مستقبل یعنے
آنیوالا ؛ مصدر وہ ہی جس سے فعل اور اسم مشتق بنائے جائین ؛ علامت
مصدر کی آخر مین لفظ نا ہی جیسے لکھنا - پڑھنا وغیرہ ؛ جاننا چاہیئے کہ مصدر سے
چھہ قسم کے فعل نکلتے ہین - ماضی مضارع - حال مستقبل - امر - نہی ؛

مصدر

تعریف افعال

فعل ماضی

فعل ماضی وہ ہی جس مین گذرا ہوا زمانہ معلوم ہو - اس کے چھہ قسمین ہین - ماضی
مطلق - ماضی قریب - ماضی بعید - ماضی شکی - ماضی استمراری - یا ناتمام - ماضی شرطیہ
یا تمنائی - ماضی مطلق وہ ہی جس مین گذرا ہوا زمانہ پایا جائے اور اس مین کچھ
قید قریب یا بعید کی نہو جیسے زید آیا - اس سے یہ معلوم نہوا کہ گذرے زمانہ مین کب
آیا - ماضی قریب وہ ہی جس مین گذرا ہوا زمانہ پایا جائے جسے گذرے ہوے
تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہو جیسے زید آیا ہی - اس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ اوسے آئے ہوے
تھوڑا ہی عرصہ ہوا - ماضی بعید وہ ہی جسمین گذرا ہوا زمانہ پایا جائے اور اسکو گذرے ہوے
بہت عرصہ ہوا ہو جیسے زید آیا تھا اس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ زید کو آئے ہوے بہت عرصہ
ہوا - ماضی شکی وہ ہی جس مین گذرا ہوا زمانہ سمجھا جائے اور اسکے ہونےمین شک ہو جیسے
زید آیا ہوگا - اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ کہنے والے کو زید کے آنیکا حال خوب تحقیق نہوا -
ماضی استمراری وہ فعل ہی جس کا ہونا یا کرنا زمانہ گذشتہ مین تکرار پایا جاتا ہو - اس کو

مطلق ماضی

ماضی قریب

ماضی بعید

ماضی شکی

ماضی استمراری

ماضی تمام بھی کہتے ہیں۔ جیسے زید آتا تھا۔ اس سے یہ مفہوم ہوتا ہی کہ زید زمانہ گذشتہ میں بار بار آیا کرتا تھا۔

ماضی تمنائی۔ اس کو کہتے ہیں جس میں گذرا ہوا زمانہ ہو اور کرنے والے نے کام کیا ہو مگر کرنے کی آرزو رکھتا ہو۔ اس کو ماضی شرطی بھی کہتے ہیں جیسے وہ پڑھتا تو خوب ہوتا۔ اس سے یہ مفہوم ہوا کہ اس نے نہ پڑھا مگر کہنے والا آرزو کرتا ہی کہ اگر وہ زمانہ گذشتہ میں پڑھتا تو کیا خوب ہوتا۔

مضارع۔ وہ فعل ہی جس میں زمانہ حال اور آیندہ دونوں ہو سکتے ہوں۔ یعنے اس سے کبھی زمانہ حال سمجھا جائے اور کبھی مستقبل جیسے زید آئے اس سے یہ ثابت ہوا کہ زید خواہ ابھی آئے یا زمانہ آیندہ میں آئے ۔

حال وہ ہی جس میں زمانہ موجودہ پایا جاوے۔ جیسے زید آتا ہی یعنے اسی وقت ۔

مستقبل وہ فعل ہی جو زمانہ آیندہ سے علاقہ رکھے مثلاً زید آئے گا۔ یعنے ابتک نہیں آیا۔ مگر زمانہ آیندہ میں آنے کا ارادہ رکھتا ہی۔ ۔

امر وہ فعل ہی جس میں کسی کام کے کرنے کا حکم ہو جیسے تم آؤ ۔

نہی وہ فعل ہی جس میں کسی کام کے نہ کرنے کا حکم پایا جائے جیسے نہ کھیلو ۔

اور ان سب فعلوں میں سے ہر ایک کی دو دو قسمیں ہیں معروف اور مجہول۔

معروف اس کو کہتے ہیں کہ کرنے والا اس فعل کا معلوم ہو جیسے زید نے شیر مارا

مجہول۔ وہ ہی کہ کرنیوالا کام کا معلوم نہو جیسے زید قتل کیا گیا ۔ پھر امر و نہی کے سوا

مثبت منفی

ہر فعل کی دو قسمیں ہیں مثبت اور منفی مثبت وہ ہے کہ فعل فاعل سے ظاہر ہو۔ اور اسمیں حرف نفی نہ آے جیسے کیا۔ کرتا ہے۔ کریگا۔ منفی۔ وہ ہے کہ فعل فاعل سے ظاہر نہو۔ اور اُس میں حرف نفی یعنے نہ یا نہیں آئے جیسے زید نہ آیا

فعلون کو بنانے کا طریقہ

جاننا چاہیے کہ سوائے امر و نہی کے اوّل صیغہ واحد مذکر غائب کا بنایا جاتا ہے پھر اس سے باقی صیغے بنا لیتے ہیں ۔ مصدر کی علامت لفظ نا دور کرنے سے صیغہ واحد امر حاضر بنتا ہے جیسے لکھنا سے لکھ اور امر کے اوّل میں لفظ مت یا نہ زیادہ کرنے سے فعل نہی ہوتا ہے جیسے مت لکھ نہ لکھ امر کے آخر میں ا زیادہ کرنے سے فعل ماضی مطلق بنتا ہے جیسے لکھ سے لکھا فعل ماضی ہے۔ مگر جس امر کے آخر میں الف یا واو ہو تو لفظ یا بڑھا کر ماضی مطلق بناتے ہیں جیسے کھا سے کھایا۔ اور سو سے سویا ف یہ چند ماضی یعنے گیا۔ کیا۔ مُوا۔ ہوا۔ اِس قانون کے خلاف ہیں۔ ماضی مطلق کے آخر میں لفظ ہے زیادہ کرنے سے فعل ماضی قریب ہوتا ہے جیسے لکھا ہے ۔ اور ماضی مطلق کے آخر میں لفظ تھا بڑھانے سے فعل ماضی بعید بنجاتا ہے جیسے لکھا تھا ۔ اور ماضی مطلق کے آخر میں لفظ ہوگا زیادہ کرنے سے ماضی شکی ہوتا ہے جیسے لکھا ہوگا ۔ اور امر کے آخر میں لفظ تا بڑھانے سے ماضی تمنائی ہوتا ہے۔ اس کو ماضی شرطی بھی کہتے ہیں جیسے لکھتا اور ماضی تمنائی کے آخر میں لفظ تھا زیادہ کرنے سے ماضی استمراری بنتا ہے جیسے لکھتا تھا اور ماضی تمنائی کے آخر میں لفظ ہے زیادہ کرنے سے فعل حال بنجاتا ہے جیسے

امر ۔ نہی ۔ ماضی مطلق ۔ ماضی قریب ۔ ماضی بعید ۔ ماضی شکی ۔ ماضی تمنائی ۔ ماضی استمراری ۔ فعل حال

لکھتا ہے اور امر کے آخر میں ے مجہول زیادہ کرنے سے فعل مضارع ہوتا ہے جیسے لکھے۔ اگر کسی امر کے آخر میں کوئی حرفِ علت ہو تو قبل یائے مضارع کے ہمزہ کا زیادہ کرتے ہیں جیسے کھائے۔ سوئے۔ پیئے۔ اور فعل مضارع کے آخر میں لفظ گا زیادہ کرنے سے فعل مستقبل بنتا ہے جیسے لکھے گا۔ اور لفظ کے یا کر امر واحد حاضر کے آخر میں زیادہ کر کے کوئی دوسرا فعل لاتے ہیں تو وہ فعل معطوف کہلاتا ہے۔ اور اس فعل معطوف کا زمانہ اکثر اُن حروف کے بعد جو فعل ہوگا اُسی کے زمانہ کے مطابق ہوگا جیسے مار کر گیا یعنے مارا اور گیا۔ یا مار کر جائے گا یعنے مار یگا۔ اور جائیگا۔ واضح ہو کہ مضارع اور امر اور نہی کے سوا سب فعلوں کے بارہ بارہ صیغے ہوتے ہیں۔ چھ مذکر کے لئے اور چھ مونث کے لئے۔ مگر مضارع اور امر اور نہی میں مذکر اور مونث یکسان ہیں۔ اس گردان سے ہر ایک فعل کی تذکیر اور تانیث وحدت اور جمعیت صاف ظاہر ہوگی ✣

مصدر لازم معروف آنا کی گردان

نام فعل	قسم فاعل	مذکر		مونث	
		واحد	جمع	واحد	جمع
ماضی مطلق	غائب	وہ آیا	وہ آئے	وہ آئی	وہ آئین
	مخاطب	تو آیا	تم آئے	تو آئی	تم آئین
	متکلم	مین آیا	ہم آئے	مین آئی	ہم آئے

نام فعل	قسم فاعل	مذکر واحد	مذکر جمع	مؤنث واحد	مؤنث جمع
ماضی قریب	غائب	وہ آیا ہی	وہ آئے ہین	وہ آئی ہی	وہ آئی ہین
	مخاطب	تو آیا ہی	تم آئے ہو	تو آئی ہی	تم آئی ہو
	متکلم	مین آیا ہون	ہم آئے ہین	مین آئی ہون	ہم آئی ہین
ماضی بعید	غائب	وہ آیا تھا	وہ آئے تھے	وہ آئی تھی	وہ آئی تھین
	مخاطب	تو آیا تھا	تم آئے تھے	تو آئی تھی	تم آئی تھین
	متکلم	مین آیا تھا	ہم آئے تھے	مین آئی تھی	ہم ائے تھے
ماضی شکیہ	غائب	وہ آیا ہوگا	وہ آئے ہونگے	وہ آئی ہوگی	وہ آئی ہونگی
	مخاطب	تو آیا ہوگا	تم آئے ہونگے	تو آئی ہونگی	تم آئے ہونگے
	متکلم	مین آیا ہونگا	ہم آئے ہونگے	مین آئی ہونگی	ہم آئے ہونگے
ماضی شرطیہ	غائب	وہ آتا	وہ آتے	وہ آتی	وہ آتین
	مخاطب	تو آتا	تم آتے	تو آتی	تم آتین
	متکلم	مین آتا	ہم آتے	مین آتی	ہم آتے
ماضی استمراری	غائب	وہ آتا تھا	وہ آتے تھے	وہ آتی تھی	وہ آتی تھین
	مخاطب	تو آتا تھا	تم آتے تھے	تو آتی تھی	تم آتی تھین
	متکلم	مین آتا تھا	ہم آتے تھے	مین آتی تھی	ہم آتے تھے

نام فعل	قسم فاعل	مذکر واحد	مذکر جمع	مونث واحد	مونث جمع
فعل حال	غائب	وہ آتا ہی	وہ آتے ہین	وہ آتی ہی	وہ آتی ہین
	مخاطب	تو آتا ہی	تم آتے ہو	تو آتی ہی	تم آتی ہین
	متکلم	مین آتا ہون	ہم آتے ہین	مین آتی ہون	ہم آتی ہین
مضارع	غائب	وہ آئے	وہ آئین	وہ آئے	وہ آئین
	مخاطب	تو آئے	تم آؤ	تو آئے	تم آؤ
	متکلم	مین آؤن	ہم آئین	مین آؤن	ہم آئین
مستقبل	غائب	وہ آئے گا	وہ آئینگے	وہ آئیگی	وہ آئینگی
	مخاطب	تو آئے گا	تم آؤگے	تو آئیگی	تم آؤگی
	متکلم	مین آؤن گا	ہم آئینگے	مین آؤنگی	ہم آئینگے
امر	مخاطب	آ	آؤ	آ	آؤ
نہی	مخاطب	نہ آ	نہ آؤ	مت آ	مت آؤ
اسم فاعل	غائب مخاطب متکلم	آنے والا	آنے والے	آنے والی	آنے والیان
اسم مفعول	غائب مخاطب متکلم	آیا ہوا	آئے ہوئے	آئی ہوئی	آئی ہوئین
اسم حالیہ	غائب مخاطب متکلم	آتا	آتے	آتی	آتی

چونکہ فعل متعدی کیساتھ نے کا استعمال ضروری ہی اور اس کا استعمال فقط چند ماضیون ہی۔

لہ مگر ایسا بہت کم کہتے
اور کم الاستعمال ہی ۱۲

مین ہوتا ہے اسلئے فعل متعدی معروف کی انہین ماضیون کی گردان دکھلائی جاتی ہے۔
واضح ہو کہ ان صیغون مین سے کوئی ایک صیغہ واحد ہو یا جمع۔ مذکر ہو یا مونث غائب
ہو یا حاضر یا متکلم مفعول کے مطابق آئیگا اگر کو مفعول کیساتھ نہو جیسے۔

ماضیون کی گردان جنکے ساتھ نے کا استعمال ہوتا ہے

ماضی مطلق	غائب	اس نے یا اونھون نے	کام کیا یا کام کیئے۔ یا بات کی یا باتین کی
	مخاطب	تو نے یا تم نے	
	متکلم	مین نے یا ہم نے	
ماضی قریب	غائب	اس نے یا انھون نے	کیا ہے یا کیئے ہین۔ یا کی ہے۔ یا کی ہین
	مخاطب	تو نے یا تم نے	
	متکلم	مین نے یا ہم نے	
ماضی بعید	غائب	اس نے یا اونھون نے	کیا تھا یا کیئے تھے۔ یا کی تھی یا کی تھین۔
	مخاطب	تو نے یا تم نے	
	متکلم	مین نے یا ہم نے	
ماضی شکی	غائب	اس نے یا اونھون نے	کیا ہوگا یا کیئے ہونگے یا کی ہوگی یا کی ہونگی۔
	مخاطب	تو نے یا تم نے	
	متکلم	مین نے یا ہم نے	
ماضی تمنائی	غائب	اس نے یا اونھون نے	کیا ہوتا یا کیئے ہوتے یا کی ہوتی یا کی ہوتین
	مخاطب	تو نے یا تم نے	
	متکلم	مین نے یا ہم نے	

یہ فعل متعدی معروف کی گردان تھی۔ جب اسکو مجہول بنانا چاہین تو قاعدہ یہ ہے۔ جو
صیغہ کسی مصدر متعدی کا ہو وہی صیغہ مصدر جانا سے بناکر اُس مصدر متعدی
کے ماضی مطلق کے بعد لائین تو اُس صیغہ کا مجہول بن جائیگا۔ مثلاً کھانا کا
مجہول کھایا جانا اور رلانا کا مجہول رلایا جانا اور لکھنا کا مجہول لکھا گیا۔ اور کرتا ہے

فعل مجہول بنانیکا طریقہ

کا مجہول کیا جاتا ہے۔ اور مارےگا کا مجہول مارا جائیگا اور مار کا مجہول مارا جا ÷

فعل لازم اور فعل متعدی کا بیان

فعل کی دو قسمین ہین۔ لازم اور متعدّی۔

فعل لازم۔ وہ ہے کہ صرف فاعل پر تمام ہو جائے جیسے زید آیا۔ اور **فعل متعدّی** وہ ہے جو فاعل پر تمام نہو بلکہ محتاج مفعول کا ہو مثلاً زید نے خط لکھا ÷ بعض فعل لازم اور متعدّی دونون ہوتے ہین فعل لازم جیسے ہتیلی کھجلاتی ہے۔ اور متعدّی جیسے زید اپنی ہتیلی کھجلاتا ہے۔

پھر متعدی کے دو قسمین ہین متعدّی بیک مفعول اور متعدّی بدو مفعول ÷

متعدّی بیک مفعول وہ کہ ایک مفعول کو چاہئے جیسے اُس نے زید کو مارا۔

متعدّی بدو مفعول وہ ہے کہ جو دو مفعول کی خواہش کرے جیسے اُس نے زید کو کتاب دی۔ پھر اگر متعدّی کسی حرفِ زائد کے بے واسطہ ہو تو اُس کو **متعدّی بنفسہ** کہتے ہین جیسے دیا اور پڑھا۔ اور اگر کسی حرف و علامت کی زیادتی سے بنا ہو تو اُس کو **متعدّی بالواسطہ** کہتے ہین خواہ فعل لازم کو متعدّی بنایا ہو یا کسی متعدّی بیک مفعول کو متعدّی بدو مفعول کیا ہو ÷

متعدّی بالواسطہ بنانے کا طریقہ

جاننا چاہئے کہ متعدّی بالواسطہ بنانے کے تین قاعدے ہین ÷

پہلا قاعدہ

فعل لازم
فعل متعدی
متعدی بیک مفعول
متعدی بدو مفعول
متعدی بنفسہ
متعدی بالواسطہ
بنانے کا قاعدہ

مصدر کے پہلے حرف کی حرکت کو اتنا بڑھایئں کہ کوئی حرف علت پیدا ہو جائے یعنے زبر سے الف اور پیش سے واؤ مجہول اور زیر سے یائے معروف یا یائے مجہول ہو جائے جیسے دبنا کہ پہلے حرف دال پر زبر ہے۔ جب اسکو کھینچکر الف کر دیا تو دابنا ہوا۔ اسی طرح ٹلنا۔ سے ٹالنا۔ اور مرنا سے مارنا۔ اور رکھلنا سے کھولنا۔ اور پسنا سے پیسنا۔ اور چھدنا سے چھیدنا۔ اور رتنا سے رتینا۔

دوسرا قاعدہ

علامت مصدر کے آگے ایا و ایا لا زیادہ کریں اور متعدی بنایئں جیسے ڈرنا سے ڈرانا۔ دوڑنا سے دوڑانا۔ سمجھنا سے سمجھانا سمجھوانا۔ بیٹھنا سے بٹھانا۔ بٹھوانا۔ بٹھلانا

ف اگر کسی مصدر میں ایسا حرف علت ہو جس کی حرکت ماقبل اس کے موافق ہو تو وہ حرف علت علامت متعدی بالواسطہ کے داخل ہونے سے گرجاتا ہے۔ جیسے رونا سے رلانا۔ گانا سے گوانا۔ سیکھنا سے سکھانا ❊

تیسرا قاعدہ

کبھی پہلے قاعدہ کے موافق ایک حرف علت بڑھاکر حرف صحیح کو جو علامت مصدر کے آگے کسی دوسرے حرف سے بدلتے ہیں جیسے بکنا بیچنا۔ پھٹنا پھاڑنا چھٹنا چھوڑنا

فعل مفرد اور فعل مرکب کا بیان

فعل مفرد وہ ہے جس میں کوئی دوسرا لفظ نہ ملایا جائے۔ جیسے لکھنا۔ پڑھنا۔ وغیرہ۔

فعل مرکب وہ ہے کہ اس کے دو جزو ہوں۔ اس کے دو قسمیں ہیں پہلی یہ کہ

فعل مفرد
فعل مرکب

ایک جزو اسم ہو اور دوسرا فعل جیسے غوطہ مارنا - بات کرنا - شروع کرنا - مدد دینا - خوش ہونا - گرم کرنا **دوسری** - یہ کہ دونوں جزو فعل ہوں پس اسکی چار قسمین ہین - **پہلی** یہہ کہ جزو اوّل امر واحد ہو جیسے مار ڈالنا ✤ **دوسری** یہ کہ جزو اوّل صیغہ ماضی ہو جیسے چلا جانا **تیسری** یہ کہ جزو اوّل اسم حالیہ ہو مثلاً بولتے جانا **چوتھی** یہ کہ جزو اوّل مصدر ہو جیسے جانے دینا ✤

فعل صحیح اور غیر صحیح کا بیان

جاننا چاہیئے کہ فعل کے اور دو قسمین ہین صحیح اور غیر صحیح ✤

فعل صحیح

فعل صحیح وہ ہی جسکے حروف اصل مین کچھہ تبدیل یا حذف یا حروف کی زیادتی گردان کے وقت نہو جیسے مارنا - بھاگنا - لکھنا - وغیرہ ✤

فعل غیر صحیح

فعل غیر صحیح وہ ہی جس مین گردان کے وقت کچھہ تبدیل یا حذف - یا زیادتی حروف ہو جیسے کرنا - جانا - مرنا - ہونا حسبِ قیاس چاہیئے کہ ان کے صیغہ ماضی کرا - جایا - مرا - ہویا - ہون لیکن خلافِ قیاس کیا - گیا - مُوا - ہُوا - آئے ہین ✤

فعل مجاز

فعل مجاز کا بیان

فعل مجاز وہ ہی کہ جس کے اصلی زمانہ کو ترک کرکے دوسرا زمانہ مراد لیا جائے - مثلاً مصدر کو مجازاً امر یا نہی کے معنے مین استعمال کرنا جیسے تم میرے یہان آنا یعنی آؤ - اور آج تم گھر نہ جانا - یعنے مت جاؤ - اور کبھی ماضی مطلق یا قریب کو ماضی بعید کی جگہ استعمال کرتے ہین - جیسے زید کو بہت سمجھایا تھا - اور کل مین وہان گیا ہون یعنے

گیا تھا - اور ماضی کو قریب الوقوع ہونے کے باعث مستقبل کی جگہہ بولتے ہین - مثلاً کوئی نوکر سے پوچھے کھانا لایا - نوکر جواب مین کہے ہان صاحب لایا یعنے ابھی لاؤنگا آور کبھی مضارع سے ماضی کے معنے حاصل ہوتے ہین جیسے باغ مین جاکر دیکھون تو وہان کچھ اور ہی گلکاریان ہو رہی ہین یعنے جاکر دیکھا تو - اور کبھی فعل حال ماضی بعید کی عوض بولا جاتا ہے - جیسے کل باغ مین جاکر دیکھتا ہون کہ طرح بطرح کے پھول کھل رہے ہین یعنے کل دیکھا تھا - اور کبھی مستقبل کی جگہہ حال ہوتا ہے - مثلاً زید فردا پس فردا حیدرآباد جاتا ہے یعنے جائیگا - **ف** امر واحد حاضر کے آخر تعظیم کے لئے اکثر لفظ ـــے یا ئیگا مخفف یا مشدد اور جئے یا جئیگا زیادہ کرتے ہین - جیسے آپ آئے یا آئیگا سُنئے یا سنیگا یا آپ لیجئے یا لیجئیگا - اور کبھی ایسا امر مضارع کے معنے پر ہوتا ہے - جیسے باغ مین جاتے ہی میرے دل مین آیا کہ ایکبے دفعہ انگور لگائے - یعنے انگور لگاؤن - اور کبھی فعل کو مکرر لاتے ہین تا فائدہ کثرت کا دے - جیسے زید چلتے چلتے تھک گیا ✝

معنی تعظیمی امر

تیسری فصل اسم کے بیان مین

اسم وہ لفظ ہے کہ معنے مستقل رکھے یعنے بغیر مدد دوسرے لفظ کے معنے بتلائے اور کوئی زمانہ اُس مین نہ پایا جائے جیسے کتاب - سونا - چاندی وغیرہ واضح ہو کہ اسم اشتقاق اور عدم اشتقاق کے لحاظ سے تین قسم پر ہے - جامد مصدر مشتق جامد وہ ہے کہ نام ہو کسی شخص یا چیز کا - اور وہ نہ کسی لفظ سے بنا ہو - اور نہ اُس سے

جامد

کوئی لفظ بنایا جائے جیسے پتھر - درخت - لڑکا - لڑکی - مدراس وغیرہ

مصدر

مصدر وہ ہے جس سے فعل اور اسم مشتق نکلیں - علامت مصدر کی آخر مین لفظ نا ہے جیسے لکھنا - پڑھنا - کھانا - وغیرہ - مصدر کی دو قسمین ہین - وضعی اور غیر وضعی

وضعی

وضعی وہ ہے کہ اس کو کسی اہل ہند نے مصدر ہی کے لئے بنایا ہو جیسے - لکھنا - پڑھنا - اور غیر وضعی اس کو کہتے ہین کہ اور زبانون کے الفاظ مین خواہ فارسی ہون یا عربی وغیرہ - مصدر اردو یا اس کی علامت کو زیادہ کر کے مصدر بنالیا ہو جیسے شور کرنا - خریدنا - داغنا - قبولنا - وغیرہ

غیر وضعی

مشتق کا بیان

مشتق

مشتق وہ اسم ہے جو مصدر سے بنایا جائے - اس کے چھے قسمین ہین - حاصل مصدر - اسم فاعل - اسم مفعول - اسم آلہ - اسم ظرف - اسم حالیہ

حاصل مصدر

حاصل مصدر وہ ہے جو کیفیت مصدر کی بتلائے اور علامت مصدر کی اسمین نہو جیسے مارنا سے مار - اکثر امر واحد حاضر حاصل مصدر کے معنے رکھتا ہے - جیسے - لوٹنا مارنا - دوڑنا - جھپٹنا سے لوٹ - مار - دوڑ - جھپٹ اور کبھی امر حاضر کے آخر مین لفظ او بڑھانے سے حاصل مصدر ہو جاتا ہے - جیسے لگاؤ - دباؤ - بچاؤ - جماؤ اور کبھی لفظ ت یا وٹ یا ہٹ یا ان یا ی بڑھانے سے بنتا ہے - جیسے سکت - بناوٹ - گھبراہٹ چین - کھلائی - پلائی اور کبھی ماضی مطلق کے آخر ن یا لفظ وٹ یا س یا پ لانے سے حاصل مصدر بنتا ہے - جیسے لگان - اڑان - سجاوٹ - بناوٹ - پیاس - ملاپ

حاصل مصدر

بنانیکا طریقہ

اسم فاعل

اسم فاعل وہ ہے جو صرفی قاعدے کے مطابق مصدر سے بنے اور فاعل کی ذات دکھلائے جیسے مارنے والا۔ مرنے والا۔ اسم فاعل بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ مصدر کے الف کو ے مجہول سے بدل کر لفظ والا بڑھائیں تو صیغہ واحد مذکر کا بنجائیگا۔ جیسے کرنے والا۔ جمع مذکر میں والے بیائے مجہول۔ واحد مونث میں والی بیائے معروف اور جمع مونث میں والیاں بولتے ہیں۔ اسم جامد کے بعد بھی لفظ والا لانے سے اسم منسوب حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً گھروالا ؞

اسم مفعول

اسم مفعول وہ ہے جو بقاعدہ صرف مصدر سے بنے اور مفعول کی ذات دکھلائے جیسے مارا ہوا۔ پیا ہوا۔ ماضی مطلق کے آخر میں لفظ ہوا زیادہ کرنے سے اسم مفعول ہوتا ہے جیسے لکھا ہوا۔ اور کبھی صرف ماضی مطلق بھی اسم مفعول کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے یہ تخت کس کا بنایا ہے یعنے کس شخص کا بنایا ہوا ہے ؞

اسم آلہ

اسم آلہ وہ ہے جس میں ہتیار یا اوزار کے معنے پائے جائیں جیسے کترنی امر کے آخر کبھی ن یا نی زیادہ کرنے سے اسم آلہ حاصل ہوتا ہے جیسے بیلن۔ کترنی۔ اور کبھی خود مصدر اسم آلہ کے معنے دیتا ہے۔ جیسے بیلنا یعنے بیلن ؞

اسم ظرف

اسم ظرف بنانیکی

اسم ظرف وہ ہی جس مین جگھہ یا وقت کے معنے ہون - اُردو مین کوئی اُس کا خاص طور نہین کبھی تو علامتِ مصدر کی جگھہ ک تازی لگانے سے بنتا ہی جیسے بیٹھک اور کبھی خود مصدر بھی اُس معنی مین مستعمل ہی جس طرح جھرنا پانی جھرنے کی جگھہ اور بھی کئی صیغے مثلاً اتار چڑھاؤ مستعمل ہین +

اسم حالیہ بنانیکی ترکیب

اسم حالیہ

اسم حالیہ وہ ہی کہ فاعل یا مفعول یا دونون کی حالت اور کیفیت بیان کرے - اکثر صیغۂ ماضیٔ تمنائی اسم حالیہ ہوتا ہی جیسے زید مسکراتا جاتا تھا - یہان مسکراتا فاعل یعنے زید کا حال بیان کرتا ہی - اور کویلے کو جلتا دیکھا - یہان جلتا حالت مفعول یعنے کویلے کی حالت بیان کرتا ہی - کبھی ماضیٔ تمنائی کے آخر لفظ ہوا بھی زیادہ کرتے ہین جیسے زید مسکراتا ہوا جاتا ہی +

نکرہ

نکرہ اور معرفہ کا بیان

تعیّن اور عدمِ تعیّن کے لحاظ سے اسم کی دو قسمین ہین - نکرہ اور معرفہ

نکرہ وہ اسم ہی کہ غیر معیّن چیز پر دلالت کرے جیسے مرد کہ ہر ایک مرد کو کہہ سکتے ہین - اسی طرح آدمی - گھوڑا - میز - کرسی - قلم - کاغذ - وغیرہ - اسم نکرہ ہین اور نکرہ کو اسم عام اور اسم جنس اور کلّی بھی کہتے ہین +

معرفہ

معرفہ وہ ہی جس سے کوئی شخص یا چیز معیّن سمجھی جائے اُس کے چھہ قسمین ہین - علم ضمیر - اسم اشارہ - اسم موصول - اور مضاف - اِن چارون کیطرف - اور منادیٰ +

پہلی قسم اسم علم

علم وہ ہی کہ سمجھا جاوے جس آدمی یا کسی چیز کا نام ہو۔ مثلاً زید ایک شخص کا نام ہی۔ اُس سے وہ ہی سمجھا جاویگا جس کا نام زید ہی۔ اسی طرح عبد اللہ۔ گنگا۔ جمنا۔ مدراس حیدرآباد۔ وغیرہ۔ معرفہ کو اسم خاص۔ اور جزئی حقیقی بھی کہتے ہیں۔ کنیت عُرف۔ خطاب۔ لقب۔ تخلص بھی داخل علم ہی ✤

دوسری قسم ضمیر

ضمیر وہ ہی جو بجائے اسم متکلم یا مخاطب یا غائب کے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہو اختصار اور دفع تکرار کے لئے آئے جیسے زید آیا اور اُس نے اپنا سبق پڑھا۔ جس کی طرف ضمیر پھرتی ہی اُس کو مرجع بولتے ہیں ✤ ضمیریں کل چھے ہیں ✤

میں	ہم	تو	تم	وہ	وہ
واحد متکلم	جمع متکلم	واحد مخاطب	جمع مخاطب	واحد غائب	جمع غائب

پھر ضمیر کی تین حالتیں ہیں۔ ضمیر فاعل۔ ضمیر مفعول۔ ضمیر مضاف الیہ ✤

ضمیر فاعل وہ ضمیر ہی جو بجائے فاعل کے آئے۔ جیسے ✤

ضمیر فاعل	واحد	جمع
متکلم	میں آیا	ہم آئے
مخاطب	تو آیا	تم آئے
غائب	وہ آیا	وہ آئے

ضمیر مفعول

ضمیر مفعول وہ ضمیر ہے جو بجائے مفعول کے آتی ہے ضمیر فاعل کے آخر علامت مفعول یعنی کو - سے - مجہول - یا ین - زیادہ کرنے سے ضمیر مفعول بنتی ہے جیسے -

ضمیر مفعول	واحد	جمع
متکلم	مجھکو یا مجھے دیا	ہمکو یا ہمیں دیا
مخاطب	تجھکو یا تجھے دیا	تمکو یا تمھیں دیا
غائب	اُس کو یا اُسے دیا	انکو یا انھیں دیا

ضمیر مضاف الیہ

ضمیر مضاف الیہ وہ ضمیر ہے جو بجائے مضاف الیہ واقع ہو یعنے جس کی طرف کسی چیز کو منسوب کریں - اور ضمیر فاعل کے آخر میں کا یا کے یا کی زیادہ کرنے سے ضمیر مضاف الیہ بنجاتی ہے مضاف واحد مذکر کی علامت کا ہے اور جمع مذکر کی علامت کے اور واحد مونث اور جمع مونث کی علامت کی ہے - اور ضمیر متکلم اور ضمیر حاضر میں کا - کے - کی - را - رے - ری سے بدلتے ہیں مثلاً -

ضمیر مضاف الیہ	واحد	جمع
متکلم	میرا یا میری - یا میرے	ہمارا - ہماری - ہمارے
مخاطب	تیرا یا تیری یا تیرے	تمھارا - تمھاری - تمھارے
غائب	اُسکا یا اُسکی - یا اُسکے	اُنکا - انکی - اُنکے

اسم اشارہ

تیسری قسم اسم اشارہ

اسم اشارہ وہ ہے کہ جس سے کسی چیز کی طرف اشارہ کریں - اور جسکی طرف

اشارہ کیا جائے اُس کو مشارُ الیہ کہتے ہیَن اور اسم اشارۂ قریب کیواسطے یہ بعید کیواسطے وہ ہَے۔ اِس مین واحد وجمع ۔ مذکر و مونث یکسان ہین ف جب ایک ہی جملے مین دو ضمیر یا دو اسم اشارہ ایک ہی مرجع کے اسطرح واقع ہون کہ اوّل ضمیر یا اسم اشارہ فاعل ہو اور دوسری ضمیر یا اسم اشارہ مضاف الیہ ہو تب ضمیر مضاف الیہ یا اسم اشارۂ مضاف الیہ کو لفظِ اپنا یا اپنے یا اپنی سے بدلتے ہَین جیَسے مین نے اپنا سبق پڑھا۔ مین اپنے گھر گیا۔ مین نے اپنی کتاب پڑہی۔

چوتھی قسم اسم موصول

اسم موصول وہ کلمہ ہَے جو بغیر صلہ کے کلام مین سمجھا نہ جائے۔ اس کا صلہ ایک جملہ ہوا کرتا ہے۔ اور وہ ایک ہی لفظ ہَے جو جیَسے جو لڑکا کل آیا تھا اب حاضر ہَے۔ اُس کے آخر مین حرف معنوی نہون تو وحدت وجمعیت اور تذکیر و تانیث مین برابر ہیَن اور حروفِ معنوی آتے ہین تو لفظ جو بدل کر حالتِ وحدت مین جس اور حالتِ جمع مین جن اور کبھی جنھون بولا جاتا ہے۔ جیَسے جس کو جس کا جس پاس جسے۔ اور جن کو جنھون نے۔ اور جب اسم موصول مین شرط کے معنے پائے جاتے ہین تو اسکی جزا مین حرفِ سو۔ وہ آتا ہَے جیَسے جو دیگا سو پائیگا جو خدا کا حکم مانیگا وہ بہشت مین جائیگا۔ +

پانچوین قسم نکرہ مضاف

جو اسمِ نکرہ کہ عَلَم یا ضمیر یا اسم اشارہ یا اسم موصول کی طرف مضاف ہو تو معرفہ

اسم موصول

نکرہ مضاف

ہوجاتا ہے جیسے زید کا لڑکا - تیرا بھائی - اُس کا باپ - جس کا چچا نوکر تھا اُس نے پنشن پائی - پس لڑکا - اور بھائی اور باپ اور چچا اگرچہ نکرہ ہین لیکن مضاف ہونے سے اُن مین ایک طرح کی خصوصیت آگئی ٭

منادی

چھٹی قسم منادی

منادی وہ ہے جو پکارا جائے جیسے ای لڑکے - اس مین بھی بُلائے جانے سے ایک طرح کی خصوصیت آگئی ٭

استفہام

استفہام کا بیان

لفظ **کون** اور **کیا** استفہام کے واسطے آتے ہین - مگر لفظ **کون** اکثر جاندار کے لئے ہے اور کیا بیجان کے واسطے آتا ہے - جیسے کون کھڑا ہے - یہ کیا چیز ہے یہ کون بات ہے - اِن مین واحد اور جمع برابر ہین - کبھی لفظ کیا جھڑکی سے کہا جائے منع کا فائدہ دیتا ہے - جیسے تو کیا کام کرتا ہے - یعنے نکر - اور کبھی استغنا اور بے پروائی کے معنے مین آتا ہے - جیسے **مصرع** تجھ بن بہشت پیارے مین لیکے کیا کرونگا کبھی تعجب کے واسطے آتا ہے - جیسے کیا خوب - کیا ہی نیک ہے - اور کبھی حسرت و تمنا کے لئے آتا ہے - جیسے اگر مین نوکر ہوجاتا تو کیا خوب ہوتا لفظ استفہام کی تبدیل اسم موصول کی تبدیل کی سی ہے یعنے واحد کے لئے کس اور جمع کے لئے کن آتا ہے - جیسے کس کا گھوڑا - کن لڑکون نے سبق یاد نہین کیا - تنکیر کے دو لفظ ہین **کوئی** اور **کچھ** - جاندار کے واسطے اکثر

معنی

اسمائے تنکیر

تنکیر الفاظ

کوئی آتا ہے جیسے کوئی آدمی یعنے ایک شخص غیر معین - اور پہچان کے واسطے کچھہ جیسے کچھہ چیز - اور کبھی دونون ایک دوسرے کی جگھہ کہے جاتے ہین جیسے یہ کوئی چیز نہین - اور تم کچھہ آدمی نہین - لفظ کوئی کسی سے بدلتا ہے - جیسے کسی شخص کو بلاؤ ❊

اسم صفت کا بیان

اسم صفت وہ ہے جس مین وصفی معنے پائے جائین جیسے بھلا - برا - کالا پیلا - سیدھا - ٹیڑھا وغیرہ - اُس کے دو قسمین ہین - مفرد - مرکّب - **مفرد** وہ کہ زوائد سے بے ملائے صفت حاصل ہو - جیسے نیک - بد - موٹا پتلا - سفید - ہرا - وغیرہ **مرکّب** وہ ہے کہ کسی اسم اصلی پر حرفِ زائد کے داخل کرنے سے صفت بنجائے - اُس کے دو قسمین ہین - **اوّل** یہ کہ زوائد اسکے آخر مین آئین - اکثر یہ حروف آتے ہین - ا - اڑی - لو - ی - یا - اک - ین - ینہ جیسے بھوکا - کھلاڑی - جھگڑالو - وزنی - دکھیا - تیراک - زرین - چوبینہ - وغیرہ - **دوسری** یہ کہ زوائد شروع مین لائین جیسے ان دیکھا - ناخوش - باوفا بے خبر - سوڈول - لاعلم - بدنام ❊

اسم سالم اور غیر سالم کا بیان

واضح ہو کہ تبدیل اور عدمِ تبدیل کے اعتبار سے اسم کی دو قسمین ہین - سالم اور غیر سالم - بعضے سالم کو غیر منصرف اور غیر سالم کو منصرف کہتے ہین -

اسم سالم کا بیان

اسم سالم یا غیرمنصرف وہ ہے جس کے آخر الف یا ہ اصلی نہو۔ اُس کے صیغہ واحد مین حروف معنوی کے آنے سے تبدیل نہین ہوتی جیسے مرد نے عورت کو کہا ایک چھوٹی سبز جلد کی کتاب مین سے نکال لاؤ (ان سب مثالون مین حروف معنوی کے آنے سے کچھہ تبدیل نہین ہوی) اور ملکہ نے فرمایا۔ اگرچہ ملکہ کے آخر ہ موجود ہے۔ لیکن لفظ ملکہ مین ہ زائدہ یعنے علامت مونث کر دینے سے تبدیلی نہوی

اسم غیرسالم کا بیان

اسم غیرسالم یا منصرف اس کو کہتے ہین جس کے آخر الف یا ہائے مختفی اصلی ہو اور اسکے صیغہ واحد مین حروف معنوی کے آنے سے ا یا ہ کو ے مجہول سے بدلتے ہین خواہ وہ اسم جامد ہون خواہ مصدر یا اسم صفت یا مشتق جیسے لڑکے نے۔ کرنے مین۔ اچھے سے۔ لکھنے والے کو وغیرہ۔ اگر اسم منصرف جس کے آخر الف ہو دوسری زبان یعنے عربی و فارسی زبان کا ہو تو نہین بدلتا ہے جیسے دعا۔ قضا۔ غذا۔ جزا۔ پیدا۔ مرزا۔ اور جدا۔ کہ پہلے چار عربی ہین۔ اور باقی فارسی پس ایسے الفاظ کے الف کو بدلنا ہرگز جائز نہین۔ اور بعضے الفاظ اردو کے آخر الف بدل نہین ہوتا ہے جیسے دیا۔ دانا۔ پتا۔ بابا۔ کبتا۔ چچا۔ پھوپا مینا۔ بوا۔ وغیرہ ف جو مرکب کہ چند اسمائے منصرف سے حاصل ہو ایک ہی حرف معنوی کے آنے سے سب کی تبدیل ہو جایگی جیسے اپنے چھوٹے لڑکے کو بلاؤ۔

مذکر و مونث کا بیان

جنس کے اعتبار سے اسم کی دو قسمین ہین - مذکر و مونث - پھر ہر ایک کی دو قسمین ہین حقیقی غیر حقیقی **مذکر حقیقی** جاندار نر کو کہتے ہین جیسے گھوڑا - اور مرد اور **مونث حقیقی** جاندار مادہ کو کہتے ہین جیسے عورت - گھوڑی **مذکر غیر حقیقی** بیجان نر کو کہتے ہین جیسے ورق - درخت اور **مونث غیر حقیقی** بیجان مادہ کو کہتے ہین جیسے کتاب - دیوار - اِن دونون سے ہر ایک کی دو قسمین ہین اوّل **سماعی** کہ اہل زبان سے سُنا گیا ہو اور کوئی قاعدہ اسکے واسطے مقرر نہو جیسے کاغذ اور سطر دوسری **قیاسی** کہ اُس کے مذکر یا مونث ہونے کے واسطے کوئی قاعدہ ہو +

مذکر و مونث کی پہچان کے قواعد

قاعدہ جس اسم کے آخر ا یا ہ مختفی ہو وہ اسم اُردو ہو یا فارسی یا عربی اکثر مذکر ہوگا جیسے دریا - کپڑا - پردہ - بندہ - نوکرا - صحرا - وغیرہ لیکن - بہیا - بپتا - فاختہ توبہ مونث آتے ہین +

قاعدہ جو لفظ **عربی** تفعیل کے صرفی وزن پر ہوگا وہ مونث ہے - سوا لفظ تعویذ کے جیسے تقدیر - تدبیر - تعظیم - تکریم - تحریر - تفصیل - تخصیص - وغیرہ -

قاعدہ حاصل مصدر فارسی کا جس کے آخر **ش** ماقبل مکسور ہو مونث ہوتا ہے - جیسے بخشش - خارش - خواہش - آزمایش - کوشش - وغیرہ - مگر خلش - مذکر بھی مستعمل ہوا ہے اسی طرح اور قسم کے حاصل مصدر فارسی کے بھی مونث مستعمل ہوتے ہین جیسے

نوشت و خواند - آمد و رفت - گفتگو - گفتار - آسودگی وغیرہ ✤

قاعدہ جس اسم کے آخر **ت** دراز مصدر عربی کی یا **ت** حاصل مصدر اردو کی آئے وہ بھی مونث ہوگا جیسے قدرت - خلقت - سجاوٹ - بناوٹ - مگر شربت - خلعت - اور حضرت مذکر ہے ✤

قاعدہ پیشہ والون کے نام کے سوا جن کے آخر ی معروف اصلی ہو اکثر مونث ہوتے ہین - جیسے روٹی - ٹوپی - حویلی - کرسی - پلچھی وغیرہ مگر چند الفاظ پانی - جی گھی - دہی - موتی - وادی - افعی مذکر ہین ✤

قاعدہ جس مصدر - یا حاصل مصدر عربی کے آخر مین الف ہو وہ مونث ہے جیسے دعا - تمنا - وفا - وغیرہ سوا تماشا اور تقاضا کے ✤

قاعدہ حروف تہجی مین سترہ حرف مونث ہین - ب پ ت ٹ ث ج ح خ ر ڑ ز ژ ط ظ ف ہ ی - بارہ مذکر ہین ا س ش ص ض ع غ ق ک گ ل ن - اور چھہ مختلف فیہ ہین - ج د ڈ ذ م و - جس اسم واحد مذکر حقیقی متبدلہ کے آخر الف ہو حالت تانیث مین اکثر اس الف کو ی معروف یا یا سے بدلتے ہین جیسے لڑکا - لڑکی - بوڑھا - بڑھیا - اور کبھی ن سے مثلاً کنجڑا کنجڑن جس جاندار مذکر کے آخر ہ یا ی معروف ہو اس کو نون سے بدلتے ہین مثلاً گوالہ گوالن - دھوبی - دھوبن جس اسم کی جنس مین شک ہو اسکو مذکر استعمال کرنا بہتر - اور جو مشترک ہین - مثلاً بلبل - فکر - جان ان کو مونث استعمال کرنا فصیح ہے -

اسم کی حالتون کا بیان

جاننا چاہیئے کہ اسم کی پانچ حالتین ہین۔ حالت فاعلی۔ حالت مفعولی۔ حالت اضافی۔ حالتِ جرّی۔ حالتِ ندا۔

حالتِ فاعلی جو اسم کسی فعل کا فاعِل یعنے کرنے والا ہو۔ یا اُسمین فعل قائم ہو وہ حالت فاعلی مین رہتا ہے۔ جیسے لڑکا لکھتا ہے۔ گھوڑا چلتا ہے۔ ماضی استمراری کے سوا سب فعلِ متعدّی کے ماضیون مین اُسکی علامت **نے** ہے۔

حالتِ مفعولی اِس قسم کی حالت کو کہتے ہین جس پر فاعل کا فعل واقع ہُوا ہو۔ اُسکی علامت **کو یا یا** ے مجہول یا **ین** ہے جیسے زید کو مارا۔ مجھے دیا۔ ہمین مارا۔ کبھی مفعول کی علامت حذف ہوتی ہے جیسے گھوڑا لاؤ ✣

حالتِ اضافت اِس اسم کی حالت کو کہتے ہین جسکو دوسرے اسم کے ساتھ نسبت یا علاقہ ہو جیسے سوداگر کا بیٹیا۔ سرکار کے گھوڑے نوکر کی پگڑی ✣

جو اسم علامت اضافت کے آگے ہو اُس کو **مضاف الیہ** اور جو بعد ہو اسکو **مضاف** کہتے ہین ✣

حالتِ جرّی اُس اسم کی حالت کو کہتے ہین جس کے بعد کوئی حرف جر ہو جیسے گھر سے۔ گھر مین۔ گھر پر۔ وغیرہ۔ اسکی علامت اسمائے غیر سالم مین یائے مجہول ہے۔ **حالتِ ندا**۔ اُس اسم کی حالت کو کہتے ہین جو پکارا جائے جیسے اے لڑکے۔ اے لڑکو ✣

وحدت و جمعیت کا بیان

تعداد کے اعتبار سے اسم کے دو قسمین ہین - واحد - اور جمع

واحد ایک کو کہتے ہین جیسے - مرد - عورت - کتاب - پیالہ - وغیرہ

جمع وہ ہی جو ایک سے زیادہ ہو جیسے کتابین اور پیالے - اردو مین اسم کی جمع کی علامتین پانچ ہین - ون یعنے واو مجہول یا نون غنہ اور ین یعنے یائے مجہول یا نونِ غنہ اور ان یعنے الف و نون غنہ - اِن علامتون کے استعمال کے تین قاعدے ہین -

قاعدہ ہر ایک اسم مذکر ہو یا مونث حالتِ ندا مین و مجہول سے جمع ہوتا ہی اور جس کے آخر الف یا بدلنے والی ہ ہوگی وہ گرجائیگی جیسے اى مردو - عورتو - لڑکو - وغیرہ اگر وہ الف بدلنے والا نہو تو و پر ہمزہ زائد کرینگے مثلاً دریاؤ

قاعدہ ۲ جب کسی اسم کے آخر مین کوئی حرفِ معنوی آئے تو اسکی جمع ون سے کی جاتی ہی - جیسے مردون نے - بندون کا - لڑکیون کو ساقیون سے وغیرہ اور اسم کے ماقبل آخر کو حرکت ہوگی تو دور ہو جائیگی - یہ حرکت منادی مین سے بھی دور ہو جائیگی - جیسے نوکرون کو - چاکرون سے - صاحبون کے - اى نوکرو -

قاعدہ ۳ جمع کے آخر حرفِ معنوی نہ آئین پس جن اسما کے آخر مین ا یا بدلنے والی ہ ہوگی انکی جمع حالتِ فاعلی اور مفعولی مین ے مجہول سے ہوگی جیسے لڑکے آئے اور شربت کے پیالے پئے اور اگر ا یا ہ آخر مین نہو یا ہو

لیکن بدلنے والی نہو تو مذکر مین جمع کی حاجت نہین جیسے مرد آئے - برتن خریدے اور مونث مین اگر اِس کے آخری معروف ہو تو اُس کی جمع **ان** کے ساتھ ہوگی - جیسے روٹی کی جمع روٹیان اور تختی کی جمع تختیان - اگر اخیر مین **ی** معروف نہو تو **ین** سے جمع ہوتی ہَے - مثلاً کتاب کی جمع کتابین - جیسے کتابین رکھی ہین - کتابین لے آؤ - اپنی کتابین لو - اکثر اسمائے عدد یا اسمائے ظروف کے آخر **ون** زیادہ کرنے سے حصر یا کثرت کا فائدہ ہوتا ہَے - بشرطیکہ اُن اسما کے بعد حروفِ معنوی نہون جیسے چارون بھائی آئے - ہزارون علم پڑہے - برسون گذرے

دوسرا باب نحو مین

نحو وہ علم ہَے جس سے ترکیبِ کلمات یعنے مفردون کو مِلا کر کلام بنانا آجائے اور معلوم ہو جائے کہ وہ آپس مین کیا علاقہ رکھتے ہین **موضوع** علم نحو کا کلام ہَے - **مرکب** وہ ہَے جو دو یا زیادہ کلمون سے بنے اور ٹکڑے کرنے سے اُس کا ہر ایک جزو اپنے معنیٔ مقررہ بتلائے - اُسکی دو قسمین ہَین - مرکب مفید مُرکب غیر مفید -

مُرکب مفید وہ ہَے کہ اُس کا کہنے والا کوئی بات کہہ چکے اور سامع کو دوسری بات کی سننے کا اِنتظار نہ رہے بلکہ وہ سنتے ہی سمجھ جائے کہ کہنے والا کسی ماجرے کی خبر دیتا ہو - یا کچھ خواہش رکھتا ہَے - مُرکب مفید کو **جملہ** اور **کلام** اور **مرکب تام** بھی کہتے ہَین مثلاً زید عالم ہَے +

مرکّب غیر مفید وہ ہی کہ جس کے سننے سے سامع کو فائدۂ کامل حاصل نہو۔ بلکہ دوسری بات کے سُننے کا منتظر رہے جس سے خبر یا طلب حاصل ہو۔ اس لئے مرکّب غیر مفید پورا جملہ نہین ہوتا ہَی۔ بلکہ ہمیشہ مثل مفرد کے جملہ کا جُزو ہوتا ہَی۔

مُرکّب غیر مفید کا بیان

مرکّب غیر مفید کی چار قسمین ہَین۔ مُرکّب اضافی۔ مُرکّب توصیفی۔ مرکّب امتزاجی۔ مُرکّب غیر امتزاجی۔

مُرکّب اضافی وہ ہَی جو مضاف اور مضاف الیہ سے ملکر بنے ✤ ایک اسم کو دوسرے اسم کی طرف نسبت کرنے کو **اضافت** کہتے ہَین۔ اور جس کی طرف نسبت کیجائے اُسکو **مضاف الیہ** کہتے ہَین۔ اور جو اسم نسبت کیا جائے اسکو **مضاف** کہتے ہَین ✤ اُردو مین مضاف الیہ اکثر مضاف سے پہلے آتا ہَی۔ آور **کا** ۔ **کی** ۔ **کے** ۔ **را** ۔ **ری** ۔ **رے** ۔ آور **نا** ۔ **نی** ۔ **نے** ۔ اضافت کی علامتین ہمیشہ مضاف الیہ کے آخر ہوتی ہَین جَیسے زید کا گھوڑا۔ اور میرا ہاتھی۔ اور اپنا اونٹ لاؤ۔ اِس ترکیب مین زید مضاف الیہ ہَی۔ آور کا علامتِ اضافت۔ اور میرا اور اپنا مضاف الیہ مع علامتِ اضافت ہَین۔ اور گھوڑا۔ ہاتھی۔ اونٹ مضاف ہَین۔ اور مضاف الیہ ملکر جملے کا ایک جزو یعنے مفعول واقع ہوا اور لاؤ فعل اور تم ضمیر فاعل مقدر ہَی ✤ اِضافت کی علامتین تذکیر و تانیث اور وحدت و جمعیت مین ہمیشہ مضاف کے موافق ہوتی ہَین جَیسے زید کا گھوڑا۔ اور زید کی کتاب۔ مضاف الیہ اگر معرفہ ہو تو مضاف معرفہ ہوجاتا ہَی اور

نکرہ ہو تو ایک طرح کی خصوصیت مضاف مین آجاتی ہی مثلاً زید کا غلام۔ اس ترکیب مین زید اسم خاص ہی اور غلام اسم عام مگر زید کی طرف نسبت پانے سے غلام بھی **معرفہ** ہوگیا یعنے زید کے غلام سے دوسرے شخص کا غلام نہ سمجھا جائیگا۔

مُرکّب توصیفی وہ ہی جو صفت اور موصوف سے ملکر بنے۔

صفت وہ ہی جس سے کسی کی بھلائی یا بُرائی یا اور کسی قسم کی خاصیت ظاہر ہو۔

موصوف وہ ہی جس کی بھلائی یا بُرائی یا اور کسی قسم کی خاصیت بیان کیجائے اُردو مین صفت اکثر موصوف سے پہلے آتی ہی۔ اور اگر موصوف معرفہ ہو تو صفت سے توضیح ہو جاتی ہی۔ اور جو نکرہ ہو تو ایک طرح کی خصوصیت آجاتی ہی جیسے چالاک لڑکا اِس ترکیب مین چالاک صفت ہی اور لڑکا موصوف مگر چالاکی کی صفت کے باعث اور لڑکون کے بہ نسبت مخصوص اور ممتاز ہوگیا یعنے وہ لڑکا جو چالاک ہی۔ جن صفتون کے آخر ا یا ہ اور اُس مین بسبب آنے علامت فاعل و مفعول اور اضافت اور ظرفیت کے یا خود اسم ظرف کی تبدیل بھی ہوتی ہو تو اُن صفات کی تذکیر و تانیث اور وحدت و جمعیت موصوف کے موافق چاہیئے جیسے اچھا لڑکا۔ اور اچھی لڑکی اور صفات عددیہ مین بھی یہی قاعدہ ہی جیسے پہلا۔ دوسرا۔ تیسرا۔ چوتھا۔ اور چھٹا۔ اور وہ صفات عددیہ بھی جنکے آخر لفظ وان۔ یا وین۔ ہو اپنے موصوف کے موافق بدلتے ہین جیسے تیسرا لڑکا۔ اور تیسری لڑکی اور پانچوان مرد۔ اور ساتوین عورت۔

مُرکّب امتزاجی وہ ہی کہ دو لفظ ملکر ایک چیز کا نام ہو جائین اور ایک ہی لفظ معلوم

ہون جیسے کلکتہ یہ مُرکّب ہے کالی اور کتہ سے اب دونون ملکر ایسے ہوگئے ہین کہ مُرکّب نہین معلوم ہوتے۔ اسی مین داخل ہین ترکیب تعدادی گیارہ سے اُنیس تک اور اکیس سے ننانوے تک سوائے عقود یعنے دس۔ بیس۔ تیس وغیرہ اور اکائیون کے یعنے ایک سے نوتک اور سو۔ ہزار۔ لاکھ وغیرہ یہ سب مفرد ہین۔

مُرکّب غیر امتزاجی وہ مُرکّب ہے کہ جس کے اجزا ملکر ایک نہو گئے ہون بلکہ جُدا جُدا سمجھ مین آتے ہون جیسے سکندر نامہ۔ شاہ جہان آباد۔ بعضے اعداد بھی اسی مین داخل ہین مثلاً دوسو چالیس۔ پانچ سو تین ہزار پچاس وغیرہ۔

عدد گنتی کو کہتے ہین اور جس کو گنتے ہین اسے **معدود** جیسے پندرہ روپے اس ترکیب مین پندرہ عددِ مُرکّب اور روپے معدود ہین۔

تقسیم جملہ

صدق وکذب کے اعتبار سے جملہ کی دو قسمین ہین۔ جملۂ خبریہ اور جملۂ انشائیہ۔

جملۂ خبریہ وہ ہے جس کے سُننے سے سامع کو معلوم ہوجائے کہ کہنے والا کسی کی خبر دیتا ہے۔ اس جملے مین سچ اور جھوٹھ کا احتمال رہتا ہے۔

جملۂ انشائیہ کا بیان

جملۂ انشائیہ وہ ہے جس کے سننے سے سامع کو معلوم ہو کہ کہنے والا کچھ خواہش رکھتا ہے اور اس کی بات مین احتمال راست اور دروغ کا نہین ہوتا ہے۔ اُس کی دس قسمین ہین **امر** جیسے خط لکھو **نہی** جیسے نجاؤ **ندا** جیسے اے لڑکو

استفہام جیسے کیا تمھین زید نے مارا ہی تمنی جیسے کاش آج زید آجاتا تو خوب ہوتا۔ قسم۔ جیسے خدا کی قسم مین یہ کام کرونگا۔ عرض یعنے برانگیختہ کرنا مخاطب کو کسی کام کیواسطے جیسے تو نے میرا کہا کیون نہ مانا جو آج کو بھلا ہوتا۔ تعجب جیسے یہ پھول کیا ہی خوشرنگ و خوشنما ہی عقود یعنے وہ جملے جو معاملات کے وقت بولتے ہین جیسے کوئی کہے مین کتاب بیچتا ہون۔ اور دوسرا کہے کہ مین خرید کرتا ہون۔ یہ دونون جملے انشائیہ ہین جملہ شرطیہ جیسے اگر محنت کروگے تو علم حاصل کروگے ہر ایک جملہ خبریہ و انشائیہ کے دو قسمین ہین جملہ اسمیہ اور جملہ فعلیہ +

جملہ اسمیہ و جملہ فعلیہ کا بیان

جملہ اسمیہ وہ ہی جو ایسے دو اسمون سے مرکب ہو کہ اس کے سامع کو کچھ خبر معلوم ہو جائے۔ اُن سے ایک کو مبتدا اور دوسرے کو خبر کہتے ہین خبر کے آخر مین فعل ناقص ہوتا ہی۔

مبتدا وہ اسم ہی جس کے ماجرے کی خبر دی جائے۔ اور جس ماجرے کا بیان ہو اسکو خبر کہتے ہین۔ مثلاً زید امیر ہی۔ یا زید امیر تھا اُس کے سامع کو معلوم ہوا کہ کہنے والا زید کے امیر ہونے کی خبر دیتا ہی۔ اور امیر خبر۔ اور ہی فعل ناقص ہی۔ وحدت اور جمعیت مین فعل ناقص ہمیشہ مبتدا کے موافق ہوتا ہی۔ مبتدا اکثر خبر سے پہلے آتا ہی۔ اور اکثر معرفہ یا نکرہ مخصصہ ہوتا ہی۔ اور خبر اکثر نکرہ جیسے زید عالم ہی۔ وہ لڑکا قابل ہی اگر مبتدا اور خبر دونون معرفہ ہون یا دونون نکرہ ہون تو جس کو چاہین مبتدا کرین اور

جس کو چاہیں خبر مثلاً یہ تمہاری کتاب ہے۔ انسان آدمی ہے۔

جملۂ فعلیہ وہ ہے جو اسم اور فعل سے مرکب ہو جیسے زید آیا۔

اجزای جملۂ فعلیہ

فعل لازم میں جملۂ فعلیہ فعل و فاعل سے بنتا ہے۔ اور فعل متعدی میں فعل اور فاعل اور مفعول بہ کے ساتھ ملکر جملۂ فعلیہ حاصل ہوتا ہے۔

فاعل وہ ذات ہے جس سے فعل صادر ہو یا جس میں فعل قائم ہو جیسے زید نے شکار مارا۔ یا زید آیا۔ یہاں فعل زید سے صادر ہوا ہے۔ زید جیتا ہے۔ یہاں فعل زید کے ساتھ قائم ہے۔ صدور میں اختیار ہے اور قیام میں نہیں۔

مفعول بہ وہ ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے زید نے خالد کو مارا۔

ترکیب مارا فعلِ متعدی ہے اور زید فاعل ہے اس لئے کہ مارنے کا فعل اسکی ذات سے نکلکر خالد پر واقع ہوا اور لفظِ نے علامتِ فاعل اور خالد مفعول بہ ہے اس لئے کہ اس پر زید کا فعل یعنے مار واقع ہوا۔ اور کو علامت مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ کے ساتھ ملکر جملۂ فعلیہ خبریہ ہوا ؞

فعلونکی تذکیر و تانیث اور وحدت و جمعیت کا قاعدۂ کلیہ

واضح ہو کہ فعلِ متعدی معروف میں ماضی مطلق اور ماضی قریب اور ماضی بعید اور ماضی شکی اور ماضی تمنائی (جس کے ساتھ ماضی مطلق کا صیغہ ہوتا ہے) کے فاعل کی علامت لفظِ نے ہے بشرطیکہ متعدی مذکور فعلِ لازم سے مرکب نہو جیسے تو نے مارا

مین نے کھایا ہے- اور اُس نے مارا تھا وغیرہ مگر بولنا- اور لانا- اور بھولنا- خارج ہین یعنے متعدّی ہونے کے باوجود اُن کے ماضیون کے فاعل کی علامت نے نہین آتی جیسے وہ لایا- وہ بھولا- اسی طرح اگر کوئی متعدی فعل لازم سے مرکب ہو اور جزوِ اوّل متعدی- ثانی لازم ہو تب بھی علامتِ فاعل (نے) بولی نہ جائیگی جیسے مین لے گیا- اور وہ دے بیٹھا- تو کھا چکا- مین لے سکا- وغیرہ- اگر جزوِ اوّل لازم ثانی متعدّی ہو تو نے کا استعمال کرینگے لیکن فعل واحد مذکر رہیگا- جیسے مین نے رو دیا- ہم نے ہنس دیا- اگر دونون جزو متعدّی ہون تو مفرد کی طرح مستعمل ہونگے جیسے مین نے روٹی کھائی- ہم نے گھوڑا لے لیا- بعض افعال اگرچہ مفعول نہین چاہتے- ہین لیکن نے اُن کے ساتھ رہتا ہے- اور فعل واحد مذکر ہی ہوتا ہے- وہ افعال یہ ہین- کوسنا موتنا- دھارنا- جیسے لڑکیون نے موتا- صاحبون نے کوسا- نائب فاعل یعنے مجہول کے ساتھ نے کا استعمال جائز نہین جن فعلون کے فاعل کے ساتھ لفظ نے علامت فاعل مطلقاً نہ آئے اور مفعول پہ کی علامت خواہ آئے یا نہ آئے تو وہ فعل خواہ لازمی ہون یا متعدّی- ہمیشہ تذکیر وتانیث اور وحدت وجمعیّت مین فاعل کے موافق ہونگے جیسے لڑکی آئی- لڑکا آیا- لڑکی پانی پیتی ہے- لڑکا روٹی کہاتا ہے- بندہ فقیرونکو کھانا دیتا ہے- زید بکر کو بلاتا ہے- لڑکا آیا- لڑکی پانی پیتی ہے- لڑکا روٹی کہاتا ہے- لڑکیان پڑھتی ہین- لڑکے پڑھتے ہین- اچھی لڑکیان اپنے سبق کو یاد کرلیتی ہین- اچھے لڑکے استاد کو خوش رکھتے ہین جن فعلون کے فاعل کے ساتھ لفظِ نے علامتِ فاعل ہو مگر علامتِ مفعول بہ مطلقاً نہو-

وہ فعل مفعول بہ کے موافق ہوتے ہین خواہ مذکر ہون یا مونث - واحد ہون یا جمع جیسے
زید نے تختی لکھی - بنّو نے پانی پیا - لڑکیون نے تختیان لکھین - عورتون نے شربت
کے پیالے پیئے - جب فاعل اور مفعول کے ساتھ دونون کی علامتین ہون تو ہر حال
مین فعل واحدِ مذکر ہوگا جیسے مین نے اس کو لکھا - بنّو نے شربت کے پیالون
کو پیا - اور جب مفعول کسی کا جملہ واقع ہو تو بھی فعل واحدِ مذکر ہوگا - جیسے لڑکی نے
کہا مین کتاب پڑھتی ہون - لڑکون نے پوچھا تم کونسی کتاب پڑھتے ہو - وغیرہ
جو فعل دو مفعول چاہتا ہے وہ مفعولِ ثانی کا تابع ہوتا ہے - خواہ مفعولِ اوّل
جو علامت رہتا ہے - مذکور رہے یا محذوف جیسے ہم نے لڑکے کو کتاب دی -
رندون نے شراب پلائی - جملۂ فعلیہ مین یہ فصیح تر ہے - کہ جملہ مین فعل آخر واقع
ہو اور فاعل مفعول پہلے - جیسے بکر کو زید نے مارا - اور یون بھی درست ہے -
کہ زید نے بکر کو مارا -

ف جب کئی اسم مذکر و مونث ایک فاعل کے تابع ہون تو فعل کو اسم کے
آخر کے موافق کہینگے جیسے مرد عورت - لڑکے لڑکی آئی -

ف بعض جمع عربی جو **افعال** کے وزن پر ہو جملہ مین مبتدا یا فاعل واقع
ہو تو فعل واحدِ مذکر لاتے ہین مثلاً احوال - اخبار - القاب - اسباب
وغیرہ مثلاً یہ بات سب پر روشن ہے کہ غرور سے ضحاک کا کیا احوال ہوا - یہہ
اچھا اخبار ہے - یہ کس کا القاب ہے - زید کا اسباب لوٹا گیا -

سوا اوقات کے کہ اس کا فعل واحد مونث بولا جائیگا مثلاً آپ کی اوقات کس طرح گزرتی ہی۔ اور کبھی جمع کے لحاظ سے فعل بھی جمع لاتے ہین۔ مثلاً سرکار کے احکام سخت ہَین۔ نظیرون مین بزرگون کے اقوال بہت آتے ہَین۔

ف جمع عربی جس کے آخر مین الف و تا ہوتی ہی۔ اور جس کا واحد مونث ہی۔ مبتدا یا فاعل واقع ہو تو فعل واحد مونث چاہتی ہَی۔ مثلاً عنایات۔ کرامات جیسے ہمارے حال پر حضرت کی عنایات آگے ہی تھی اور اب بھی ہوگی جام اگر ٹوٹ گیا کون کرامات گئی۔

جب مبتدا یا فاعل ایسے دو لفظ ہین کہ معاً بولے جاتے ہَین۔ حرف عطف انکے درمیان ہو یا ہوا گر تذکیر و تانیث مین مختلف ہَین تو کبھی فعل جزو دوم کی تبعیت کرتا ہی مثلاً آب و ہوا۔ آب و غذا۔ نان و نمک۔ دوات و قلم۔ مثلاً یہان کی آب و ہوا بہت خوب ہوگی۔ آب و غذا کم ہوگئی۔ دوات و قلم گم ہوگیا۔ کبھی جزو اوّل کا تابع ہوتا ہَی۔ مثلاً ردو بدل پیچ و تاب اس کی ردو بدل بہت بلا کی تھی سنبل کو تیری زلف کا سا پیچ و تاب تھا۔ مال و متاع جاتا رہا۔ اور کبھی ایسے دونون لفظ مثلاً برق و سحاب پشت و رو۔ رنگ و بو۔ روز و شب۔ دن رات وغیرہ۔ جب مبتدا یا فاعل واقع ہوتے ہین تو فعل جمع مذکر آتے ہَین۔ مثلاً ع تو ہَی وہ آئینہ رو جس کے ہین یکسان پشت و رو + روز و شب گزر رہے ہَین۔ یہ دن رات نہیں ہین۔ لیکن مقراض حیات ہَین اگر وہ دونون لفظ تذکیر و تانیث مین متفق ہون تو واحد ہی مستعمل ہون گے

مثلاً آب و دانہ - آب و نمک مذکر - آب و تاب - گفتگو مونث - مثلاً صاحب کا
آب و دانہ یہاں سے اٹھا - آب و نمک برابر نہ تھا - اُس کے دانتوں
کی آب و تاب موتیوں کو خجل کرتی ہے - آپ کی گفتگو جواب نہیں رکھتی ہے لیکن
شیر برنج اور پھیر بدل جس کے دونوں جزو مذکر ہیں واحدِ مونث مستعمل ہیں
اور اگرچہ لفظِ نیشکر کے دونوں جزو مونث ہیں لیکن واحدِ مذکر ہی کہا جاتا ہے -
مثلاً اُن لبِ شیریں سے شیریں نیشکر کوئی نتھا - جب دو یا زائد اسمائے واحدِ مذکر
مبتدا یا فاعل ہوں تو فعل جمع مذکر لائینگے مثلاً زید اور بکر آتے ہیں - جب
دو یا زائد اسمائے واحدِ مونث مبتدا یا فاعل ہوں تو فعل جمع مونث چاہیے -
مثلاً زینب اور کلثوم سوتی ہیں - کتاب اور دولت گم ہیں - جب دو یا زائد اسمائے
واحدِ مذکر یا مونث مُبتدا یا فاعل واقع ہو کر حروفِ تردید سے منفصل
ہوں فعل مطابقِ مبتدا یا فاعل واحدِ مذکر یا واحدِ مونث ہوگا - مثلاً زید یا
بکر آتا ہے - ہندہ یا زینب روتی تھی -

جملے کے اقسام باعتبارِ صفت

باعتبارِ صفت کے جملہ کے کئی اقسام ہوتے ہیں - جملۂ مستانفہ - جملۂ معترضہ
جملۂ مبینہ - جملۂ معللہ - جملۂ جوابِ قسم - جملۂ جواب شرط - جملۂ منتجہ - جملۂ معطوفہ - جملۂ موصولہ
جملۂ استفہامیہ - جملۂ شرطیہ - جملۂ ظرفیہ - جملۂ ندائیہ -

جملۂ مستانفہ وہ ہے جو شروع کلام میں آئے جیسے سب تعریف اللہ کو کہ جس نے

تمام عالم کو پیدا کیا۔

جملۂ معترضہ وہ ہے جو مبتدا و خبر یا فاعل و فعل کے درمیان آئے اور اس کو نکال دینے سے معنے مین نقصان نہ آئے جیسے شیخ سعدیؒ (خدا انکو مغفرت کرے) سردار شاعران ہین (خدا انکو مغفرت کرے) جملۂ معترضہ ہے۔

جملۂ مُبَیّنہ وہ جملہ ہے جو کسی چیز کا بیان ہو یعنے وہ جملہ ہے جو مصدر کہنا یا سُننا یا دریافت کرنا یا جاننا وغیرہ یا اُن کے مُرادف کا مفعول واقع ہوتا ہے۔ پس اگر کہنا یا اُس کے مُرادف کے بعد آئیگا تو مقولہ کہلائیگا۔ جیسے کل آپ نے کہا تھا کہ مین انعام دلاؤنگا۔

جملۂ مُعلّلہ وہ ہے کہ کلامِ سابق کی علت واقع ہو جیسے عمرو نیک مرد ہے کیونکہ جھوٹھ نہین کہتا ہے۔

جملۂ جوابِ قسم وہ ہے جو قسم کے جواب مین واقع ہو جیسے خُدا کی قسم تو جھوٹھ کہتا ہے

جملۂ جوابِ شرط وہ ہے جو شرط کے جواب مین آئے جیسے اگر تم آؤگے تو پانچ روپے دونگا۔

جملۂ مُنتِجہ وہ ہے جو پہلے دو جملون سے پیدا ہو جیسے جو نفس کہ نیچے جاتا ہے حیات کو تائید بخشتا ہے اور جب اوپر آتا ہے ذات کو فرحت دیتا ہے پس ہر نفس مین دو نعمتین موجود ہین یہان (پس ہر نفس مین دو نعمتین موجود ہین) جملۂ منتجہ ہے۔

جملۂ معطوفہ وہ ہے جس کا پہلے جملے پر عطف ہو جیسے زید لکھتا ہے اور بکر پڑھتا ہے۔

جملۂ موصولہ وہ ہے جو موصول کا صلہ ہو جیسے گھوڑا کہ کل تم نے مول لیا تھا مارا گیا۔

جملہ استفہامیہ وہ ہے کہ اس مین سوال پایا جائے جیسے تم کون ہو۔

جملہ شرطیہ وہ کہ شرط و جزا سے ترکیب پائے جیسے اگر وہ کوشش کریگا تو نعمت پائیگا

جملہ ظرفیہ وہ ہے کہ ظرف و مظروف سے مرکب ہو مثلاً صراحی مین پانی ہے۔

جملہ ندائیہ وہ ہے کہ جس مین ندا ہو جیسے اے کریم کرم کر۔

اقسامِ مفعول و دیگر متعلقاتِ فعل کا بیان

معلوم رہے کہ مفعول کی پانچ قسمین ہین مفعول بہٖ مفعول مطلق مفعول فیہ مفعول معہٗ مفعول لہٗ۔
ان مین سے مفعول بہ صرف فعلِ متعدی ہی مین آتا ہے۔ اور باقی مفعول اور دیگر متعلقات فعل مثل حال اور تمیز وغیرہ ہر فعل لازم اور متعدی مین آسکتے ہین۔

مفعول مطلق کا بیان

مفعول مطلق وہ حاصل مصدر ہے جو بعد فعل کے حالتِ مفعولیت مین واقع ہوا اور وہ مفعول اور اس کا فعل دونون ایک ہی مصدر سے نکلے ہون یا معنے مین دونون متحد ہون جیسے زید کیا خوب چال چلا۔ اس ترکیب مین زید فاعل ہے۔ اور کیا لفظ استفہام بمعنی تعجب اور خوب صفت اور چال موصوف۔ صفت موصوف سے ملکر مفعول مطلق واقع ہوا اور چلا فعلِ لازم ہے۔ پس فعل اپنے فاعل اور مفعول مطلق کیساتھ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

مفعول فیہ کا بیان

جس جگہہ یا جس وقت مین فعل واقع ہو اُس کو **مفعول فیہ** اور **ظرف** بھی کہتے ہین۔
ظرف کی دو قسمین ہین ظرفِ زمان۔ اور ظرفِ مکان۔ اُس مفعول کے آخر لفظ مین

جو علامتِ ظرفیت ہَے اکثر مقدر رہتا ہَے۔ اور کبھی ظاہر جیسے آج زید مدرسہ گیا ہَے اِس ترکیب مین آج ظرفِ زمان اور مدرسہ ظرفِ مکان ہَے مین علامتِ ظرف پوشیدہ ہَے۔ یعنے مدرسہ مین اور زید فاعل اور گیا ہَے فعل لازم فعل اپنے فاعل اور ظرفِ زمان اور ظرفِ مکان سے ملکر جملۂ فعلیہ خبریہ ہوا۔

معفول معہ کا بیان

مفعول معہ وہ ہَے جو فاعل کے ساتھ کام کرنے مین یا مفعول کے ساتھ سہنے مین شریک ہو۔ اُس کی علامت سے کے ساتھ یا مع ہَے مثلاً بادشاہ مع فوج آتا ہَے۔ زید نے خالد کو اُس کے بھائی کے ساتھ مارا ✣

مفعول لہٗ کا بیان

مفعول لہٗ۔ وہ ہَے جس کے سبب سے فعل کیا جائے خواہ وہ سبب موجود ہو یا اُس کے حاصل کرنے کا ارادہ ہو پہلی مثال زید نامردی سے نہ لڑا یعنے نامردی کے سبب سے جو اُس کی ذات مین موجود تھی نہ لڑا۔ دوسری مثال آج اُستاد نے لڑکے کو تادیبًا یا ادب کے لئے مارا یعنے ادب لڑکے کی ذات مین موجود نہین تھا اُسکے حاصل کرنے کے لئے اُستاد نے مارا۔ اور کبھی تنوین یعنے دو زبر یا لفظِ کر یا سے یا لئے یا باعث یا سبب یا اور الفاظ جو انہین معنی مین ہون مفعول لہٗ کی علامتین ہوتی ہین ✣

حال اور ذو الحال کا بیان

حال وہ اسم ہَے جو فاعل اور مفعول کی یا دونون کی کیفیت و حالت بتلائے اور

جسکی حالت تبلائے اُس کو ذوالحال کہتے ہیں - حال اور ذوالحال ملکر جملے کا جُزو ہوتا ہے - جیسے زید ہنستا آتا تھا - اور زید نے موہن کو پڑھتے دیکھا - اور ہم دونو باتیں کرتے ایک دوسرے سے لڑتے تھے +

تمیز اور ممیز کا بیان

تمیز وہ ہے جو کسی چیز کا شک اور شُبہ دور کرے

ممیز وہ ہے جس کا شک وشُبہ دور ہو جائے جیسے دومن شکر-تنوین یعنے دو زبر یا صرف بائے موحدہ یا لفظ سے یا کر یا اور الفاظ جو انہیں معنی مین ہون اسکی علامتین ہیں جیسے زید نے سہواً یا بسہو یا سہو سے یا بھول کر دوبارہ خط لکھا +

توابع کا بیان

تابع پیچھے آنے والے کو کہتے ہیں مگر یہان تابع سے یہ غرض ہے کہ حالت میں ایک کلمہ دوسرے کلمے کا شریک ہو یعنے فاعل یا مفعول وغیرہ ہوتے مین - اوّل کلمے کو **متبوع** اور دوسرے کو **تابع** کہتے ہیں اور تابع کے چھ قسمین ہیں عطف بحرف[۱] بدل[۲]- تاکید[۳] نعت[۴] - تابع مہمل[۵] اور عطف بیان[۶] +

پہلی قسم عطف بہ حرف

عطف بحرف دو کلمون کو بذریعہ حرف عطف ملانے کو کہتے ہیں - دوسرا کلمہ معطوف کہلاتا ہے جیسے زید اور عمرو نے روٹی کھائی - اور عمرو اور بکر کو زید نے مارا - اور زید کو عمرو نے پڑھایا اور لکھایا - حروف عطف باب اوّل

مذکور ہو چکے جسطرح ایک مفرد دوسرے مفرد پر معطوف ہوتا ہی۔ اسی طرح جملہ بھی دوسرے جملے پر معطوف ہوتا ہَے۔ اور کلمہ یا جملۂ اوّل کو **معطوف علیہ** کہتے ہَیں اور جو کلمہ یا جملہ اُس پر عطف ہو اُس کو **معطوف** کہتے ہیں چنانچہ مثالِ اوّل ہیں زید معطوف الیہ ہی۔ اور عمرو معطوف ۛ

دوسری قسم بدل

بدل وہ تابع ہی کہ نسبت میں خود مقصود ہو پس اگر مُبدل منہُ اور بدل ایک ہی ذات پر دال ہوں تو اُس کو **بدل کُل** کہتے ہَیں۔ اور جس کلمے کا بدل واقع ہوتا ہَے اسکو **مبدل منہ** کہتے ہَیں جیسے میرے یہاں تمھارا بھائی سکندر خان آیا تھا یعنے جس ذات پر سکندر خان دلالت کرتا ہَے اُسی ذات پر تمھارا بھائی بھی دلالت کرتا ہَے۔ پس تمھارا بھائی مبدل منہ ہَے۔ اور سکندر خان بدل اور غلطی کے بعد جو صحت کے واسطے کہا جاتا ہَے اُس کو **بدل غلط** کہتے ہَیں جیسے پہلے بھولے سے کچھ اَور کلمہ نکل جاوے اَور پھر درست کر کے اَور کچھ کہے مثلاً مَیں گھر کو ۔۔ رسے کو جاتا ہوں۔ اَور یہ اکثر بولنے میں واقع ہَے۔

تیسری قسم تاکید

تاکید اُس تابع کو کہتے ہَیں جو اپنے متبوع کو کسی طرح کا استحکام یا حصر یا تشدد کا فائدہ دے جیسے کوئی کہے کہ کل حیدرآباد جاؤنگا۔ تو اس بیان سے جانے کا حیدرآباد کی طرف کسی طرح کا وثوق یا یقین نہیں جاتا۔ اور جب کہا کہ کل ضرور حیدرآباد